



از:

امام اہلسنت حضرت مولانا محمد عبید اللہ رضا روفی

ناشر:

○ مکتبہ اروقہ ۵/۲۲ دریائی ٹولہ لکھنؤ

www.jmmpak.tk

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ

قرآن



شیعہ

موسوم بہ

”تَنْبِيْهِ الْخَائِرِيْنَ“

از

امام اہلسنت حضرت میرزا محمد علی شاکر صاحب فاروقی

نور اللہ مقلد

بہا مقام

مولانا عبد السلام فاروقی ورافیقین لکھنؤ

بشر

مکتبہ فاروقیہ ۲۲/۵ دریائی ٹولہ لکھنؤ



نام کتاب \_\_\_\_\_ شیعہ اور قرآن

نام مصنف \_\_\_\_\_ امام اہل سنت حضرت مولانا محمد علی شاہ گور فاروقی

صفحات \_\_\_\_\_

طباعت \_\_\_\_\_ نشاط پریس ٹاؤنہ ضلع فیض آباد (یو. پی.)

تعداد \_\_\_\_\_ ایک ہزار

سنہ طباعت \_\_\_\_\_ ۱۴۰۲ھ ۱۹۸۲ء

قیمت \_\_\_\_\_ بارہ روپے

ملنے کے پتے

297.82

FAR

مکتبہ فاروقیہ ۲۲۰/۵۰ دریائی ٹولہ کھنڈ ۳  
مکتبہ البدر والعلوم فاروقیہ کاکڑی ضلع لکھنؤ  
مکتبہ اسلام ۳۷ گوئن روڈ ٹکھنڈ ۱  
مکتبہ افکارن نظیر آباد کھنڈ  
مکتبہ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

MAR 11 1985

# فہرست مضامین ”شیعہ اوی قرآن“

نمبر صفحہ	مضامین	نمبر شمار
۵	پیش لفظ	۱
۹	افتتاحیہ	۲
	مقدمہ	
۱۵	موعظہ تحریف کی تمہید کا جواب	۳
	بحث اول	
۲۷	شیعوں کا ایمان قرآن پاک پر نہ ہے اور نہ ہو سکتا ہے	۴
۲۹	قرآن شریف کے کم کیے جانے کی روایتیں	۵
۳۵	قرآن شریف میں بڑھائے جانے کی روایتیں	۶



نمبر صفحہ	مضامین	نمبر شمار
۳۷	قرآن شریف کے حروف و الفاظ بدلے جانے کی روایتیں	۷
۴۰	علمائے شیعہ کے تینوں اقرار	۸
	بحث دوم	
۵۶	اہل سنت کے یہاں نہ تحریف کی کوئی روایت ہے نہ ان کا کوئی متفقہ کبھی تحریف کا فتوٰ اُٹل ہوا	۹
۵۷	اِنَّا مَقْصِدُ	۱۰
۶۲	حائری صاحب کی پیش کردہ روایات کی حقیقت	۱۱
۶۷	حائری صاحب کی پیش کردہ روایات کے جوابات	۱۲
۱۲۱	تمکملہ تنبیہ السائرین موسوم بہ تفضیح السائرین	۱۳

# پیش لفظ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَصَلَّى وَسَلَّمَ

امام اہل سنت حضرت مولانا محمد عبد الشکور فاروقی رحمۃ اللہ علیہ چودہویں صدی ہجری کی عبقری شخصیات میں شمار کئے جاتے ہیں اور اصحابِ جہال میں مہتمم باشان مقام رکھتے ہیں حضرت مولانا نے اپنی پوری زندگی دین کے لئے وقف کی اور اعلاۃ کلمۃ حق کو اپنی حیات کا بہترین مشغلہ قرار دیا چونکہ اس دور میں شیعیت کے اثرات نمایاں طور پر پائے جاتے تھے بلکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اور ان کے عالی مقام خاندان کی محنتوں پر فرض و بدعات کی وینر چادر پڑ چکی تھی قریب تھا کہ مسلمان اپنے اکابر کی خلوص مسلمی فراموش کر دیں اور شیعہ امراء کے وید بہ کا شکار ہو کر کتاب سنت کی روح اہل سنت کے قلوب سے نکل جائے۔ ایسے پر آشوب و پرخطر دور میں کلام حق کا اظہار کرنا اپنے آپ کو ہزار مصیبتوں کے حوالے کرنے کے مرادف تھا۔ یہی وجہ ہے کہ علماء اور خواص تبلیغ دین کے معاملہ میں مثبت روش اختیار فرماتے تھے اور عقائد کی تبلیغ میں بہت سوچ سمجھ کر بڑتے تھے۔ ایسے افراد کی روز بروز کثرت ہوتی جا رہی تھی جو بے باکانہ طور پر شیعوں کو اسلامی فرقہ قرار دے کر ان سے مسلمانوں جیسے معاملات برتنے پر اصرار کرتے تھے اور علماء شیعہ اپنے مذہب کی شدید تکلیف کی بناء پر اپنا اصلی مذہب صیغہ راز میں رکھتے تھے جس کی بناء پر سنیوں کا شیعوں کے ہم عقیدہ

۱۔ اصول کافی ص ۱۰۵ ح ۱۰۵ پر امام جعفر صادق سے روایت ہے عن سلیمان بن خالد قال قال ابو عبد اللہ علیہ السلام یا سلیمان افکد علی دین من کتمہ اعنہ اللہ ومن اذا عہ اذلہ اللہ (حق جہا) سلیمان بن خالد سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کسی نے دین پر جو اس کو چھپائے گا اللہ اس کو عزت دے گا اور جو اس کو ظاہر کرے گا اللہ اس کو ذلیل کرے گا ۱۱



وہم رنگ ہو جانا باطل آسان ہو گیا تھا۔

علماء اسلام نے شیعوں کی رو میں جو کچھ کام کیا ہے اس کا زیادہ تر حصہ وفا کی ہے اور مذہب شیعہ کی رو میں ان کا روئے سخن فروعی مسائل سے متجاوز نہ ہو سکا۔ حالانکہ اس کی وجہ یہی ہے کہ شیعوں نے نہایت چالاک کی کے ساتھ اپنے مذہب کے اصول کو چھپایا اور عام طور پر ان کی کتابوں میں بھی وہ مسائل نہ آئے جن سے ان کے ایمان و اسلام کا صحیح اندازہ ہو سکے۔ مثلاً واعلماء علامہ بحر العلوم فرنگی محلی کو کسی طرح شیعوں کی تفسیر مجمع البیان دیکھنے کو مل گئی (اگرچہ اس تفسیر کے مصنف ان چار اشخاص میں سے ہیں جو مذہب شیعہ کے خلاف عقیدہ تحریف قرآن کو بڑے احتیاط کے ساتھ پیش کرتے ہیں) تو علامہ موصوف نے اپنی کتاب "شرح مسلم الثبوت" میں شیعوں کے کفر کا فتویٰ دیا اور تحریر فرمایا:

"قرآن پاک کے ایک حرف میں جو شک کرے وہ قطعاً کافر ہے۔"

امام اہل سنت علامہ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اکابر کی تحقیقات کو پیش نظر رکھ کر اہل سنت و جماعت کی نصرت و حمایت میں اسلام کی جاشینی کا پورا پورا حق ادا کیا اور بلا خوف و لومۃ لائم صحابہ کرامؓ کے مقام و مرتبہ سے مسلمانوں کو واقف کرانے کی بھرپور جدوجہد فرمائی۔ مذہب شیعہ کا بطلان اور اس مذہب کی اصلی تصویر اس طرح پیش کر دی کہ آئندہ اس موضوع پر حقیقی کام کرنے والے حضرت والا کی تحقیقات عالیہ سے استفادہ کئے بغیر کوئی معتبر خدمت انجام نہ دے سکیں گے۔ یوں تو امام اہل سنت نے "مذہب شیعہ" کے تمام اصولی و فروعی مسائل کا مکمل رد کیا ہے لیکن عقیدہ تحریف قرآن اقدس امامت کو ایسا مرکز نظر بنا کر ثابت کر دیا کہ شیعوں کا ایمان قرآن پاک پر ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ اسی طرح عقیدہ امامت کی بنیاد پر ختم نبوت کا عقیدہ شیعہ نقطہ نظر سے ایک ایک لفظ بے معنی ہے۔

زیر نظر کتاب شیعہ اور قرآن مجید پہلی مرتبہ ۱۳۳۲ھ میں "انجم" کے صفحات پر تنبیہ الحاضریں کے نام سے جس جگہ شائع ہوئی اور بعد میں ۱۳۳۵ھ مطابق ۱۹۲۲ء میں اسی نام کے ساتھ کتابی شکل میں ادارہ "انجم" نے شائع کی۔ بعد میں جس کے متعدد ایڈیشن ہوئے۔ آخری مرتبہ "شیعہ اور قرآن" کے نام سے عمدۃ المطابع پریس سے



اشاعت پذیر ہوئی۔

حضرت امام اہل سنت علیہ الرحمہ نے جب یہ اعلان فرمایا کہ شیعوں کا ایمان قرآن پاک پر نہ ہے اور نہ ہو سکتا ہے تو شیعہ دنیا میں زلزلہ آجائے قرین قیاس تھا چنانچہ ایسا ہی ہوا بھی شیعوں کے ایہ ناز علماء اپنی قوتوں کے ساتھ سرگرم عمل نظر آنے لگے اور ہر چیز انھوں نے کوشش کی کہ کسی طرح اہل سنت کے اس چڑھتے ہوئے سورج کا مقابلہ کر کے اس کی شعاعوں کو بے اثر بنا دیا جائے لیکن اللہ تعالیٰ کو اپنے جن بندوں سے اپنی مرضی کے مطابق کام لینا ہوتا ہے ان کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔

۱۹۲۳ء مطابق ربیع الاول ۱۳۴۱ھ میں بمقام امر وہ ضلع مراد آباد شیعوں کے سب بڑے عالم اور خاندان اجتہاد کے چشم چراغ مولوی سبط حسن صاحب مسئلہ تحریف قرآن پر بڑے معرکہ کا مناظر ہوا اور اس موضوع پر شیعوں کی کچھ نہ چل سکی جو انھوں نے محسوس کر لیا کہ واقعی اس مسئلہ پر مناظرہ کرنے سے اپنی ذلت و رسوائی کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔ پھر کچھ دنوں کے بعد پنجاب کے ایک مجتہد مولوی سید علی حائری مغیرت ملی سے مشاعرہ ہو کر نمودار ہوئے اور انھوں نے موقعہ تحریف کے نام سے ایک سالہ شائع کیا جس میں حسب عادت تبر ابازی و ششما طرازی اور اسی قسم کی اور بہت سی باتیں لکھیں نیز دھوکہ اور فریب دینے کے لئے دعویٰ کیا کہ اہل سنت کا بھی ایمان قرآن پاک پر نہیں ہے اور ثبوت میں اختلاف قرأت یا نسخ آیات کی روایات پیش کر کے بڑا ناز فرمایا جس کے جواب میں امام اہل سنت حضرت مولانا محمد عیسیٰ شکار پوری نے تنبیہ السائرین لکھ کر حائری صاحب کی لمن ترانیوں کی حقیقت واضح کر دی اور روز روشن کی طرح ثابت کر دیا کہ کسی شیعہ کا ایمان قرآن پاک پر ہونا ناممکن ہے برخلاف اس کے شیعوں کا قرآن پاک پر ایمان ہونا لازمی ہے جیسا کہ آپ کو آئندہ صفحات میں معلوم ہوگا۔

اس مناظرہ میں فخر المحدثین استاذ المشائخ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری نے بھی شرکت فرمائی اور حضرت امام اہل سنت مولانا محمد عبد الشکور فاروقی نے کو اہل سنت کی طرف سے ان الفاظ کے ساتھ مناظر منتخب کیا کہ:



چونکہ حاکم صاحب نے اپنی کتاب موعظہ تحریف میں شیعوں کے مذہب کا عقل و نقل کے مطابق ہونے کا دعویٰ کیا ہے اس لئے امام اہل سنت نے اپنی کتاب کے آخری صفحات میں شیعوں کے اصولی و فروعی چالیس مسائل انھیں کی محکومت سے پیش کر کے مذہب شیعہ کا بطلان کرتے ہوئے اس مذہب کا عقل و نقل کے خلاف ہونا ثابت کر دیا ہے۔

ہم نے اس وقت اس کتاب کو اس لئے شائع کیا کہ اس زمانہ میں اگرچہ بہت کچھ کام ہو چکا مگر کچھ بھی اصولی طور پر شیعوں کے ایمان بالقرآن کی اصل حقیقت سے کماحقہ واقفیت نہیں ہے عوام تو عوام ہیں علماء بھی اس مسئلہ میں کوئی خاص بصیرت نہیں رکھتے۔ یہ کتاب بفضلہ تعالیٰ اپنی جامعیت کے اعتبار سے یکساں طور پر عوام و خواص کے لئے مفید و کارآمد ہے حق تعالیٰ ہم کو حضرت امام اہل سنت کی تحقیقات عالیہ کی اشاعت کی توفیق نصیب فرمائے اور پوری امت کو زیادہ سے زیادہ نفع اٹھانے کی توفیق بخشے۔ آمین

حاکم اہل سنت

عبد العظیم فاروقی

خادم دارالمسلفین پٹانالہ لکھنؤ

۸ ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ

## افتاحیہ



ہر قسم کی حمد و ثنا اس اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جس نے قرآن مجید پر ایمان لانے کی ہمیں توفیق دی اور اس مقدس کتاب کی خدمتیں بلا شرکت غیر سے ہمیں سے لیں ہمارے ہی سینوں اور سینوں کو اس کا محافظ بنایا اور ہماری گردنوں میں اس کے عشق و محبت کا طوق پہنایا اور صلوٰۃ و سلام ہو اس امام المرسل پر جس کے وسیلے سے یہ پاک کتاب ہم کو ملی جس نے ہمیں یہ خوشخبری سنائی کہ ہر زمانے میں تمہاری بہترین نسلیں اس امانت الہی کی حفاظت کریں گی اور اس کے دشمن تمہارے ہاتھوں سے ہمیشہ ذلیل و خوار ہوتے رہیں گے اور خدا کی رحمت بحساب نازل ہو ان کے آلِ اخیار خصوصاً صحابہ کبار پر جن کے نقل و روایت سے قرآن شریف بلکہ دین و ایمان کی ہر چیز ہم تک پہنچی **وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَدَلًا وَاٰخِرًا**

**اٹال بھد!** ہندوستان کے تمام باخبر اصحاب اس بات سے واقف ہیں کہ تقریباً بیس بیس سال سے انجمن میں نہایت کامل تحقیقات کی بنیاد پر یہ درپے درپے یہ اعلان ہو رہا ہے کہ شیعوں کا ایمان قرآن شریف پر نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے، یہ بھی اعلان دیا گیا کہ اگر کوئی مجتہد شیعہ اس بات کا اطمینان دلا دیں کہ شیعہ ہونے کے بعد قرآن مجید پر ایمان ہو سکے گا تو قسم ہے رب العرش کی میں اسی وقت فی الفور شیعہ ہونے کے لئے آمادہ ہوں۔ ان اعلانات سے سرزمین ہند کا گوشہ گوشہ گونج اٹھا مگر کسی شیعہ مجتہد کی رگ حمیت کو جنبش نہ ہوئی، ایڈیٹر صاحبان! علاج دشمن زمین و آسمان کے قلائے ملاتے ملاتے تھک کر خاموش ہو گئے مگر کچھ نتیجہ نہ ہوا اس کے



کہ الزام اور قوی ہو گیا، جرم اور سنگین بن گیا، صاف صاف بایں الفاظ ان کو یہ استہرا کرنا پڑا کہ یہ قرآن چند جملائے عرب کا جمع کیا ہوا ہے اس پر اعتراض نہ ہو تو کیا ہو، لَعُوذُ بِاَللّٰهِ مِنْهُ۔

آخر آخر میں امر وہ ضلع مراد آباد کے شیعوں کو کچھ غیرت آئی اور دسمبر ۱۹۲۲ء مطابق ربیع الاول ۱۳۴۹ھ میں ایک بڑے معرکہ کا منظرہ ہوا اور اس میں میں نے یہ قیامت خیز سوال پیش کیا کہ شیعوں کا ایمان قرآن شریف پر ہے یا ہو سکتا ہے اور صرف سوال ہی نہیں بلکہ مذہب شیعہ کا مکمل فوٹو چھین کر سب کے سامنے رکھ دیا گیا کہ یہ وجہ ہیں جن سے شیعوں کا ایمان قرآن شریف پر نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے شیعوں مناظر یعنی صدر الافاضل مولوی سبط حسن صاحب مجتہد جہاڑی صاحب مجتہد پنجاب علمی قابلیت میں بدرجہا فوقیت رکھتے ہیں اس سوال کے جواب میں چاند وزنگ سرگردان و پریشان رہے مگر وہ بجائے نہر مذہبی شکست، عظیم اصرار قرآن کریم کو اس مناظرہ میں ہوئی سارا زمانہ جانتا ہے ختم مناظرہ کے بعد ایک مہینے کے اندر اندر ہماری طرف سے وہ سوال مع ان وجہ کے چھاپ کر شائع کر دیا گیا اور اعلان دے دیا گیا کہ شیعوں کے قبلہ و کعبہ نے اگر کوئی جواب اس سوال کی وجہ کا مناظرہ میں دیا ہو یا اب اپنے علماء و مجتہدین کی متفقہ قوت سے مدد لیکر دیکے ہوں تو اس کو جلد سے جلد چھاپ کر شائع کر دیں مگر اب تک کہ چھوٹھا سال ختم ہونے کو ہے صرائے بر نکاست۔

پھر یہی اعلان کہ شیعوں کا ایمان قرآن شریف پر نہیں ہے آؤں ہو سکتا ہے کبھی میں بھی دیا گیا اور بڑے بڑے شیعہ تاجروں کے سامنے جن کو ملک التجار کہنا چاہئے باؤاز بند کہا گیا کہ وہ اپنے مکان پر کسی شیعوں مجتہد کو بلا لیں میں بھی بلا تکلف آجاؤں گا اس مسئلے کا بورا اطمینان کر لیں مگر کسی کی ہمت نہ ہوئی۔

پھر یہی اعلان پنجاب میں اور پنجاب کے صدر مقام لاہور میں دیا گیا، لاہور باوجودیکہ مجتہد پنجاب جناب حائری صاحب کا مستقر ہے مگر وہاں بھی کسی کو جرأت نہ ہوئی۔

واقعی یہ مسئلہ اسی قابل ہے کہ اس کا جس قدر اعلان دیا جائے کم ہے اور اس کی تحقیقات میں تہی کو تش کی جائے بجائے کیونکہ اس مسئلے نے مذہب شیعوں کی حقیقت بالکل بے پردہ کر دی جب قرآن پر ایمان نہیں تو رہ کیا گیا دنیا میں، کوئی بیوقوف بھی اس شخص کو جس کا ایمان قرآن پر نہ ہو مسلمان نہیں کہہ سکتا۔ صدیوں تک شیعوں کا یہ عقیدہ تھی کہ یہ روئے میں رہا عام طور پر علمائے اہلسنت کو اس کی خبر نہ ہوئی اسی وجہ سے شیعوں کی تکفیر میں اختلاف رہا، ملک العلماء علامہ سید سلیمان بن علی کو شیعوں کی تفسیر مجمع البیان کہیں سے دیکھنے کو مل گئی تو اس تفسیر کا مصنف



منجملہ ان چار اشخاص کے ہے جو اپنے مذہب کے خلاف قرآن پر ایمان رکھنے کے مدعی ہوئے ہیں، اور عقیدہ تحریف کو بہت ہلکا کر کے دکھلاتے ہیں تاہم اس تفسیر کے دیکھنے سے علامہ مہدوح کو تھوڑا اور بہت تھوڑا سراغ شیعوں کے اس عقیدہ کا مل گیا اور انھوں نے بڑے زور سے اپنی شہادت بشیرِ شرحِ مسلم الثبوت میں ان کے کفر کا فتویٰ دیا اور لکھا کہ قرآن شریف کے ایک حرف میں جو شک کرے وہ قطعاً کافر ہے۔

اس مسئلہ نے اب دو کے مسائل میں شیعوں سے بحث کر نیکی حاجت نہیں رکھی اب شیعوں سے مطاعین صحابہ کی بابت بحث کر نیکی حاجت نہ مسئلہ امامت و خلافت کے بحث کی ضرورت نہ تو یمن انبیاء میں ان سے اچھٹنے کی حاجت نہ متعوزنا و شراخبری و تقیہ وغیرہ پر رد و کد کی حاجت، جب ان کا ایمان ہی قرآن شریف پر نہیں ہے تو ان مباحث سے ان کو کیا تعلق ہے

چول ترک قرآن کردہ آخر مسلمانی کجا خود شمع ایمان کشتہ پس فور ایمانی کجا  
 ممکن ہیکہ یہ سکھ عوام کی سمجھ میں آجائے تو ان کی ہدایت کا ذریعہ بنے کیونکہ غالباً اکثر عوام نے اس مذہب کی اسلام کی شاخ سمجھ کر اختیار کیا ہے علمائے شیعہ اپنے مذہب کی اصلی باتیں اپنے لوگوں سے بھی چھپاتے ہیں ان کے ائمہ معصومین نے ان کو مذہب کے چھپانے کی بڑی تاکید کی ہے، امام جعفر صادق کا ارشاد ہے کہ اے شیعوں تمھارا مذہب ایک ایسا مذہب ہے کہ جو اس کو ظاہر کرے گا اللہ اس کو ذلیل کرے گا اور جو اس کو چھپائے گا اللہ اس کو عزت دے گا (دیکھو مہول کافی صفحہ ۴۸۶) یہ مسئلہ اب منقح بھی خوب لگیا ہے، ہر پہلو سے اس کی تحقیقات نہایت کامل ہو گئی ہیں ایک معملی سمجھ کا آدمی بھی اس مسئلہ میں قول فیصل جاسانی معلوم کر سکتا ہے، علما و اہل سنت میں علامہ خواجہ نصر اللہ کابل نے صوابع میں مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے تحفۃ اثناعشریہ میں مولانا سیف اللہ ابن اسد اللہ ملتان نے تنبیہ السیفیہ رد صوارم میں مولانا حمید علی نے منتہی الکلام و ازالۃ الغیظ میں مولانا خٹناظم الدین صاحب مراد آبادی نے نصیحتہ الشیعہ میں اس مسئلہ پر خامہ فرسائی فرمائی رحمۃ اللہ علیہم جمعین، اور علمائے شیعہ میں مرزا محمد کشمیری نے نزہۃ میں مولوی دلدار علی مجتہد اعظم نے صوارم میں شیعوں کے امام عالی مقام ان کے رئیس المناظرین مولوی حامد حسین نے استقصاء الافحام میں اس مسئلہ پر طبع آزمائی کی اور ان کے بعد اس حقیقت نے انجم میں بہت بسط و تفصیل سے اس مسئلہ کے ہر پہلو پر تحقیق کی روشنی ڈالی و ککو مترک الاول والاخر کما لا یخفی علی المتتبع لما ہ

بہت ہمیں انگوٹوں نے پھلوں کیلئے چھوڑ دی ہیں خانہ جہنم میں نہ کہہ بلاتو ت نکلی ہوں اس پر یہ بات پوشیدہ نہیں ۱۲



مجتہد پنچا جی جارجی صاحب جن کے فرزند ارجمند ان کو ان خطابات سے یاد کرتے ہیں، اعلیٰ حضرت  
 رئیس الشیوخ، مدار الشریعہ، حجتہ الاسلام، نائب امام، سلطان المحدثین، والمفسرین، محی المذہب والدین سرکار شریعت مدار  
 علامہ السید علی الحاکمی مجتہد العصر والزمان خدا جانے کس غارِ سامرہ میں راحت فرما رہے تھے کہ زانکو انجم کے ذریعہ  
 افگن مباحث کی خبر ہوئی نہ امر وہہ کا قیامت خیز مناظرہ آپ کی نظر سے گذرا جس کا نام اب تک شیعی خدایں برپا  
 ہے نہ اس ناچیز کے ان مواعظ کا علم ہوا جو خاص لاہور میں ان کے امامباڑہ کے قریب ہوئے۔ اب ایک نئی راز کے  
 بعد آپ اس غار سے برآمد ہوتے ہیں تو ایک مختصر رسالہ جو انجمن دارۃ الاسلام لاہور نے شائع کیا ہے آپ کی نظر  
 سے گزرتا ہے اس رسالہ میں بہت مختصر طریقہ سے محض عوام کی آگاہی کے لئے اس مسئلہ کو بیان کیا ہے کہ شیعوں کا  
 ایمان قرآن شریف پر نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے اس رسالہ کے مطالعہ سے حاکمی صاحب کو بڑی غیرت آئی ہو اور  
 آپ جلدی سے وہ رسالہ ہاتھ میں لے کر وعظ کہنے کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور برہم خود متحقانہ طرز سے اس کا  
 رد کرتے ہیں اور ان کے فرزند ارجمند اسکو ایک سالہ کی شکل میں چھپوا کر شائع کرتے ہیں اور اس کا نام ہو غلط تحریف قرآن  
 رکھتے ہیں، اول تو تحریف کا لفظ قرآن شریف کے نام کے ساتھ دیکھ کر اہل ایمان کا خون یوہی جوش کرتا ہے  
 پھر اس پر طرہ یہ کہ آج کل فتنہ ارتداد کی وجہ سے آریوں اور مسلمانوں میں مقابلہ ہو رہا ہے، آریوں کو کس قدر دھاک  
 رسالہ سے ملی ہوئی شیعوں کی عادت رہی ہے کہ جب مسلمانوں اور کافروں سے مقابلہ ہوا تو اس فرقہ نے کافروں کا ساتھ  
 دیا انکو مدد پہنچائی ہزار ہا خونیں واقعات اس قسم کے صفحات تاریخ میں مرقوم ہیں اسی لئے علامہ ابن تیمیہ نہاج السنہ  
 میں لکھتے ہیں وبالجملة فایا مہم فی الاسلام کلہا سود لہم ذلوا اموالین لا یعدوا اللہ معادین لا ولیائہ  
 یعنی خلاصہ کلام یہ ہے کہ ان شیعوں کے دن اسلام میں سب کے ستارے ہیں یہ لوگ ہمیشہ دشمنانِ خدا سے دوستی  
 اور دوستانِ خدا سے دشمنی کرتے رہے، خدا کی قدرت اور اس کی غیرت تو دیکھو جو لوگ اس کے دوستوں کی مخالفت کرتے  
 ہیں انکو کس طرح اعلانِ جنگ دیتا ہے بہترین انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ کے دشمنوں کو اس نے کس طرح  
 صحابہ کرامؓ کے مقابلہ سے اپنی مقدس کتاب کے مقابلہ میں لاکر ڈال دیا ہے کہ ہمارے نبی کے صحابہؓ تم کیا لڑتے ہو  
 آؤ ہم سے لڑو اور ہماری کتاب کا مقابلہ کرو اور اس کا مزہ چکھو کہ اللہ المومنین القتال اہل ایمان کی طرف سے  
 لڑنے کو فائدہ کافی ہے لہذا اب ہم کو لازم ہے کہ شیعوں کو کسی دوسرے مسئلہ میں ہرگز گفتگو نہ کرنے دیں انکو خدا  
 کی کتاب کے مقابلہ سے ہٹنے کی ہمت نہ ملے اور اس سنگین قلعہ سے ٹکر لگا کر ان کے سر پاش پاش ہو جائیں۔



ایک بات اس مقام پر غور طلب ہے، وہ یہ کہ آیا ان دونوں باتوں میں اصل اور مقدم کون ہے اور نتیجہ کون ہو  
 آیا اس فرق کو اصالتِ عداوت تسلیم کر لیم سے ہے اور قرآن کریم کے مجروح کرنے کے لئے اس کے اولے  
 راویوں یعنی صحابہ کرام پر طعن کئے گئے یا اصالتِ صحابہ کرام سے عداوت ہے اور ان کی ضد میں قرآن شریف  
 پر حملے کئے گئے اور قرآن ایمان نہ رہا، راقم الحروف کی تحقیق میں اول الذکر بات صحیح ہے کیونکہ کسی کو کسی  
 سے عداوت ہونے کیلئے بنائے خصوصیت ضروری ہے اور صحابہ کرام سے بنائے خصوصیت کوئی بھی نہیں انھوں نے  
 شیعوں کو کیا نقصان پہنچایا، شیعوں کا تو اس وقت وجود بھی نہ تھا، ہاں قرآن شریف سے بنائے خصوصیت ظاہر  
 ہے کہ جس مذہب کی بنیاد ابن سبہ اور اسکی ذریت ڈال رہے تھے قرآن شریف اس کی مزاحمت کر رہا ہے  
 بہر حال کچھ بھی ہو خواہ عداوت قرآن صل ہو یا عداوت صحابہ کرام نتیجہ ایک ہے یہ دونوں عداوتیں لازم ملزوم ہیں جیسا  
 کہ اب آنکھوں سے منظر ہورہا ہے۔

المختصر یہ رسالہ مؤلفہ تعریف قرآن اشاعت بہت دنوں بعد اب مجھے ملا میں نے اسکو دیکھا تو اول کو  
 آخر تک جھوٹے حوالوں، خیانتوں غلط استدلالوں اور بے علمی کی باتوں سے لبریز پایا، استقصاء الافہام کے  
 مضامین مذبذب و مردودہ کار و دو میں ترجمہ کر دیا گیا ہے اور انفسوس کہ وہ ترجمہ بھی صحیح نہیں پھر جو جواب ان مضامین  
 کا انجمن میں دیا گیا اس کا تو کمین خفیف سا رہی نہیں ان مضامین کے علاوہ اگر کوئی بات حائری صاحب نے  
 اپنی طرف سے بڑھائی ہے تو وہ ایسی ہے کہ عالم تو کیا کوئی جاہل بیوقوف بھی ایسی بات نہیں کہہ سکتا۔  
 جا بجا حائری صاحب جو ایسی باتیں بھی زیر تبصرہ فرما گئے ہیں جن سے مذہب شیعوہ کا گھر ذرہ بالکل ٹھاجاتا

لہذا حق کے سامنے شیعہ قطعی انکار کرتے ہیں کہ ابن سبہ ہمیں کوئی تعلق نہیں لہذا اس وقت ان کی ایک معتبر کتاب حوالہ دیا جاتا ہے  
 بحال کشی جس پر اسرار الوطن شیعہ کا دار مدار ہے) کے صفحہ ۱۷ سے کہ ذکر بعض اہل العلم ان عبد اللہ ابن مسیکانی یہودی  
 فاسلم و الی علیہ علیہ السلام و کان یقول و هو علی یہودیتہ فی یوشع بن نون و فی موسیٰ بن یعقوب و علی بن اسحاق  
 بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم فی علی علیہ السلام مثل ذلک و کان اہل من اشہر بالقول بقرین  
 املی علی و اظهر البراءۃ من اعدائہ و کاشف عنہ الفیض و اکفر صوفی و ہذا قال من خلف الشیعہ علی  
 النبیغ و النوف من الیہودیت (توجہ) بعض اہل علم نے بیان کیا کہ یہ عبد اللہ ابن سبہ یہودی تھا یہودیہ اسلام لایا اور خود کو نبی  
 کا ہر وہ پوزر نہ یہودیت میں پوشش بنائی وہی عسکری کے بارہ میں بہت غلو کرتا تھا یہودیہ اپنے اسلام کے نام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات  
 کے بعد ان کے تعلق میں دیا ہی غلو کرنے لگا اور یہی سب سبیل شخص جو جس نے امامت علیؑ کے فرض ہو کر شہرہ کیا اور ان کے دشمن بن کر رہا اور  
 ان کے مخالفوں سے کھل کھلا اور انکو کا فر کیا اسی وجہ سے جو کہ مذہب شیعوہ کے مخالف ہیں وہ کہنے میں کہ تشریح دفعہ کی خیال یہودیت کی گئی ہے



۱۴  
ہے فالحمد للہ یحییٰ دینہ بیوتہم باید یہود ایدی المومنین۔

چونکہ اس کو سالہ سے پتھر لوگوں کے بہک جانیکا اندیشہ تھا اور مجتہد صاحب کو سپرناز بھی بہت ہے  
جا بجا اسکی لاجوابی کاراگ گایا ہے اور بڑی تضحی کے ساتھ لکھا ہے کہ کوئی شخص اس کا جواب نہیں لکھ سکتا یہ بھی لکھا  
ہے کہ ہم جواب کے منتظر ہیں اسلئے اسکے جواب کی طرف توجہ کی گئی اور چونکہ بمقام ڈیرہ غازی حاکم حاکمی صاحب نے  
میرے مقابلہ میں تقریری منظرہ سے فرار کرتے ہوئے تحریری مناظرہ کا وعدہ کیا تھا گو اس سے بچنے کے لئے بھی اقسوت  
انحراف کر گئے پھر لاہور پہنچ کر بھی ان سے مطالبہ کیا گیا لیکن وہ ایقانہ کر کے تاہم اس خیال سے کہ شاید اب اسکا  
ایقانہ کریں میں نے خود اس کا جواب لکھا در نہ بہت ممکن تھا کہ کسی طالب علم سے اس کا جواب لکھو ادا جاتا نام  
اس جواب کا میں نے تنبیہ الحارثیہ بصہایت المکتب المبین اور لقب بسوط العذاب  
علیٰ اعداء المکتاب رکھا۔ مجتہد پنجاب لابی اور اپنے فرقہ کو تمام علماء و مجتہدین کی پوری طاقت صرف  
کر کے اس کا جواب لکھیں بلکہ ارواح طیبہ ابن سبا اور زرارہ و ابو بصیر وغیرہم بلکہ اپنے امام غائب کو بھی اپنی مدد  
کے لئے بلا لیں ادعوا شہداء کہ من دون اللہ ان کنتو صدقین۔

اس رسالہ میں چونکہ مجتہد صاحب نے شروع میں ایک تمسید لکھی ہے اس کے بعد یہ بحث اٹھائی ہوئی ہے شیعوں  
پر یہ بیجا الزام کہ شیعوں کا ایمان قرآن شریف پر نہیں ہو سکتا، کوئی شیعہ تحریف قرآن کا قائل نہیں ہو بلکہ  
اہلسنت کی روایات تحریف قرآن ثابت، لہذا میں اس جواب کو ایک مقدمہ اور دو بحثوں ایک مقدمہ پر تقسیم کرتا ہوں  
مقدمہ میں ان کی تمسید کا جواب، اور پہلی بحث میں یہ ثابت کیا ہے کہ بلا شک کسی شیعہ کا ایمان قرآن مجید پر  
نہیں ہو سکتا، جو شیعہ ایمان بالقرآن کا دعویٰ کرتا ہے وہ موافق اپنی مذہبی تعلیم کے جھوٹ بولتا ہے۔  
دوسری بحث میں یہ ثابت کیا ہے کہ اہل سنت پر یہ بتان لگانا کہ معاذ اللہ ان کی کسی روایت سے تحریف  
قرآن ثابت ہوتی ہے، یہ ایک ایسا جھوٹ ہے جو قیامت تک کبھی فروغ نہیں پاسکتا خاتمہ میں کچھ  
تفصیلات مذہب شیعہ کے بیان کئے ہیں،

حسبنا اللہ و نعم الوکیل و لا حول و لا قوۃ الا باللہ



## مقدمہ

### رسالہ تحریف کی تمیہ کا جواب

اس رسالہ کی تمیہ میں کچھ باتیں تو محض جھوٹ اور بے اصل ہیں اور کچھ باتیں ایسی ہیں کہ ان سے مذہب شیعہ نیست و نابود ہوا جاتا ہے، فونہ کے طور پر چند نمبر مذہب تاظرین کے لکھائے ہیں۔

۱۔ پہلا مضمون یہ ہے کہ چھپر کی ابتدا اسیوں کی طرف سے ہوئی شیعہ ہمیشہ صدر تخیل سے کام لیتے ہیں ان کی جوری مدافعت کیلئے آمادہ ہوئے حالانکہ تمام دنیا جانتی ہے کہ ہر قسم کے شر و فساد کی ابتدا ہمیشہ مشغول کی طرف سے ہوتی ہے، مناظرہ و مباحثہ کی ابتدا بھی انہیں نے کی پہلی کتاب مباحثہ شیعہ سنی منہج الحق ہے جو شیعوں کے امام عظیم شیخ علی نے لکھی ساری بنیاد و فساد یہ ہے کہ شیعہ تبرکات کہتے ہیں، بزرگان دین الہی کو برا کہتے ہیں، اسی پر آئے دن نزاعات ہوتے ہیں ہمارے مذہب میں کسی کو برا کہنا عبادت نہیں لہذا چھپرہ بطرف سے نہیں لکھی، شیعوں نے سینکڑوں مرتبہ ۲۹۸ تعزیرات ہند کے تحت میں سزائیں پائیں مگر پھر بھی باز نہیں آتے، لاہور میں ابتدا خود محمد پنجاب کی طرف سے ہوئی کہ انہوں نے پینے، غلوں میں اپنے رسالوں میں ہمارے مذہب پر سخت نجس و ناپاک حملے کئے، اگرچہ ہم ان کی حرکات سے خوش ہیں کیونکہ انہوں نے ہمارے غافل بھائیوں کو بیدار کر دیا۔

(۲) اہلسنت جو ان لوگوں کو رافضی کہتے ہیں اس کے انتقام میں اس رسالہ تحریف نیز دوسری مطبوعات میں ان کو خارجی کہا گیا ہے حالانکہ یہ سراسر حیات و حماقت ہے، رافضی کی لفظ آپ کی لبتہ کی ہوئی لفظ ہے آپ کے امام معصوم کہتے ہیں کہ خدا کی طرف سے یہ لقب ہم کو ملا ہے بخلاف اس کے خارجی کی لفظ نہ ہماری پسند

۳۔ کافی کتاب الروضہ صفحہ ۱۶ میں ہے کہ امام جعفر صادق نے فرمایا اذ افنتہ قال قلت نفعہ قال لا اللہ ما سموہ بل اللہ تسمیہ یعنی تمہارا نام رافضی تھا لغویں نے نہیں رکھا بلکہ خدا نے تمہارا نام رافضی رکھا ہے، تعجب یہ کہ شیعہ اگر وہ نام سے کہوں گے ہیں معلوم ہوتا ہے اپنی روایات پر وہ خود بھی مطمئن نہیں ۱۲۔



کی ہوئی زیرِ نقب ہمارے کتابوں میں اختیار کیا گیا۔ اسی حضرت ابھی آپ خارجی کو دیکھا نہیں، ایک خارجی لاہور میں آجاء  
 تو آپ ہندوستان چھوڑیں جیسے ناپاک الفاظ آپ بزرگوں کی شان میں استعمال کرتے ہیں، اس سے ہزار چندہ حضرت  
 علیؑ کو کہہ دیتے ہیں (۳۱) تمہیک کے صفحہ ۳ میں حائرِ مصاحب کی بڑی تعریف ہو خطاباً تو شیعوں کے یہاں بہت سستے ہیں۔  
 (۴) تحریف کے وعظ سے ہندو مسلمانوں کی عام دیہی علماء و طلبہ اہلسنت کا شریک و عطا ہونا اور بعض گریزئیوں  
 طلبہ کا نعوذ باللہ شیعہ ہو جانا بڑے فخر و مباہات سے بیان کیا ہے، ہندوؤں کی دیہی سلم ہے کہ ان کے اکل و عطان  
 اگلے لیے جھڑ مغیہ کے طالب رہے مگر سنی علماء و طلبہ کا آپ کے وعظ میں بہانا اگر سچ ہوتا تو آپ زمین پر پاؤں رکھتے  
 بھلا یہ ممکن تھا کہ ان کے ہم نہ جھاتے خصوصاً جب کہ کسی نے تبدیل مذہب بھی کیا ہوتا، استغفر اللہ  
 (۵) تمہیک کے صفحہ ۵ پر ایک شیعہ رئیس پر سخت تعریض کی ہے، غالباً وہ نواب فتح علی خاں قزلباش  
 ہیں انھوں نے کئی مرتبہ عام طور پر اس کا اظہار کیا کہ وہ ہیں شیعوں کی نزاعات کی بنیاد جاری صاحب  
 ہیں بسنا ہم کہ انھوں نے جاری صاحب سے ملاقات بھی ترک کر دی ہے

(۶) صفحہ ۱۲ و ۱۳ پر شیعہ مشن کی کامیابی کے بڑے بڑے سبب و باغ اپنی قوم کو دکھا کر ان سے چندہ طلب  
 کیا ہے اور اس کے ساتھ ہی مذہب شیعہ کا مطابق عقل و موافق فطرت ہونا بھی بیان کیا ہے، خواب حائرِ مصاحب  
 چندہ بھی خوب لیں، سبب و باغ بھی دکھلائیں کیونکہ چندہ بغیر اس کے نہیں مل سکتا مگر مذہب شیعہ کا مطابق عقل ہونا  
 بیان کر کے انھوں نے اپنے کو مبتلاے مصیبت ہی کر دیا ہے  
 نہ گفتی نہ دارد کسے باتو کار و سیکن چو گفتی ویش بید

مجتہد صاحب مگر مذہب شیعہ کا مطابق عقل ہونا ثابت کر دیں تو ہم بھی سمجھیں کہ وہ مجتہد ہیں مگر یاد رہے  
 کہ مذہب شیعہ کے برابر خلاف عقل کوئی مذہب دنیا میں نہیں نہ اصول مطابق عقل ہیں نہ فروع، اس  
 نے فروع و محکم آمد نے اصول شرمِ باوت از خدا و از رسول

بانیان مذہب شیعہ خود بھی جانتے تھے کہ جس مذہب کے وہ ایجاد کر رہے ہیں اس کی کوئی بات عقل  
 کے مطابق نہیں ہے اسلئے بطور پیش بندی کے انھوں نے یہ حدیث تصنیف کر لی کہ اگر وہ معصومین فرماتے

ہیں ان علم العلماء صعب المستعجب الا فبی مسل او ملل مقرب او عید مؤمن متقن  
 اللہ قلبہم الایمان فی شرح اصول کافی کتاب الحجۃ ۳ حصہ ۲ ص ۶۲ (ترجمہ)۔ ہمارے علماء کا مسلم  
 سخت مشکل ہے صدیقی مسل یا فرشتہ مقرب کے یا اس نہ وہ مؤمن کے جس کے قلب کو خدا نے ایمان کے



لئے بچا لیج لیا ہو کوئی شخص ان کو سمجھ نہیں سکتا یہ تو آپ کے مذہب کی حالت ہے اس پر آپ کمرہ رہے ہیں کہ یہی ایک مذہب عقل کے مطابق ہے اچھا فرمائیے؛

(۱) خدا کی بابت یہ عقیدہ رکھنا کہ اس کو بدلتا ہوتا ہے یعنی وہ جاہل اور اسی وجہ سے اس کی اکثر بیشین گویاں غلط ہو جاتی ہیں اور وہ نام و نشان ہوتا ہے اور پھر اس عقیدے کو اس قدر ضروری بنانا کہ جب تک اس عقیدہ کا اقرار نہیں لے لیا گیا کسی نبی کو نبوت نہیں ملی کس عقل کے مطابق ہے؟

(۲) خدا کی بابت یہ عقیدہ رکھنا کہ جب کو غصہ آتا ہے تو دوست دشمن کی اسکو تیس نہیں رہتی کس عقل کے مطابق ہے؟

(۳) خدا کی بابت یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صبیغہ سے ڈرتا تھا ایسے اس نے بعض کام ان سے چھپا کر کیے، کس عقل کے مطابق ہے؟

(۴) خدا کی بابت یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ بندوں کی عقل کا محکوم ہے اور اس پر عدل واجب ہے صلح واجب یعنی بندوں کے حق میں جو کام زیادہ مفید ہو خدا پر واجب ہے، کہ وہی کام کیا کرے اسی بنا پر خدا کے ذمہ واجب کیا گیا کہ ہر زمانے میں ایک امام معصوم کو قائم رکھے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ شیعوں کا سوچا ہوا انتظام جب بنایا گیا ہے اور اکثر ایسا ہی ہوتا ہے تو خدا پر ترک واجب کا جرم قائم ہوا جھگڑا بھی صدیوں سے خدا ترک واجب کا ارتکاب کر رہا ہے کہ کوئی امام معصوم اس نے قائم نہیں کیا ایک صاحب دیوں سے کسی غار میں ردپوش بیان کیے جاتے ہیں مگر ان کا ہونا نہ ہونا برابر ہے کیوں کہ ان سے کسی کو فائدہ پہونچتا تو درکنار ملاقات تک نہیں ہو سکتی یہ عقیدہ کس عقل کے مطابق ہے؟

(۵) بتقلید محسوس یہ عقیدہ رکھنا کہ خدا تمام چیزوں کا خالق نہیں بلکہ سبکدہ بھی بہت سی چیزوں کے خالق ہیں صفت خالقیت میں خدا کے لاکھوں کروڑوں بے گنتی بے شمار شریک ہیں اور پھر اپنے کو موجد کہنا کس عقل کے مطابق ہے؟

سچ بوجھ تو شیعوں کا یہ عقیدہ محسوسوں سے بدرجہا بڑھ گیا، محسوس صرف دو خالق کے فائل ہیں ایک یزداں دوسرا ابرہن مگر شیعہ تو بے گنتی بے شمار خالق بتلاتے ہیں پھر نہ معلوم کس قانون سے محسوس بچا ہے تو مشرک قرار دیے جائیں اور شیعہ موجد آتھذا الشیعی عجیب۔

(۶) نبیوں کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ ان میں صول کفر موجود ہوتا ہے، کس عقل کے مطابق ہے؟



(۷) نبیوں کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ ان سے بعض ایسی خطائیں سرزد ہوتی ہیں کہ اس کی سزائیں ان

سے نورِ نبوت چھین جاتا ہے، کس عقل کے مطابق ہے؟

(۸) نبیوں کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ مخلوق سے اس قدر ڈرتے ہیں کہ احکامِ خداوندی کی تبلیغ مارے

ڈر کے نہیں کرتے حتیٰ کہ سید الانبیاءؑ نے بہت سی آیتیں قرآن شریف کی صحابہ کے ڈر سے چھپا لیں جن کا آج تک کسی کو علم نہیں ہوا اب ہو سکتا ہے جب کوئی حکمِ خواہ مخواہ تبلیغ کرنا ہو تو خدا کو بار بار تاکید کرنا پڑتی تھی اس پر بھی کام نہ نکلتا تو خدا کو وعدہ حفاظت کرنا پڑتا تھا کس عقل کے مطابق ہے؟

(۹) نبیوں کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ خدا کے انعام کو واپس کر دیا کرتے تھے بار بار خدا انعام بھیجتا تھا

اور وہ بار بار واپس کرتے تھے آخر خدا کو کچھ اور لایچ دنیا پڑتا تھا اس وقت اس انعام کو قبول کرتے تھے کس عقل کے مطابق ہے؟

(۱۰) نبیوں کی بابت یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ اپنی تعلیم کی اجرت مخلوق سے مانگتے تھے اور خدا نے ان کو ایسے قابل

شرم کام کی اجازت دی تھی، کس عقل کے مطابق ہے؟

(۱۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ آپؐ نے اپنی رحلت کے قریب ایک بڑی آمدنی کی جائداد

جو بحیثیت جہاد حاصل ہوئی تھی اپنی بیٹی کو مہر کر دی تھی جبکہ حکومتِ اسلامیہ بالکل مفلس اور محتاج تھی کس عقل کے

مطابق ہے؟

(۱۲) قرآن شریف کی بابت یہ عقیدہ رکھنا کہ اس میں پانچ قسم کی تحریف ہوئی کم کر دیا گیا، بڑھا دیا گیا، الفاظ

بدل دیئے گئے، حرف تبدیل دیئے گئے، اس کی ترتیب آیتوں اور سورتوں کی خراب کر دی گئی اور اب موجودہ

نسخہ قرآن میں نہ فصاحت و بلاغت ہے نہ وہ مجسمہ ہے بلکہ وہ دینِ اسلام کی بیخ کنی کر رہا ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اس میں ہے پھر یہ بھی کہنا کہ باوجود ان سب باتوں کے دینِ اسلام باقی ہے

کس عقل کے مطابق ہے؟

(۱۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات جن کو قرآن شریف میں ایمان والوں کی ماں فرمایا

نبی کو حکم دیا کہ اگر یہ طالبِ نیا ہوں تو ان کو طلاق دیدیجئے، ان کی بابت یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ نبو اللہ متانقہ تھیں،

طالبِ دنیا تھیں اور باوجود اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اپنی صحبت میں رکھتے، ان سے اختلاط و

ملاطفت فرماتے رہے، کس عقل کے مطابق ہے؟



(۱۴) یہ عقیدہ رکھنا کہ حضرت علی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے طلاق دینے کا اختیار تھا اسلئے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بھی نہیں بلکہ آپ کی وفات کے بعد اور بہت بعد حضرت عائشہ صدیقہ کو طلاق دے دی کس عقل کے مطابق ہے؟

(۱۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو اہل بیت سے خارج کرنا کس عقل کے مطابق ہے؟  
لفظ اہلبیت از روئے قواعد و لغت عرب محاورہ قرآنی زوجہ کیلئے مخصوص ہی شیعوں نے زوجہ کو تو اہلبیت سے خارج کر دیا اور جن لوگوں کو مجازی طور پر ازواج و محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلبیت فرمایا تھا ان کیلئے اس لفظ کو خاص کر دیا۔

(۱۶) صحابہ جنہوں نے تمام دنیا میں اسلام پھیلا یا جو قبل ہجرت ایسے نازک وقت میں اسلام لائے کہ امت و کلمہ اسلام کا پڑھنا اڑھے کے منہ میں باتھ ڈالنا تھا اور جبکہ بظاہر اسباب کوئی امید نہ تھی کہ کبھی اس دین کا عروج ہوگا جنہوں نے دین کیلئے بڑی بڑی تکلیفیں سہا سہاں تک اٹھائیں جنہوں نے دین کیلئے اپنا وطن چھوڑا اپنے اعزہ آقارب سے قطع تعلق کیا جنہوں نے کافروں کی بڑی بڑی سلطنتیں زیر و زیر کر کے اسلامی تعلیم کو وہاں سے رواج دیا جو قیئیس برس تک شب و روز سفر و حضر میں ہم کتاب و مصحبت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے رہے ان حضرات کی بابت (جو ہزاروں لاکھوں تھے) یہ اعتقاد رکھنا کہ یہ سب گدین اسلام کے دشمن تھے مابں دنیا کے مہموم لالچ میں منافقانہ سلمان ہوئے تھے اور نبی کے بعد سب کے سب سوائتین چار کے مرتد ہو گئے قرآن میں تحریف کر دی اور وہی محرف قرآن تمام دنیا میں رائج ہو گیا، نبی کی بیٹی کو انہوں نے مارا، بیٹا، حمل گرایا مار ڈالا۔

سید الانبیاء کی ۲۳ برس کی صحبت و تربیت ان پر ذرہ برابر اثر نہ کیا وغیرہ وغیرہ یہ اعتقاد کس عقل کے مطابق ہو؟  
(۱۷) اپنے خانہ ساز اماموں کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ نبیوں کی طرح معصوم و مفترض الطاعت ہوتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم سربہ اور باقی انبیاء سے افضل تھے باوجود اس کے ان کو نبی نہ کہنا چاہئے، کس عقل کے مطابق ہے؟

(۱۸) اماموں کے بابت اعتقاد رکھنا کہ وہ ران سے پیدا ہوتے ہیں اور ان کی پیشانی پر آیت لکھی ہوتی ہے کس عقل کے مطابق ہے؟

(۱۹) امام ہدی کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ چار برس کی عمر میں قرآن شریف اور تمام تبرکات لے کر بھاگ گئے اور سنیوں کے خوف سے ایک غار میں جا کر چھپ رہے اور صدیوں سے اسی غار میں چھپے بیٹھے ہیں کسی کو نظر نہیں



آنے کس عقل کے مطابق ہے ؟

ف :- امام ہمدی کے غائب ہونے کا قصہ تمام تر خلاف عقل باتوں سے بھرا ہوا ہے، بھلا بتائیے تو اب کون سا خوف ہے جو وہ باہر نہیں نکلتے، مرزا غلام احمد قادیانی ڈیجے کی جھوٹ پر دعویٰ نبوت کا کرے اپنے کو انبیاء سے افضل کہے، حضرت عیسیٰ کی توہین کرے جھوٹی پیشین گوئیاں بیان کرے اپنے نہ ماننے والے مسلمان کو کافر کہے اور کوئی اس کا کچھ نہ بگاڑ سکے، آپ کے امام ہمدی مرزا سے زیادہ کون ایسی بات کہتے وہ بھی اپنے کو نبیوں سے افضل کہتے صحابہ کرام کی توہین کرتے، جھوٹی پیشین گوئیاں بیان کرتے، اپنے کو معصوم مفسر من الطاعہ کہتے، اپنے نہ ماننے والوں کو ناری کہتے، قرآن کی توہین کرتے۔ بس پھر ان کو ایسا کیا خوف ہے کہ وہ باہر نہیں نکلتے۔

(۲۰) اماموں کی بابت یہ عقیدہ رکھنا کہ ان کے پاس عصائے موسیٰ، انگشتری سلیمان اور بڑے بڑے معجزات اور بڑے بڑے لشکر خدات کے ہوتے ہیں اور ان کو اپنے مرنے کا وقت بھی معلوم ہوتا ہے اور ان کی موت ان کے اختیار میں ہوتی ہے بالخصوص حضرت علیؑ میں علاوہ ان اوصاف کے قوت جسمانی بھی مافوق الفطرت تھی کہ جبریل جیسے شدید القوی فرشتے کے پر کاٹ ڈالے پھر باوجود ان عظیم الشان قوتوں کے یہ عقیدہ رکھنا کہ قرآن محرف ہو گیا، مذک جھپن گیا، حضرت فاطمہؑ پر مار پڑی، حمل گرا یا گیا، شہید کی گئیں حضرت علیؑ کی لڑائی بجز جھپن کی گئی، حضرت علیؑ کو دن میں اسی ڈاکر کھینچے گئے، زبردستی بیعت لی گئی مگر وہ کچھ نہ بولے، نہ معجزات سے کام لیا نہ لشکر خدات سے نہ اسی پر کچھ دل مضبوط ہوا کہ میری موت کا تو فلاں وقت مقرر ہے پھر وہ بھی میرے اختیار میں ہے، کس عقل کے مطابق ہے ؟

(۲۱) باوجود ان سب قوتوں اور سامانوں کے یہ عقیدہ رکھنا کہ حضرت علیؑ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم وصیت کر گئے تھے کہ اے علیؑ تجھے قرآن محرف ہو جائے، کعبہ گرا دیا جائے، تمہاری عزت خاک میں مل جائے مگر تم صبر کرے ہوئے خاموش بیٹھے رہنا، کس عقل کے مطابق ہے ؟

(۲۲) باوجود وصیت رسول کے اور باوصف معصوم ہونیکے حضرت علیؑ کا امام المؤمنین حضرت صدیق اکبرؑ اور حضرت معاویہؓ سے اس بنیاد پر لڑنا کہ وہ لوگ بے دینی کا کام کرتے تھے، کس عقل کے مطابق ہے ؟ امام المؤمنینؑ اور حضرت معاویہؓ نے کونسی بے دینی خلفائے ثلاثہؓ سے بڑھ کر کبھی بلکہ سچ تو یہ کہ (معاذ اللہ) خلفائے ثلاثہؓ کے کام حضرت معاویہؓ وغیرہ سے بدرجہا بڑھ کر تھے، قرآن میں تحریف کرنا، متعصبی مغرب عبادت کو



حرام کرنا، نماز تراویح جیسے گناہ بے لذت کو رواج دینا، فذک جھیننا حضرت فاطمہؓ کو زد و کوب کرنا، حضرت علیؓ کی گردن میں رسی ڈالکر زبردستی بیعت لینا، ام کلثومؓ کو غضب کرنا ان مظالم سے بڑھکر بلکہ ان کے برابر کون اظلم حضرت معاویہؓ وغیرہ کا تھا، حضرت علیؓ خلفائے ثلاثہ سے نہ لڑے اور ان سے لڑے، زندگی بھر خلفائے ثلاثہ کی خوشامد اور ان کی جھوٹی تعریفیں کرتے رہے اور حضرت معاویہؓ سے برسرِ پیکار ہو گئے جنابِ اُمّی صاحبِ صفت اسی ایک بات کو کسی طرح مطابق عقل کر کے دکھا دیں۔

(۲۲) باوجود اسکے کہ حضرت علیؓ کے حالات خلاف شجاعت و خلاف حمیت و غیرت کتب معتبرہ شیعہ میں بکثرت موجود ہیں جن میں سے کچھ قدر قلیل اور پر بیان ہوئے بقول شیعہ حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ عمر بھر اپنا اصلی مذہب چھپائے رہے ہمیشہ جھوٹ بولا کئے لوگوں کو جھوٹے مسئلہ بتاتے رہے پھر ان کو اسد اللہ الغالب اور الشجعین کہنا کس عقل کے مطابق ہے؟

(۲۳) باوجود حضرت علیؓ کے ان حالات کے اور باوجود اس کے کہ حضرت علیؓ سے زندگی بھر کوئی کارناما یا انیس ہوا نہ نہ رسولؐ میں جو کام انھوں نے کئے وہ رسولؐ کی پشت پناہی اور ان کے اقبال سے انکافاتی جوہر تو اس وقت معلوم ہوتا جب وہ رسولؐ کے بعد کوئی کام کر کے دکھاتے مگر ایک واقعہ بھی کوئی شیوہ پیش نہیں کر سکتا ایسے شخص کی بابت یہ عقیدہ رکھنا کہ اصلاحِ عالم اسی کی خلافت میں تھی اور رسولؐ نے اسی کو اپنا خلیفہ بنایا تھا کس عقل کے مطابق ہے؟

(۲۴) اصحابِ ائمہ میں باہم نزاع ہوا اور باوصف امام کے زندہ موجود ہونے کے وہ نزاع رفع نہ ہو بلکہ ترکِ سلام و کلام کی نوبت آجائے مگر شیعہ انہیں سے کسی کو غلطی نہ کہیں سب کو اچھا سمجھیں اور اصحابِ رسولؐ میں اگر کوئی ایسا واقعہ ہو گیا تو وہاں ایک فریق کو بُرا کہنا ضروری سمجھیں کس عقل کے مطابق ہے؟

(۲۵) اصحابِ ائمہ میں باقرارِ شیعہ نہ امانت تھی نہ صدق ائمہ پافترار بھی کرتے تھے ائمہ انکی تکذیب بھی کرتے تھے، ائمہ سے نہ انھوں نے اصولِ دین کو یقین کیا نہ حد حاصل کیا نہ تھانہ فروع کو ائمہ ان سے تفسیر کرتے رہے۔ اپنا اصلی مذہب ان سے چھپا لکھنے یا این ہمہ ان اصحابِ ائمہ کی روایات پر اعتبار کرنا اور مذہبِ شیعہ کی تعلیمات کو ائمہ کی طرف منسوب کرنا کس عقل کے مطابق ہے؟

(۲۶) اولادِ رسولؐ میں گنتی کے بارہ تیرہ اشخاص کو مانکر باقی سیکڑوں ہزاروں نفوس کو بُرا کہنا ان سے عداوت رکھنا ان پر تبرائے جہنم اور اس حالت پر محبت اور اولادِ رسولؐ کا دعویٰ کرنا کس عقل کے مطابق ہے؟



یہاں تک تو آپ کے اعتقادات کا نمونہ کے از ہزار دشتے از خردار دکھا یا گیا، اب ذرا اعمال کی طرف توجہ فرمائیے،

(۲۸) جھوٹ بولنا جسکو ہر زمانہ میں تمام دنیا کے عقلا نے بدترین عیب قرار دیا نام مذہب کے اس گناہ عظیم مانا اس کو عبادت قرار دینا اور پھر عبادت بھی اس درجہ کی کہ دین کے دس حصہ ہیں ان میں سے نو حصے جھوٹ ہیں اور ایک حصہ باقی عبادات نماز روزہ حج زکوٰۃ جہاد وغیرہ میں ہے اور جو جھوٹ نہ بولے وہ بے دین و بے ایمان ہے اور انبیاء و ائمہ و پیشوایان دین مبلغین شریعت کا دین یہی تھا کہ وہ جھوٹ بولتے اور جھوٹے مسئلے لوگوں کو بتایا کرتے تھے کس عقل کے مطابق ہے ؟

ضرورت شدیدہ کے وقت جھوٹ بولنا اگر جائز ہوتا یعنی اس کے ارتکاب میں نہ گناہ ہوتا نہ ثواب تو ایسے کچھ اعتراض نہ ہوتا ضرورت شدیدہ کے وقت سو رکا گوشت کھا لینا بھی جائز ہے جو کچھ اعتراض ہی وہ اس کے عبادت اور بے انہما ثواب اور اس کے رکن اعظم دین ہونے پر اور اس پر کہ پیشوایان مذہب کا انکو شیوہ گنا جاتا ہے اور وہ بھی دینی تعلیم میں،

(۲۹) دین و مذہب کے چھپانے کی تاکید کرنا اور اپنا اہل مذہب تسلیم کرنے کو بدترین گناہ قرار دینا کس عقل کے مطابق ہے ؟  
(۳۰) زنا کی اجازت دینا اور اسکو حلال کہنا عورت و مرد کی رضا مندی کو نکاح کیلئے کافی قرار دینا نہ گواہ کی ضرورت نہ مہر کی نہ کسی اور شرط کی کس عقل کے مطابق ہے ؟

(۳۱) متعہ کو نہ صرف حلال کہنا بلکہ اسکو ایسی اعلیٰ عبادت قرار دینا اور اس میں ایسا ثواب بیان کرنا کہ نکاح تو نکاح نماز و روزہ حج و زکوٰۃ میں بھی وہ ثواب نہیں کس عقل کے مطابق ہے ؟

کتاب شیعہ میں لکھا ہے کہ متعہ مرد و عورت جو حرکات کرتے ہیں ہر حرکت پر ان کو ثواب ملتا ہے غسل کرتے ہیں تو غسالہ کے ہر قطرہ سے فرشتے پیدا ہوتے ہیں اور یہ فرشتے قیامت تک تسبیح و تقدیس کرتے ہیں اور اسکا ثواب متعہ مرد و عورت کو ملتا ہے۔ ایک مرتبہ متعہ کرے تو امام حسینؑ کا درجہ مرتبہ کرے تو امام حسینؑ کا تین مرتبہ کرے تو حضرت علیؑ کا چار مرتبہ کرے تو رسول خدا کا تین مرتبہ ملتا ہے جو متعہ نہ کرے گا وہ قیامت کے دن نکلا اٹھسکا استغفر اللہ۔

(۳۲) اصحاب رسولؐ کو بڑا کہنا گالی دینا اور سب دشنام کو اعلیٰ درجہ کی عبادت سمجھنا کس عقل کے مطابق ہے ؟  
دشنام بمذہب ہے کہ طاعت باشد مذہب علوم اہل مذہب علوم



(۳۳) کافر عورتوں کو زنگا دیکھنے کا جواز کس عقل کے مطابق ہے؟

(۳۴) ستر عورت صرف بدن کے زنگ کو قرار دینا اور کوئی ایسا ضمار وغیرہ جس سے صرف بدن کا رنگ بدل جائے لگا کر لوگوں کے سامنے برہنہ ہو جانا کس عقل کے مطابق ہے؟

(۳۵) عورتوں کے ساتھ وطی فی الدبر یعنی فعل خلاف وضع فطری کا ارتکاب کرنا کس عقل کے مطابق ہے؟

(۳۶) بے وضو بلا غسل سجدہ تلاوت اور نماز جوازہ کو جائز کہنا کس عقل کے مطابق ہے؟

(۳۷) کسی میت کی نماز جزارہ میں شریک کرنا بجائے دعا کے اسکو بدعا دینا یقیناً سخت دعا و فریب ہے کیونکہ نماز

جزارہ دعائے خیر کیلئے ہے نہ دعائے بد کیلئے یہ دعا و فریب کس عقل کے مطابق ہے؟

(۳۸) نماز زیارت ائمہ ان کی قبروں کی طرف منہ کر کے پڑھنا گو قبلہ کی طرف پیٹھ ہو جائے کس عقل کے مطابق ہے؟

(۳۹) نجاست میں پڑی ہوئی روٹی کو ائمہ معصومین کی غذا بنانا اور یہ کہنا کہ جو ایسی غذا کھانے والی جلتی

ہے کس عقل کے مطابق ہے؟

(۴۰) احادیث ائمہ میں اس قدر اختلاف ہونا کہ کوئی مسئلہ نہیں جس میں اماموں نے مختلف و متضاد فتوے نہ دیئے ہوں کس عقل کے مطابق ہے؟

اکابر مجتہدین شیعہ اپنی احادیث کے اس عظیم الشان اختلاف سے سخت حیران و پریشان ہیں واقعی ایسا اختلاف کسی مذہب کی روایات میں نہیں ہے مجتہدین شیعہ کو مجبور ہو کر اس کا اقرار کرنا پڑا کہ ہمارے ائمہ معصومین کا اختلاف شیعوں کے شافعی حنفی کے اختلاف سے بدرجہا زائد ہے بہت سے شیعہ جب اپنے اس مذہبی اختلاف سے واقف ہوئے تو مذہب شیعہ سے بھر گئے اس کا بھی اقرار مجتہدین شیعہ کی زبان سے موجود ہے۔

ابن تمام مسائل کیلئے کتب شیعہ کا حوالہ انکی کتابوں کی اہلی عبارتیں انشاء اللہ تعالیٰ خاتمہ میں ملیں گی۔  
جناح جباری صاحب نے مذہب شیعہ کے مطابق عقل ہونے کی چند مثالیں بھی پیش کی ہیں جن سے تعجب نہ ہو کہ یہ کہ قدر غلط بیانی سے آخر کیا نتیجہ ہوتا ہے مثلاً یہ کہ مذہب شیعہ اصول فرقہ بندی کے نزاعاً سے ارفع ہے حالانکہ مذہب شیعہ نے حسب قدر زاعات برپا کئے ہیں تاریخ شاہد ہے اسی امامت کیلئے بھائی بھائی میں لڑائی مچ چکی ہے نتیجے میں لڑائی و کشت و خون ہوا کہ مذہب شیعہ میں اتنے فرقے پیدا ہوئے کہ خدا کی پناہ کوئی کسی کو امام کہنا ہے کوئی کسی کو اور مثلاً یہ کہ مذہب شیعہ غیر معصوم کی پیروی سے نجات دیتا ہے کس قدر غلط بات ہے اول تو جن کو آپ معصوم کہتے ہیں وہ غلبہ معصوم تھے دوسرے مجتہدوں کی تقلید جیسی آپ کہتے ہیں وہاں ہے سب جانتے ہیں اور مثلاً



یہ کہ مذہبِ شیعہ اجماع پرستی کو مٹاتا ہے کیا جھوٹ ہے؟ انسان پرستی تو ایک مذہب کی بنیاد ہے، اگر کو خدا کی اختیارات دینا، تعزیر پرستی کی تعلیم کرنا اور اس پر یہ دعوے آپ ہی کا کام ہے اور مثلاً یہ کہ مذہبِ شیعہ چند الفاظ کے دہرانے پر اغراض مذہب کو ختم نہیں بلکہ ہمہ وقت عبادت کی تعلیم دیتا ہے کیا نمایاں دروغ ہے مذہبِ شیعہ میں عبادت کو نہی ہے گالی دینا جھوٹ بولنا، ستھ کرنا زیادہ سے زیادہ تعزیر کا لانا اہم کرنا اور مثلاً یہ کہ مذہبِ شیعہ بڑی عمدہ صفات والا خدا پیش کرتا ہے مذہبِ شیعہ کے خدا کی حالت اور معلوم ہو چکی اور مثلاً یہ کہ مذہبِ شیعہ قوم و ملک کا امتیاز نہیں کرتا سب مسلمانوں کو ایک ترسہ میں کر دیتا ہے کیا تاریک جھوٹ ہے سادات کی اس قدر فضیلت سید ہونے پر اتنا ناز اور پھر یہ دعوے سبحان اللہ! اہلسنت البیت کی جس سے کسی کو کسی پر فضیلت نہیں دیتے بلکہ دار فضیلت تقوٰی ہے اسی جس سے حضرت ابو بکر صدیق کو اور حضرت عمر فاروق کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور تمام صحابہ کرام کی افضل مانا گیا غرضیکہ جابر حبیب نے مذہبِ اہلسنت کے تمام صفات اپنے مذہب کیلئے ثابت کر دیئے ان کو کیا خبر تھی کہ کوئی ان خرافات کا جواب لکھیگا اور ان دروغ بیانیوں کی حقیقت کھل جائیگی۔

اب دیکھئے کہ جابر حبیب نے مذہبِ شیعہ کو سطر چٹا یا سکہ اس کی خاک کا ایک ذرہ بھی باقی نہیں رکھا قرآن شریف پر ایمان رکھنے کا دعوے کر کے اس کے ثبوت میں صفحہ ۱۸ میں فرماتے ہیں،

اس مقدس کتاب کی سب سے بڑی خصوصیت جس میں دنیا کی کوئی کتاب اس کے مثل ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتی وہ حیرت انگیز روحانی انقلاب ہے جو اس کے ذریعے دنیا میں نمودار ہوا اور اسی کی طرف اس کے ان پاک الفاظ میں اشارہ ہے جس سے یہ کتاب (قرآن) شروع ہوتی ہے ذلک الکتاب لا یدب فیہ ہدی للمتقین یعنی کتاب (قرآن) اس میں کوئی شک نہیں ایک عظیم الشان اور کامل ہدایت ہی متقیوں کیلئے،

یہ بات کہ جو انقلاب اس کتاب نے پیدا کیا اس کی کوئی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی سب کے مسلم بے پیغمبر سلام علیہ آلاہ السلام جو تمام نبیوں سے اور تمام مذہبوں سے بڑے سکو کامیاب ہوئے تو یہ کامیابی اسی پاک کتاب قرآن کے ذریعے وقوع میں آئی اسکے احکام نے ہر قسم کی خطرناک بدیوں کو جو ہزاروں سالوں سے جڑ بکڑے ہوئے تھیں جیسے بت پرستی شراب خواری وغیرہ خس و خاشاک کی طرح نیست و نابود کر دیا اور جس سزیرہ نکائے عرب میں نکا



نشان تک باقی نہ چھوڑا۔ خطرناک جنگجو قوموں کو جن کی علاقوں میں صدیوں سے چلی آتی تھیں ایک معتمد قوم بنا دیا اور ایک اُن پڑھ قوم کو اعلیٰ سے اعلیٰ علوم و تہذیب کے علم بردار بنا کر انکو دنیا کا پیشرو بنایا،

عزیزو! ایک نظر ڈالو دیکھو قرآن کا ایک ایک لفظ اللہ تعالیٰ کی شوکت و عظمت کا ایک ایسا موثر نقشہ کھینچتا ہے جسکی نظیر ہمیں کسی دوسری مقدس کتاب میں نظر نہیں آتی اور اس طرح ہر قرآن یہ تجدی کرتا ہے فَاَوْفُوا بِلُحُوقِهَا مِنْ مُثَلٍّ یعنی ان جیسی ایک ہی صورت پیدا کرو جس کا جواب دینا میں نہیں ہو سکا۔

عرب کو چھوڑو ساری نسل انسانی قرآن مجید کے نزول سے پہلے قرمذت میں گر پڑی تھی جمات اور تاریکی کے بادل اخلاق و روحانیت کے آسمان پر ایسے چھائے ہوئے تھے کہ روشنی کی شعاع نظر نہ آتی تھی خدا کے قانون بڑی دیر سے توڑ جاتے اور انہی حد بندوں سے بڑی بیباکی کیساتھ تجاوز کیا جاتا تھا، فتن و فحش کی حکومت ساری روئے زمین پر تھی مگر عرب کا ملک سب سے بڑھا ہوا تھا وہ نہ صرف ہر ایک قسم کے فتن و فحش کے ہی مرکز ہوتے بلکہ ان کے ارتکاب پر انہی مجلسوں میں اور اپنے اشعار میں فخر کرتے ایک تھوڑے عرصے کے اندر اسی قرآن کی تعلیم نے ان کو ایک خدا پرست راست باز انسانوں کی جماعت بنا کر دنیا کی اصلاح کیلئے کھڑا کر دیا، اور دوسروں میں بھی انھوں نے وہی روح پھونک دی جو قرآنی تعلیم کے مطابق خود ان کے اندر کام کر رہی تھی، قرآن کے متعلق بھی تمام شیعوں کا یہی عقیدہ ہے، اس پر شیعوں کو کہا جاتا ہے کہ قرآن پر ان کا ایمان نہیں اور نہ ہو سکتا ہے، (اسی قسم کا مضمون رسالہ مذکورہ کے صفحہ ۸ پر ہے)

حاضر یہاں قرآن شریف کی عظمت اور اس کی عجیب و غریب تاثیرات کی بابت جو کچھ لکھا سچ لکھا ہے اور واقعی اگر شیعوں کا عقیدہ یہی ہے تو انکا ایمان قرآن شریف پر ہو سکتا ہے مگر افسوس کہ شیعوں کا عقیدہ بالکل اس کے خلاف ہے، کیا یہ مذہب شیعوں کا ہے یا ہو سکتا ہے کہ قرآن مجید نے حیرت انگیز روحانی انقلاب پیدا کیا جس میں دنیا کی کوئی قوم اس کی مخالفت کا دعویٰ نہیں کر سکتی ہرگز نہیں شیعوں کا مذہب تو یہ ہے کہ قرآن مجید کی تعلیم نے کچھ بھی اثر نہیں کیا، برس میں صرف تین چار شخص مسلمان ہوئے باقی تمام لوگ طبع و دنیا سے منافقانہ اسلام لائے تھے اور نبی کی وفات پاتے ہی اعلیٰ مرتبہ ہو گئے کیا مذہب شیعوں کا ہے یا ہو سکتا ہے کہ پیغمبر اسلام علیہ التحیۃ والسلام سب



نبیوں سے زیادہ کامیاب ہو کر، تین چار شخصوں کو تبلیغ میں بھیج کر مسلمان کر لینا وہ بھی اس طرح کہ کمال الایمان صرف وہی تھے، ایک علی اور دوسرے مقداد۔ رجال کشی صفحہ میں ہے احدث الناس الثلاثة نفر سلمان وابوذر والمقداد وان احدث الذي لم يشك ولم يدخله شئ فالمقداد یعنی سب لوگ مرتد ہو گئے، سوائے تین اشخاص کے سلمان، ابوذر، مقداد اور اگر تم ایک ایسا شخص چاہتے ہو جس نے بالکل شک نہ کیا ہو اور اسکے دل میں کوئی بُرائی نہ ہو تو وہ صرف مقداد تھے پس بتلائیے یہ کونسی کامیابی ہے بلکہ آپ کے مذہب کے رو سے تو پیغمبر اسلام سب نبیوں سے زیادہ کامیاب کیا یہ مذہب شیعوں کا ہے یا ہو سکتا ہے کہ جزیرہ نما عرب سے تمام خطرناک بدیاں بت پرستی شراب خواری وغیرہ کا نشان قرآن نے مٹا دیا تھا، کیا صحابہ کرام کو تمام بدیوں سے پاک سمجھنا آپ کا مذہب ہے آپ کا مذہب تو یہ ہے کہ تمام عرب سوائے چار کے انھیں بدیوں میں مبتلا یا خلیفہ ثانی آخر وقت تک شراب پیتے رہے نعوذ باللہ

کیا یہ مذہب شیعوں کا ہے یا ہو سکتا ہے کہ صحابہ کرام باہمی عداوت و جھگڑی سے پاک ہو کر ایک معتمد قوم منگئے تھے تمام دنیا جانتی ہے کہ آپ کا مذہب بالکل اس کے خلاف ہے ان میں وہی دیرینہ عداوتیں آخر تک قائم رہیں اور آپس میں برابر لڑتے اور بغض و عناد رکھتے تھے۔ کیا یہ مذہب شیعوں کا ہے یا ہو سکتا ہے کہ صحابہ کرام اعلیٰ علوم اور تہذیب کے علمبردار اور تمام دنیا کے پیشرو اور پیشوا تھے آپ کا مذہب تو یہ ہے کہ وہ علم دین سے بے بہرہ اور نعوذ باللہ گمراہ تھے اور انھوں نے وہ وہ ظلم کئے جس کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی اپنے نبی کی بیٹی کو راجل گرایا ان کا حق چھین لیا خلیفہ برحق کو ذلیل و خوار کیا قرآن میں تحریف کر ڈالی کیا اسی کا نام تہذیب اعلیٰ علوم کی علمبرداری ہے۔

کیا یہ مذہب شیعوں کا ہے یا ہو سکتا ہے کہ صحابہ کرام خدا پرست اور استباز انانوں کی جماعت بن گئے تھے اور قرآنی تعلیم کی روح ان کے اندر کام کر رہی تھی اور وہی روح انھوں نے دوسروں میں بھونک دی تھی اور وہ تمام دنیا کے ہادی و مصلح تھے تمام عالم جانتا ہے کہ صحابہ کرام کے یہ فضائل و مناقب جو آپ کی اس عبارت میں ہیں آپ کے مذہب کے بالکل خلاف ہے یہ تمام چیزیں تو اہل سنت کے مذہب کی ہیں،

جناب صاحب قرآن شریف پر ایمان رکھنے کا جو آپ نے دعویٰ کیا۔ یہ اسکا نتیجہ ہے کہ آپ کو اہلسنت کے دامن میں پناہ لینی پڑی صحابہ کرام کے تمام بدیوں سے پاک ہونے اور اعلیٰ علوم و تہذیب کے



عبر و عرب کے تمام عالم کے پیشوا ہونے خدا پرست و راست باز خدا پرستی اور قرآنی تعلیم کے مروج ہونیکا اقرار کرنا پڑا کیا ان سب اقراروں کے بعد مذہب شیعہ کا نام و نشان باقی رہ گیا اور کیا اب بھی اس میں کچھ شک ہے کسی شیعہ کا ایمان قرآن پر نہیں اور نہ ہو سکتا ہے قرآن شیعہ پر ایمان بغیر اہل سنت کے دامن میں پناہ لے ہوئے نصیب میں ہو سکتا۔ انشاء اللہ تعالیٰ بحث اول میں ہم اکابر علمائے شیعہ کا اقرار بھی اس مضمون کے متعلق نقل کریں گے کہ جن لوگوں نے قرآن پر ایمان رکھنے کا دعویٰ کیا ہے انہوں نے مذہب اہل بیت کو تسلیم کیا اور اہل سنت کے ان اعتراضات کو جو مسئلہ امامت پر ہیں دانستہ یا غادانستہ زندہ کر دیا۔

## بحث اول شیعوں کا ایمان قرآن شریف پر نہ ہو سکتا ہے

واضح ہو کہ شیعوں کا ایمان نہ قرآن موجود پر ہو سکتا ہے نہ کسی اور مہموم فرضی قرآن پر اور ان کے ایمان نہ ہو سکنے کی وجہ صرف عقیدہ تحریف نہیں بلکہ بہت سی وجوہ ہیں جن میں سے صرف وہی تین وجوہ اس وقت پیش کی جاتی ہیں جو آج سے چار برس پہلے مناظرہ امر وہہ میں پیش ہو چکی ہیں۔ شاید اتنے دنوں کی غور و فکر کے بعد احباب کبریٰ صاحب یا کوئی فہمیدہ شیعہ ان کا جواب دے سکیں۔

وجہ اول یہ کہ حضرات شیعہ کا نہایت ضروری عقیدہ بلکہ ان کے مذہب کی بنیاد یہ ہے کہ ناقلاً قرآن و راویان دین و ایمان کی پہلی جماعت یعنی صحابہ کرام کی جماعت ساری کی ساری جھوٹی تھی ان میں ایک شخص بھی ایسا نہ تھا جو جھوٹا نہ ہو، فرق صرف اس قدر ہے کہ بخیاں شیعہ اس جماعت میں دو گروہ تھے، ایک حضرات خلفائے ثلاثہ اور ان کے ساتھیوں کا جو بڑا گروہ تھا ہزاروں لاکھوں آدمی اس میں تھے، دوسرا گروہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کا جس میں گنتی کے چار پانچ آدمی بیان کئے جاتے ہیں، بار مذہب شیعہ جھوٹے یہ دونوں گروہ تھے مگر پہلے گروہ کے جھوٹ کا نام نفاق ہے اور دوسرے گروہ کے جھوٹ کا نام بقیہ ہے دوسرا فرق یہ ہے کہ پہلا گروہ جھوٹ بولتا تھا مگر جھوٹ کو عبادت نہ جانتا تھا اور دوسرا گروہ یعنی حضرت علی اور ان کے ساتھ

اس کتاب احتجاج طبری مطبوعہ ایران جو مذہب شیعہ کی معتبر کتاب ہے اسکے مقدمہ میں ہے ما من الامة احد بايع مكرها عن علي وادبعنا يعني امت میں کوئی ایسا نہ تھا جس نے بغیر ولی رضائندی کے ابو بکر کے ہاتھ پر بیعت کی ہو سوا علی اور ہمارے چار شخص کے مراد ابوذر غفاری مقداد عمار معلوم ہوا کہ تمام امت دل و زبان سے حضرت ابو بکر کے ساتھ تھا یہ پانچ شخص جن کا اعلان و باطن یکساں تھا زبان سے تو حضرت ابو بکر صدیق کے ساتھ تھے دل کسی اور طرف تھا۔ یہی مضمون دوسری کتب کافی وغیرہ روایات کثیرہ منقول ہے ۱۱



والے جھوٹ بولنے کو بہت بڑی عبادت اور بہت ضروری فرض جانتے تھے نیز پہلا گروہ بخمال شیعہ مافوق الفطرت قوت اپنے اپنے رکھتا تھا کہ اپنے مختلف الطبائع اشخاص کو جن کی تعداد حد تو اتار کو پہنچی ہوئی تھی۔

بآسانی جھوٹ پر متفق کر لیتا تھا حالانکہ اتنے بڑے گروہ کو جھوٹ پر متفق کر لینا فطرۃً محال ہے

لہذا شیعوں کو نہ صرف قرآن کا بلکہ دین کی کسی چیز کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوے نبوت و دلائل نبوت وغیرہ کسی طرح یقین نہیں ہو سکتا کیونکہ ان کی ہر چیز صحابہ کرامؓ ہی کے نقل و روایت سے مابعد والوں کو ملی ہوئی اور ظاہر ہیکہ جھوٹوں اور جھوٹ پر اتفاق کرنے والوں کی نقل و روایت پر کسی طرح یقین و ایمان نہیں ہو سکتا۔

وجہ دوم یہ کہ باقرہؑ شیعہ و مطابق روایات شیعہ یہ قرآن خلفائے ثلاثہ کے اہتمام و انتظام سے جمع ہوا اور انہیں کے ذریعے سے تمام عالم میں پھیلا اور اسکی کوئی قابل وثوق تصدیق ان حضرات سے جبکہ شیعہ ائمہ معصومین کہتے ہیں شیعوں کی کتابوں میں منقول نہیں ہے اور حضرات خلفائے ثلاثہ کے متعلق شیعوں کا یہ عقیدہ ہیکہ معاذ اللہ وہ صرف مخالف دین نہیں بلکہ دشمن دین تھے۔

لہذا جو چیز دین کی دشمن دین کے ہاتھ سے ملے جو معاذ اللہ خائن بھی ہو کا ذب بھی ہو تخریب دین کے درپڑ بھی ہو صاحب سلطنت و شوکت بھی ہو ایسی فوق الفطرت قوت بھی رکھتا ہو کہ جھوٹ پر سب کو متفق کر کے ایک بے بنیاد بات کو متواتر اور ایک متواتر کو بے بنیاد بنا دے اور اس دشمن کے سوا کوئی دوسرا خاص بھی اس چیز کا نہ ہو

لے یہ سلسلہ خاتمہ میں بحوالہ کتب شیعہ مفصل بیان کیا جائے گا ۱۲ھ اس کی شالیں بنا بر مذہب شیعہ بہت ہی منجملہ ان کے یہ کہ بقول شیعہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام غدیر میں ستر ہزار کے سامنے حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ کی خلافت کا اعلان کر دیا مگر خلفائے ثلاثہ نے اس واقعہ کو جھٹلایا اور سب کو اس بات پر متفق کر دیا کہ حضرت نے کسی کی خلافت کا اعلان نہیں دیا اور مشن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض وفات میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کو امام نماز نہ بنایا تھا مگر خلفائے ثلاثہ نے سب کو اس جھوٹ پر متفق اور اس کی روایت کو متواتر بنا دیا ۱۲ھ اقرار شیعہ کی قید اسلئے کی گئی کہ اہل سنت میں تو اس کی بابت کچھ اختلاف بھی ہے بعض علماء اعتراف کرتے ہیں کہ یہ قرآن خود خبابؓ کتاب صلی اللہ علیہ وسلم کا جمع کیا ہوا ہے مگر شیعوں میں اس کی بابت کوئی اختلاف نہیں ہوئی تمام روایات پر متفق ہیکہ یہ قرآن جمع کیا ہوا خلفائے ثلاثہ کا ہے جو شیعہ اس کو بخلا کر وہ اپنی مذہب کی کوئی روایت اپنی تائید میں نہیں پیش کر سکتا۔



کسی دوسرے معتبر ذریعہ سے اسکی تصدیق ہوئی ہو بھلا وہ چیز قابل اعتبار ہو سکتی ہے اس کپڑی بھلا کایمان ہو سکتا ہے یا حاشا شام حاشا ہرگز نہیں۔

وہ زمانہ تو بالکل آغاز اسلام کا تھا آج اگر کوئی یہودی قرآن شریف لکھ کر فروخت کرے تو کوئی مسلمان اس پر اعتبار نہ کرے گا نہ اسکو خریدے گا تا وقتیکہ کسی معتبر حافظ کو دکھلا کر اس کی تصدیق نہ کرے یا کسی صحیح نسخہ سے اس کا مقابلہ نہ کرے یہ بالکل بدیہی بات ہے لہذا شیعوں کا ایمان کسی طرح قرآن شریف پر نہیں ہو سکتا۔  
جسے یوم، یہ کہ شیعوں کی معتبر روایات معتبر کتابوں میں زائد از دو ہزار روایات قرآن شریف میں پانچ قسم کی تحریف موجود ہیں کئی، بیشی، تبدل الفاظ، تبدل حروف، خرابی ترتیب آیات و سورہ کلمات اور یہ روایات ان تین افراد کے ساتھ ہیں۔ افراد اول علمائے شیعہ کا یہ گزروایات کثیر اور متواتر ہیں اقرار دوم علمائے شیعہ کا یہ کہ روایات تحریف قرآن پر صراحۃً دلالت کر رہی ہیں اقرار سوم علمائے شیعہ کا یہ کہ انھیں روایات کے مطابق شیعہ تحریف قرآن کے معتقد بھی ہیں۔

نمونے کے طور پر ہر قسم کی تحریف کے راہیں علیحدہ علیحدہ لکھتا ہوں اسکے بعد یہ تمہیں اقرار نقل کروں گا۔  
کتب شیعہ کے تنبیح کی محنت اٹھا چکنے کے بعد جبکہ انجمن میں بحث تحریف لکھی جا چکی ایک مفرد و بے نظیر کتاب بحث تحریف کی مجھے ملی جس کا نام فہرست الخطای فی تصانیف تحریفیہ کتاب دین الازباب ہے یہ کتاب ۱۲۹۵ھ میں ایران میں چھپی ہوئی مصنف اسکے علامہ حسین بن محمد تقی نور علی طبرسی اکابر علمائے شیعہ سے ہیں۔ واقعی یہ کتاب نہایت جامع کتاب ہے عقلی و نقلی ہر طریقے سے انھوں نے قرآن کا محوف ہوا اپنے مذہب کی بنا پر ثابت کر کے تمام روایات تحریف جمع کی ہیں اور شیعوں کی گنتی کے چار اشخاص جو جمیع اقسام تحریف کے منکر ہیں ان کی خوب خبر لی ہے اور ثابت کر دیا ہے کہ کوئی شیعہ تحریف کا منکر نہیں ہے نہ منکر ہو سکتا ہو اس کتاب کے بعض منقولات افتاء اندر نقائی مناسب موقع پر پیش کر کے جائینگے اب ہر قسم کی روایتیں دیکھیں۔

## قرآن شریف کے کم کیے جانے کی روایتیں

(۱) اصول کافی جو مذہب شیعہ کی سب سے زیادہ معتبر کتاب ہے جسکے مصنف محمد بن یعقوب کلینی ہیں جو بکن اسطہ امام معصوم مفسر حق الطاعہ یعنی حضرت امام حسن مکرملی کے شاگرد ہیں یہ کتاب بذریعہ سفیروں کے امام غائب

لے کلین نفع کاف بروزن ہیرک قرہ ہے مضافات کے میں اسکا قرہ کی طرف نسبت ہے ۱۲



(۳) اسی کتاب میں ایک باب ہے، باب فیہ نکت عن وقتف من التنزیل فی الولایۃ یعنی یہ باب اس بیان میں ہے کہ امامت کے متعلق قرآن میں قطع و برید کی گئی اسی باب کے صفحہ ۲۶۲ پر ایک روایت یہ ہے۔

عن ابی بصیر عن ابی عبد اللہ علیہ السلام  
فی قول اللہ عزوجل ومن یطع اللہ ورسولہ  
فی ولایۃ علی نقداً فزوداً عظیماً۔ ہکذا منولت۔

۱۴۰) اب قرآن شریف میں فی ولایت علی کا لفظ نہیں ہے بغیر اس لفظ کے آیت قرآنی کا مطلب یہ کہ جو شخص راشد اور اہل کے رسول کی اطاعت کر لگا وہ کامیاب ہو گا۔ مگر اس لفظ کے ساتھ آیت کا یہ مطلب ہو گا کہ کامیابی کا وعدہ صرف ان احکام کی اطاعت پر ہے جو امامت حضرت علیؑ سے تعلق رکھتے ہیں۔

(۱۳) اسی کتاب کے باب مذکور میں عبدالقدر بن سنان سے روایت ہے۔

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی قوله لقد  
عہدنا الی آدم من قبل کلمات فی حمد علی و طاعة  
والحسن والحسین والائمة من ذریتهم فتسی  
هكذا والله انزلت علی محمد صلی الله علیہ وآلہ  
امام حنفی صادق علیہ السلام سے روایت ہو کہ اللہ تعالیٰ  
کا قول ولقد عہدنا الی آدم من قبل کلمات فی حمد و صل  
و طاعة و الحسن و الحسین و الائمة من ذریتہم فتسی  
طرح محمد صلی اللہ علیہ وآلہ یزنازل کیا گیا تھا۔

(ف) اب قرآن شریف میں کلمات فی محمد علی وفاطہ و حسن و حسین من ذریتہم نہیں ہے، بغیر ان الفاظ کے آیت کا یہ مطلب ہے کہ ہم نے آدم کو پہلے ہی حکم دیا تھا مگر وہ بھول گئے اور وہ حکم دوسری آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک راحت کے کھانسیکی ممانعت کی گئی تھی مگر بات الفاظ کیساتھ آئی کہ مطلب ہوا کہ آدم کو محمد علی وفاطہ و حسن و حسین و دیگر ائمہ کے متعلق کوئی حکم دیا گیا تھا اور وہ حکم کافی کی دوسری روایات میں اور نیز اور بہت سی روایات میں مذکور ہے کہ حضرت آدم کو ائمہ پر جسد کرنے کی ممانعت کی گئی تھی مگر انھوں نے جسد کیا اور اسی کی سزا میں جنت سے نکال دیے گئے۔

۱۲ حضرت آدم کے حقد کرنے کا اور ان کی تذلیل و توہین کا مختصر حال خاتمہ میں فرما دے اللہ اعلم بالصواب



(۴) اسی کتاب کے باب مذکور میں جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ

عن ابی جعفر علیہ السلام قال نزل جبریل  
بجذہ الایۃ علی محمد صلی اللہ علیہ الیہ وسلم  
اشترعہ انفسہم ان یکفروا بہا انزلنا فی علی بنیفا

(ف) اب قرآن مجید میں فی علی کے لفظ کا پتہ نہیں بغیر اس لفظ کے آیت میں خدا کی ہر نازل کی ہوئی  
چیز کے انکار کی مذمت تھی مگر اس لفظ کے ساتھ صرف امامت علی کے انکار کی مذمت ہوئی۔

(۵) اسی کتاب کے باب مذکور میں امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا:  
نزل جبریل ہمذہ الایۃ علی محمد صلی اللہ علیہ  
والہ ہکذا ان کنتم فی دیب مما نزلنا علی  
عبدنا فی علی فآؤ بسورۃ من مشلہ

ف اب اس آیت میں فی علی لفظ نہیں ہے۔ اس آیت میں قرآن شریف کا معجزہ ہونا بیان فرمایا ہو کہ اس  
کے مثل ایک سورت بھی کوئی نہیں بنا سکتا۔ فی علی کے لفظ سے معلوم ہوا کہ پورا قرآن معجزہ نہ تھا بلکہ اعجاز صرف  
ان آیتوں میں تھا جو حضرت علی کے متعلق تھیں مگر افسوس کہ اب وہ آیتیں قرآن میں نہیں ہیں۔

(۶) اسی کتاب کے باب مذکور میں امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے۔  
فی قول اللہ عز وجل کبر علی المشکین بولایۃ  
علی ما ندعوہو الیہ یا محمد من ولایۃ علی  
ہذا فی الکتاب مخطوطہ

ف اللہ کے قرآن میں اس طرح ہو گا مگر ہمارے قرآن پاک میں تو اب ولایت علی اور یا محمد من ولایت علی کہیں نہیں  
ہے آیت کا تو مطلب یہ کہ مشرکوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت دین ناگوار ہی مگر ان انوکھے الفاظ کے طائرے سے  
مطلب یہ ہوا کہ حضرت علی کی امامت میں جو لوگ شرک کرتے ہیں صرف انکو آپ کی دعوت دین اور وہ بھی فقط امام  
علی کے متعلق ناگوار ہی بانی حصہ آپ کی دعوت کا کسی کو ناگوار نہیں نہ توحید ناگوار ہے نہ رسالت نہ اور کچھ۔

(۷) اسی کتاب کے باب مذکور میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہو کہ۔  
فی قولہ سال سائل بعد ابی اقع للکافرین بولایۃ  
علی لیس لہ داخہ ثم قال ہکذا واللہ نزل



بہا جبریل علی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ

ف اب بولایہ علی کا لفظ آیت میں نہیں ہے آیت میں مطلق کافروں کے عذاب کا ذکر تھا کہ اسکو کوئی ٹال نہیں سکتا مگر اس لفظ کے ملانے سے آیت میں صرف امامت علیؑ کے کفر کوئیوں کا عذاب بیان ہوا کہ اسکو کوئی نہیں ٹال سکتا۔

(۸) اسی کتاب کے باب مذکور میں امام باقر علیہ السلام سے روایت ہوئی کہ

نزل جبریل مجلہ الایۃ علی محمد صلی اللہ علیہ  
والہ مکذ اقبل الدین ظلموا ال محمد حقہم  
قولا غیر الذی قبل لہم فانزلنا علی الذین  
ظلموا ال محمد حقہم حزن امن السماء بما كانوا  
یفسقون۔

ف اب قرآن مجید میں اس آیت میں آل محمد حقہم کا لفظ دونوں جگہوں پر نکلا ہوا ہے بغیر اس لفظ کے آیت میں بنی اسرائیل کے واقعہ کا بیان ہے کہ ان سے خدا نے فرمایا تھا کہ اس سبتی میں جاؤ اور سبتی میں داخل ہوتے وقت خطہ کہنا مگر انھوں نے ازراہ شرارت اس لفظ کو بدل دیا جسکی وجہ سے ان پر عذاب آیا مگر اس لفظ کے ملانے سے معلوم ہوا کہ آیت میں بنی اسرائیل کا نہیں بلکہ صحابہ کرام کا حال بیان ہوا ہے کہ انھوں نے آل محمد پر ظلم کیا اور اسکی وجہ سے ان پر آسمان سے عذاب آیا مگر افسوس کہ واقعات سے اس مطلب کی تائید نہیں ہوتی براہ عینہ کوئی مجتہد صاحب کتابوں کہ صحابہ کرامؓ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کون ظلم آل محمد پر کیا تھا اور کون عذاب ان پر آسمان سے آیا تھا۔

(۹) اسی کتاب کے باب النہار صفحہ ۷۶ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے۔

ان القرآن الذی جاد بہ جبریل علیہ السلام  
الی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ سبعت عشی الف آیۃ  
تحقیق جو قرآن جبریل علیہ السلام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ پر سیکر  
آئے تھے اس میں ستر ہزار آیتیں تھیں۔

ف اب قرآن شریف میں علی اختلاف الروایات چھ ہزار چھ سو ستر آیتیں ہیں لہذا اُدھے سے بہت زیادہ قرآن نکل گیا۔

خبر جاری صاحب پڑی حرات کساتہ زناتے ہیں کہ سنوں کا افترا ہے کہ شیوہ چالیس پارہ قرآن کے



عالم ہیں۔ اجماعی حضرت جس سنی نے ایسا کہا ہو اس نے افترا نہیں کیا بلکہ بڑی غایت آپ لوگوں پر کی آپ لوگ توحید الہیہ پر بھی زیادہ کے قائل ہیں اسی روایت سے حساب لگا کر دیکھ لیجئے۔ حاکم بن علی صاحب کتاب نے اس بات کو جھٹلانے کا نتیجہ سوار سوائی کے اور کچھ نہیں۔

۱۰ کتاب حجاج کہ وہ بھی بڑی معتبر کتاب مذہب سنیہ کی ہے اسکے مصنف شیخ احمد بن ابی طالب طبرستان نے بیاض کتاب میں لکھ دیا کہ اس کتاب میں سوا اہم حسن عسکری کے اور حبقہ امہ کے اقوال ہیں ان پر اجماع ہے اور عقل کے موافق ہیں یا اس قدر رسیر وغیرہ کی کتب میں ان کی شہرت ہے کہ مخالف و موافق سب کا ان پر اتفاق ہے اس کتاب کے صفحہ ۱۱۹ سے لیکر صفحہ ۳۲۲ تک ایک طویل روایت حضرت علی مرتضیٰ سے منقول ہے کہ ایک زندقہ نے انجنا کے سامنے کچھ اعتراض قرآن پر کئے اور آپ نے قیاس قیاس ہر اعتراض کے جواب میں فرمایا کہ قرآن میں تحریف ہو گئی ہے اس روایت قرآن شریف میں پانچوں قسم کی تحریف ثابت ہوتی ہے کسی کے متعلق جو مضامین اس روایت میں ہیں وہ یہاں نقل کئے جاتے ہیں مثلاً ایک اعتراض اس زندقہ نے یہ کیا تھا کہ قرآن میں فَاَنْ خُفِّمُ الْاَنْفُسُ فِي الْيَتَامٰی فَاَنْكَحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ یعنی اگر تم کو اندیشہ ہو کہ یتیموں کے حق میں انصاف نہ کر سکو گے تو جن عورتوں سے چاہو نکاح کر لو زندقہ نے کہا کہ شرط و جزا میں کوئی ربط نہیں معلوم ہوتا یتیموں کے حق میں انصاف نہ کر سکو تو عورتوں سے نکاح کر لو ایک بالکل بے جوڑ بات ہے۔ جناب امیر علیہ السلام اس اعتراض کے جواب میں فرماتے ہیں

واما ظہورک علی تناکر قولہ فان خفتم الا  
تقسطوا فی الیتامی فأنکحوا ما طاب لکم من  
النساء ولیس بشیئہ القسط فی الیتامی  
نکاح النساء ولا کلی النساء یتاماً فہو ہما  
قدمت ذکرة من اسقاط المتافقین من  
القرآن و بین القول فی الیتامی و بین نکلہ  
النساء من الخطاب والقصص اکثر من ثلاث  
القرآن و ہذا وما اشبهہ مما ظہرت حوادث  
المتافقین فیہ الاھل النظر والتامل وجد المعطو

اور ترجمہ کو جو اللہ تعالیٰ کا قول فَاَنْ خُفِّمُ الْاَنْفُسُ فِي الْيَتَامٰی فَاَنْكَحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ کے ناپسندیدہ ہو پر اطلاع ہوئی اور تو کہتا ہو کہ یتیموں کے حق میں انصاف کرنا عورتوں سے نکاح کرنے کے ساتھ کچھ مناسب نہیں دکھتا اور نہ کل عورتیں یتیم ہوتی ہیں پس اس کی وجہ وہی ہے جو میں پہلے تجھ سے بیان کر چکا ہوں کہ منافقوں نے قرآن سے بہت کچھ نکال ڈالا فی الیتامی اور فَاَنْكَحُوا کے درمیان میں بہت سے احکام اور قصے تھے نہائی قرآن (یعنی قرآن پر) سے زیادہ وہ سب نکال ڈالے گئے اسی



واهل الملل المخالفين للاسلام مساعا الى القدر

فی القرآن

جس کے بے ربطی ہوگی اس قسم کی منافقوں کی تحریف  
کی جسے جو اہل نظر و مال کو ظاہر ہو جاتی ہیں بیدنیوں  
اسلام کے مخالفوں کو قرآن کا عراض کرنے کا موقع مل گیا۔

ف جناب میر اس زندیق کے کسی اعتراض کا جواب دیکے اس روایت کو دیکھ کر صاف کہنا پڑتا ہے کہ شیعوں  
کی طرح ان کے جناب میر بھی قرآن کے سمجھنے سے عاجز و قاصر تھے حجازی صاحب دست و بازو مولوی مرزا  
احمد علی صاحب اپنے رسالہ انصاف میں اپنے جناب میر کی اقتدا کر کے اس آیت کی بے ربطی اور عراض  
کیا ہے حالانکہ آج اہلسنت کے ایک دینی طالب علم سے پوچھو تو وہ بھی اس آیت کا ربط اچھی طرح بیان کرنے لگے  
آیت میں تیراخی سے مراد یتیم لڑکا ہے بعض لوگ یتیم لڑکیوں سے نکاح کرتے تھے اور ان کا نہر بھی کم باندھتے تھے  
اور دوسرے حقوق بھی ادا کرتے تھے کیونکہ ان یتیم کی طرف سے کوئی لڑنے جھگڑنا والا تو تھا ہی نہیں لہذا آیت میں حکم  
گیا کہ اگر یتیم لڑکیوں سے نکاح کرنے میں نے انصاف کا اندیشہ ہو تو اسے نکاح نہ کرو بلکہ اور عورتوں سے نکاح کر لو  
نہیں اسی روایت میں ہے کہ جناب امیر نے اس زندیق سے فرمایا۔

ولو شرت لك كلمة من قط حرف وبدل هما  
يجمع، هذا النجوى لطلال وظهور ما تحتفظ  
الفتية اظهارة

اور تفسیر جس چیز روکتا ہے ظاہر ہو جائے۔  
ف تعجب ہے کہ قرآن کو محرف کہنے جا معین قرآن کو منافق کہنے سے تفسیر نے نہ روکا مگر مقامات تحریف میں  
کرنے سے تفسیر نے روک دیا کیونکہ مقامات تحریف کے معلوم ہو جانے سے بقیہ قرآن کا رآمد ہو جاتا تفسیر  
کو یہ کب گوارا تھا۔ نہیں اسی روایت میں ہے کہ جناب امیر نے اس زندیق سے کہا

ولو علم المنافقون لعنهم الله ما عليهم من  
ترك هذه الآيات التي بينت لك وتاويلها  
لاسقطوها مع ما اسقطوا منه

جس طرح اور آیتیں نکال ڈالیں۔

۱۱۱ تفسیر صفائی کے دیباچہ میں تفسیر عیاشی سے منقول ہے کہ ام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا



من القرآن قد طرح منه اسی کثیرہ بہ تحقیق قرآن سے بہت آیتیں نکال ڈالی گئیں۔

نیز اسی کتاب میں امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہو سکتی ہے۔

ولو قرئ القرآن كما انزل (الغیتنا اگر قرآن اسی طرح پڑھا جائے جیسا کہ نازل کیا گیا

فیہ مسئلین

تو یقیناً تم قرآن میں ہمارے نام پاؤ گے۔ تفسیر قمی جیکے مصنف علی بن ابراہیم قمی امام حسن عسکری کے شاگرد اور محمد بن یعقوب کلینی کے استاد ہیں

اسی سبب کتاب اور روایات خریف سے لبریز ہے منجملہ ان کے ایک ہیکہ۔

واما ما هو محذوف عنه فهو قوله لكن الله يتحد بما انزل اليك في علي كذا انزلت

لیکن وہ آیتیں جو قرآن سے نکال ڈالی گئیں ان کی ایک مثال ہے لیکن اللہ شہدہا انزل ایک فی علی

یہ آیت اس طرح نازل ہوئی (پھر چند مثالوں کے بعد لکھا

ختم قال) ومثلہ کثیر

جس کے مثل بہت ہیں۔

## قرآن شریف میں چھ ایسی روایتیں

کتاب احتجاج مطبوعہ ایران کی اس طویل روایت میں جس کا ذکر اوپر ہوا اس زندیق کا ایک اعتراض

ہے کہ خدا نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت تمام نبیوں پر بیان کی ہے حالانکہ حتنی تعریف

یا ان کی ہے اس سے کہیں زیادہ ان کی بڑائی اور توہیں قرآن میں ہے کہ اس قدر توہیں اور کسی نبی کی

قرآن میں نہیں ہے۔ زندیق کے اس اعتراض کو بھی شیعوں کے جناب امیر نے تسلیم کر لیا اور تسلیم کر کے حسب

اجاب دیا کہ۔

كتاب يعني قرآن میں جو بڑائی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ کی ہو

یہ محدود کی انفرادی ہوئی (یعنی جہین قرآن کی بڑائی

نیز اسی روایت میں یہ کہ جناب امیر نے اس زندیق سے کہا۔

ان منافقوں نے قرآن میں وہ باتیں درج کر دیں جو

اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمائی تھیں تاکہ مخلوق کو فریب دیں۔

نیز اسی روایت میں ہے کہ جناب امیر نے کہا۔



ولیس یسوع مع عموم النقیة المصحح باسم  
المبدلین ولا الزیادة فی آیاته علی ما  
اثنوه من تلقائهم فی الکتب لما فی ذلك  
من تقویة حجج اهل التعلیل والكفا  
والممل المخرفة عن قبلتنا وابطال هذا العلم  
الظاهر الذی قد استکان له المؤمنون الخ

تقیہ کی ضرورت اس قدر یکہ نہ میں ان لوگوں کے نام  
تبا سکتا ہوں جنہوں نے قرآن میں تحریف کی نہ اس  
زیادت کو تبا سکتا ہوں جو انہوں نے قرآن میں ملح کی جس  
سے اہل تعطیل و کفر اور مذاہب مخالف اسلام کی تائید ہوتی  
ہے اور اس علم ظاہر کا ابطال ہوتا ہے جس کے موافق  
و مخالف سب قائل ہیں۔

نیز اس کی روایت میں یکہ اس زندقہ کے خباب میں جمع قرآن کا قصہ یوں بیان کیا۔

ثم دفعهم الاضطمار بورد المسائل  
عما لا یعلمون تاویلہ الی جمعہ تاویلہ  
و تفسیرہ من تلقائهم ما یقیمون بآعائہ  
کفرہم فصروح منادیکہ من کاف عنادہ  
شیئ من القراءت فلیا کتابہ و کلوا تالیفہ  
ونظمہ الی بعض من وافقہم الی معادہ  
اولیاء اللہ فالغفۃ علی اختیارہم۔

پھر جب ان منافقوں کو وہ سائل پوچھی جانے لگے جنکو وہ  
نہ جانتے تھے تو مجبور ہو کر قرآن کو جمع کریں اسکی تفسیر کریں  
اور قرآن میں وہ باتیں بڑھائیں جسے وہ اپنے کفر کے ستونوں کو  
قائم کریں لہذا ان کے منادی نے اعلان دیا کہ جسکے پاس  
کوئی حصہ قرآن کا ہو وہ ہمارے پاس لے آئے اور ان سے  
منافقوں نے قرآن کی جمع و ترتیب کا کام اس شخص کے سپرد  
کیا جو دوستانہ کی دشمنی میں ان کا ہنچال تھا اور اس نے  
انکی پسند کے موافق قرآن کو جمع کیا پھر اس کی روایت میں بڑی وضاحت کیا کہ خباب میر کا یہ قول بھی ہے۔

و زاد وافیہ ما ظہر تنا ک  
وتنا فرک

اور بڑھادیں انہوں نے قرآن میں وہ عبارتیں  
جن کا خلاف فصاحت اور قابل نفرت ہونا ظاہر ہے۔

ف احتجاج کی ان روایات سے حسب علی امور معلوم ہوئے۔ اولے یہ کہ اس قرآن میں نبی کی توہین قرآن کے جمع  
کرنے والوں نے بڑھائی ہر دویم یہ کہ قرآن مذہب باطلہ اور مخالفین اسلام کی تائید کرتا ہے شریعت کو مٹا رہا ہے  
کفر کے ستون اس کے قائم ہوتے ہیں سو ہم اس قرآن میں ایسی عبارتیں بڑھا دی گئیں ہیں جو قابل نفرت و خلاف  
فصاحت ہیں چہا دم یہ نہیں معلوم کہ یہ بڑھائی ہوئی عبارتیں کون کون اور کہاں کہاں ہیں پنجہ اس قرآن کا  
جمع کرنے والے منافق اور کفر کے ستون قائم کر نیوالے اور دوستانہ خدا کے دشمن تھے انہوں نے اپنی



کیسے وہ جناب حائری صاحب اسی قرآن پر آپ ایمان رکھنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔

(۲) تفسیر صفائی میں تفسیر عیاشی سے منقول ہیکہ امام باقر علیہ السلام نے فرمایا

لولا انه نريد في القرآن دقص ما  
خفي حقنا على ذي حجب  
اگر قرآن میں بڑھایا نہ گیا ہوتا اور گھٹایا نہ گیا ہوتا تو  
ہمارا حق کسی عقلمند پر پوشیدہ نہ ہوتا۔

ف خیر اور کچھ ہو یا نہ ہو مگر اتنا تو ان روایات کے معلوم ہوا کہ یہ قرآن شیعہ نہ شیعہ کے بالکل خلاف ہے  
حتیٰ کہ مسئلہ امامت اور ائمہ کا حق بھی اس سے ثابت نہیں ہو سکتا اور یہ قرآن سنیوں کی تائید کرتا ہے ان  
کے ستون قائم کرتا ہے۔

## قرآن شریف کے حروف و الفاظ کے بدلے جانکی روایتیں

۱) تفسیر قمی میں ہے۔

اور وہ چیزیں جو قرآن میں موجود ہیں خلاف انزل  
اللہ ہیں (مثلاً) وہ یہ آیت ہے کنتم خیر امة یعنی تم لوگ  
تمام ان امتوں سے بہتر ہو جو لوگوں کیلئے ظاہر کی  
گئیں امام جعفر صادق نے اس آیت کے پڑھنے والے  
سے کہا کہ واہ کیا اچھی امت ہے جس نے امیر المومنین کو  
احسین بن علی کو قتل کر دیا پوچھا گیا کہ پھر یہ آیت کس  
طرح اُتری تھی اے فرزند رسول تو فرمایا کہ یہ آیت اس

واما ما كان خلاف ما انزل الله فهو  
قوله تعالى كنتم خیر امة اخوت للناس  
الایة قال ابو عبد الله عليه السلام لعادی  
هذه الایة خیر امة يقتلون امین  
المومنین والحسین بن علی فقیل له  
فکیف نزلت یا بن رسول الله فقال  
انما انزلت خیر امة اخوت للناس

طرح اُتری تھی کنتم خیر امة یعنی اے ائمہ اثنا عشر تم تمام الامم سے بہتر ہو

ف معلوم ہوا کہ خیر امة غلط ہے خیر امة نازل ہوا تھا لفظ کی تبدیلی ہو گئی۔

(۲) نیز اسی تفسیر میں ہے۔

امام جعفر صادق کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی الذین  
يقولون یعنی وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ اے رب باری بخشت  
سکو ہماری بی بیوں اور ہماری اولاد کو کھنڈ کر انکو ہنسی

قری علی ابی عبد الله الذین يقولون  
وبناهب لنا من اذواجنا وذریاتنا قرة  
اعین واجعلنا للمتقین اماما فقال عليه



السلام لقد سألوا الله عظيمات  
يجعلهم للمتقين اماما فقبل له يا بن  
رسول الله كيف نزلت فقال انما نزلت  
واجعل لنا من المتقين اماما۔

اور بناوے ہکو متقیوں کا امام۔ تو امام جعفر صادق  
نے فرمایا کہ انھوں نے اللہ سے بڑی چیز مانگی کہ ان  
کو متقیوں کا امام بناوے پوچھا گیا کہ اے فرزند  
رسول اللہ یہ آیت کس طرح اتری تھی تو فرمایا کہ اس  
طرح اتری تھی واجعل لنا من المتقين یعنی ہمارے لئے متقیوں میں سے کوئی امام مقرر کر دے۔

ن چونکہ امامت کا مرتبہ شیعوں کے یہاں نبوت سے بھی بڑھا ہوا ہے اس لئے امام نے آیت کو غلط کہہ دیا  
کہ اس میں امامت کی درخواست خدا سے کی گئی اس آیت میں حروف کی تبدیلی ہے۔  
(۳) اصول کافی صفحہ ۲۶۸ میں ہے۔

ایک شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے  
یہ آیت پڑھی قل اعلموا انی لے نبی کمد کہ تم لوگ عمل  
کرو تمہارا عمل اللہ دیکھ گیا اور اس کا رسول اور ایمان  
والے امام نے فرمایا یہ آیت اس طرح نہیں بلکہ یوں  
ہے والمؤمنون (یعنی مومن لوگ دیکھیں گے اور مومن ہم ائمہ اثنا عشر ہیں)۔

قرأ حیل عند ابي عبد الله عليه السلام  
قل اعلموا فیسر الله علمكم ورسوله و  
المؤمنون فقال ليس هكذا هي انما هي  
والمؤمنون فمن المؤمنين والمؤمنون  
ہے والمؤمنون (یعنی مومن لوگ دیکھیں گے اور مومن ہم ائمہ اثنا عشر ہیں)۔

(۴) کتاب احتجاج کی اسی روایت میں ہے کہ زندقہ نے ایک اعتراض یہ بھی کیا کہ قرآن میں پیغمبروں کی خدمت  
تو نام لیکر خدا نے بیان کی ہے مگر منافقوں کی خدمت اشارات و کنایات میں ہے ان کا نام نہیں لیا گیا یہ کیا  
بات ہے تو جناب امیر نے جواب دیا کہ۔

ان الکناية عن اسمها أصح الجمل أو العظيمة  
من المنافقين ليست من فعله تعالى  
وانما من فعل المعينين المبدلين  
الذين جعلوا القوافل عضيدين واعتاضوا  
الدنيا من الدين

بڑے بڑے جرم والے منافقین کے نام کنایات میں  
ذکر کرنا اللہ تعالیٰ کا فعل نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے تو  
صاف صاف نام ذکر کئے تھے بلکہ فعل ان تحریف  
کر نبیوں بدلنے والوں کا ہے جنھوں نے قرآن کے  
لمحکم لمحکم کر دیے اور دنیا کے عوض دین کو بیچ ڈالا

(انھوں نے ناموں کو کمال ڈالا اور جملے ان کے کنایہ کے الفاظ رکھ دیے)۔

نیز اسی روایت میں ہے کہ جناب امیر نے اس زندقہ کو یہ نفس جوابات دیکر فرمایا۔



پس اس مقام میں یہ جواب تجھے کافی بن جوتو نے  
مٹنے اسلئے کہ تغیر کی شریعت اس کی زیادہ صاف بیان  
کرنے کو رکھتی ہے۔

فصلك من الجواب عن هذا الموضع ما  
معت فان شريعة التقيّة تحظر  
التغيير الاكث منه

نمونہ کے طور پر تحریف کے چار قسموں کی روایتیں تھوڑی نقل کی گئیں اگر کوئی شخص کثرت سے یہ دیکھے تو  
ایک انبار ان روایتوں کا پانچواں حصہ سے ایک بڑا ضخیم مجلد تیار ہو سکتا ہے اور اسکو معلوم ہو گا کہ بڑا مقصد ہم ان  
لوگوں کا یہی تھا باقی رہی تحریف کی پانچویں قسم یعنی خرابی ترتیب آیات کی اور ترتیب سورتوں کی وہ لوگ اس  
قدر مشہور ہیں کہ حاجت کسی حوالہ کی نہیں علاوہ ازیں روایات منقولہ بالا سے وہ بھی ثابت ہو رہی ہے اور  
آئندہ بھی اس کے متعلق عبارات نقل کی جائیں گی اور اس وقت بھی ایک حوالہ اس کا پیش کیا جاتا ہے۔  
علامہ نوری طبرسی فصل الخطاب کے صفحہ ۹۷ میں فرماتے ہیں۔

ایم المؤمنین علیہ السلام کا ایک قرآن مخصوص تھا جسکو  
انھوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو جمع  
کیا تھا اور اس کو صحابہ کے سامنے پیش کیا مگر ان لوگوں  
نے توجہ نہ کی لہذا اسکو انھوں نے لوگوں سے  
پوشیدہ کر دیا اور وہ قرآن ان کی اولاد کے پاس  
رہا اکیلا م سے درمے امام کو میراث میں ملتا رہا  
اور خاص امت و خزانہ نبوت کے اور اب وہ قرآن امام  
مہدی کے پاس ہے خدا ان کی مشکل جلد آسان  
کر دے وہ اس قرآن کو اپنی ظاہر ہونیکے بعد کا لیں گے  
اور لوگوں کو اسکی تلاوت کا حکم دیں گے اور وہ قرآن  
اس قرآن موجود کے خلاف ہر سورتوں اور آیتوں کی  
ترتیب میں بھی بلکہ الفاظ کی ترتیب میں بھی اور کئی بیشی کے لحاظ  
سے بھی اور چونکہ حق علی علیہ السلام کے ساتھ ہوا علی حق کے  
ساتھ ہیں لہذا ثابت ہو گیا کہ قرآن موجود میں دونوں

انہ کان لامیر المؤمنین علیہ السلام  
قرآنا مخصوصا جمعا بنفسہ بعد وفات  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وعرضہ علی  
القوم فاعرضوا عنه فحجبه عن عینہم کان  
عند ولده علیہم السلام تیواد ثونہ  
امام عن امام کسائن خصائص الامامة  
وخرائن النبوة وهو عند الحجة عجل  
اللہ فرجہ یظہر للناس بعد ظہورہ  
فامروہم بقراءتہ وهو مخالف لهذا  
القرآن الموجود من حیث التالیف و  
ترتیب السور والآیات بل الکلمات ایضا  
ومن جهة الزیادة والنقص و حیث  
ان الحق مع علی علیہ السلام و علی  
مع الحق ففی القرآن الموجود تغیر من



جہتین وهو المطلوب

حشیشوں کی تحریف کی اور یہی (ہم شیعوں کا) مقصود ہے۔

اب علمائے شیعہ کے تینوں اقرار دیکھئے یعنی اقرار روایات تحریف کے کثیر و متواتر ہونے کا اور اقرار ان روایات کے صراحتہ تحریف پر دلالت کرنا اور اقرار انھیں روایات کے مطالبی مقصدہ تحریف ہونے کا۔

## علمائے شیعہ کے تینوں اقرار

چونکہ مذہب شیعہ کا مقصد اصلی قرآن کو مشکوک بنانا اور اس پر وہ میں دین اسلام کو مٹانا تھا اسلئے بڑے اہتمام سے علمائے شیعہ نے تحریف قرآن کی روایتیں ائمہ کے نام سے تصنیف کیں اور ان روایتوں کو مذکورہ بالا تینوں اقراروں سے مزین کیا۔ بیچاروں کو کیا خبر تھی کہ ہماری یہ گوشش خاک میں مل جائیگی اور قرآن شریف کی روشنی اسی طرح قائم رہے گی۔ اب وہ اقرار سنئے۔

۱۱ کتاب فصل الخطاب مطبوعہ ایران صفحہ ۲۱ میں ہے۔

بہت سی حدیثیں جو معتبر ہیں اور قرآن موجود میں کسی اور نقصان پر صراحتہ دلالت کرتی ہیں علاوہ ان احادیث کے جو دلائل سابقہ کے ضمن میں بیان ہو چکیں اور اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ یہ قرآن مقدار نزول سے بہت کم کی اور یہ کسی آیت یا کسی سورت کے ساتھ مخصوص نہیں اور یہ حدیثیں ان کتب متفرقہ میں بھیلی ہوئی ہیں جن پر ہمارے مذہب کا اعتماد اور اہل مذہب کا ان کی طرف رجوع ہی میں نے وہ سب حدیثیں جمع کر دی ہیں جو میری نظر سے گزریں۔

الاضیاء الكثيرة المعتبرة الصحيحة في  
نوع السقط ودخول النقصان في الوجوه  
من القرآن زيادة على ما هو في ضمن  
الادلة السابقة وانه اقل من تمام ما  
نزل اعجازاً على قلب سيد الانس والجان  
من غير اختصاصها بآية ادسودة وهي  
متفرقة في الكتب المتفرقة التي عليها  
المعول واليه المرجع عند الاصحاب بجمت  
ما عثرت عليها في هذا الباب

اس کے بعد بکثرت کتابوں کے نام گنائے ہیں اور روایات تحریف کے انبار لگا دیئے ہیں۔

(۲) نیز اسی کتاب کے صفحہ ۳۰ میں محدث جزائری کا قول نقل کیا ہے کہ

سید محمد جزائری نے کتاب نواریں لکھا ہے جس کے سنی یہ ہیں کہ اصحاب مامیہ نے اتفاق کیا کہ ان روایات

قال السيد المحمدي الجزائري في الانوار ماعنا  
ان الاصحاب قد اطلقوا على صحة الاخبار



المستفظة بل المتواتر الدالة بصحتها  
على وقوع التحريف في القرآن كلاماً و  
مادة واعترافاً والتصديق بها  
روایت کی تصدیق پر

(۳) اسی فصل الخطایک صفحہ ۲۲ میں علاوہ محدث جزائری کے اپنے دو علمائے بھی روایات  
تحریف کا متواتر ہونا نقل کیا ہے۔

وهي كشيعة جده حتى قال السيد نعمت الله  
الحزبي في بعض مؤلفاته كما حكى عنه  
في الاخبار الدالة على ذلك تزييد على  
لفح الحديث وادعى استفاضتها جماعة  
كالسيد المحقق الداماد والعلامة المجلسي و  
غيرهم بل الشيخ المصباح في البيان  
بكثر ما بل ادعى تواترها جماعة يأتى ذكرهم  
في آخر المبحث

مستفظة بل متواترہ کی صحت پر جو صراحت قرآن کے  
مخوف ہونے پر دلالت کرتی ہیں یہ تحریف کلام میں  
بھی ہے پارہ میں بھی اعتراف بھی اور اتفاق کیا ہے

روایات تحریف قرآن یقیناً بہت ہیں حتیٰ کہ یہ نعمت اللہ  
جزائری نے اپنی بعض تالیفات میں لکھا ہے جیسا کہ  
ان سے نقل کیا گیا ہے کہ جو حدیثیں تحریف پر دلالت  
کرتی ہیں وہ دو نہر احديث سے زیادہ ہیں اور ایک  
جماعت نے ان کے کستفیز ہونے کا دعویٰ کیا ہے  
جیسے مفید اور محقق داماد اور علامہ مجلسی وغیرہم بلکہ شیخ  
نے بھی تبیان میں تصریح کی ہے کہ یہ روایت کثرت میں  
بلکہ ایک جماعت محدثین نے ان روایتوں کے متواتر

ہونے کا دعویٰ کیا ہے جن کا ذکر آگے آئے گا۔

واعلم ان تلك الاخبار منقولة من  
الكتب المعتبرة عليها معول اصحابنا في اثبات  
الاحكام الشرعية والاثار النبوية.

۱) پھر صاحب فصل الخطایک نے اپنے وعدہ کو پورا کیا ہے اور آخر کتاب میں ان تمام محدثین کے نام لکھے ہیں جنہوں  
نے روایات تحریف کو متواتر کیا ہے ان ناموں میں علامہ مجلسی کا نام بھی ہے ان کی عبارت کا حسب ذیل فقرہ  
قابل دید ہے وہ فرماتے ہیں۔

وعندي ان الاخبار في هذه الباب اتفق  
معنى طرحة جميعها بوجوب رفع الاعتقاد

میرے نزدیک تحریف قرآن کی روایتیں سنی متواتر ہیں  
اور ان سب روایتوں کو ترک کر دینی ہمارا تمام فن



حدیث کا اعتبار جاتا رہیگا بلکہ میرا علم یہ ہے کہ تحریف قرآن کی روایتیں مسئلہ امامت کی روایتوں سے کم نہیں ہیں۔  
لہذا اگر تحریف قرآن کی روایتوں کا اعتبار نہ ہو تو مسئلہ

عن الاخبار وراؤنا بل ظنی ان الاخبار  
فی هذا الباب لا یقصر عن اخبار الامامة  
فکیف یثبتونها بالنخب (فصل الخطاب ۳۲)  
امامت بھی روایتوں سے ثابت نہ ہو سکے گا۔

(۵) علامہ محسن کاشانی تفسیر صافی کے دیباچہ میں تحریف کی (نخب) روایات نقل کر کے فرماتے ہیں۔

ان تمام حدیثوں کا اور ان کے علاوہ جس قدر حدیثیں  
اہل بیت علیہم السلام کی سند سے نقل کی گئی ہیں ان کا  
مطلب یہ ہے کہ جو قرآن پہلے درمیان ہر وہ پورا ہے  
کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ پر نازل ہوا تھا نہیں ہے بلکہ اس میں  
کچھ اللہ کے نازل کئے گئے کے خلاف ہے اور کچھ غیر وحرف  
ہے اور یقیناً اس میں بہت سی چیزیں کمال ڈالی گئی ہیں  
جیسے علی کا نام بہت مقام ہے اور علاوہ اسکے اور ان روایات  
سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس قرآن کی ترتیب بھی خدا اور  
اس کے رسول کی پسند کی ہوئی ترتیب نہیں ہے انھیں  
باتوں کے قائل ہیں علی ابن ابراہیم قمی۔

المستفاد من مجموع هذه الاخبار و غیره  
من الروایات من طریق اهل البيت عليهم  
السلام ان القرآن الذي بين اظهنا  
ليس بتمامه كما انزل على محمد صلى الله  
عليه وآله بل منه ما هو خلاف ما انزل الله  
ومنه ما هو مغف وحرف وانه قد حذف منه  
امشياء كثيرة منها اسم علي في كثير من  
المواضع ومنها غير ذلك وانه ليس  
ايضا على الترتيب المصفي عند الله عند  
رسوله وبع قال علي ابن ابراهيم

(۶) دور آخر کے مجتہد عظیم مولوی دلداری جن کو شیعوں کے امام والا مقام مولوی حامد حسین آیت اللہ فی العالمین  
فرماتے ہیں۔ عماد الاسام میں لکھتے ہیں، کما نقله فی الاستقصار۔

آیت اللہ فی العالمین یعنی مولوی دلداری علی آپ کتاب دار  
الاسلام میں بنقل کرنے چند احادیث تحریف کے  
جو سرداران خلق یعنی ائمہ اثنا عشر علیہم السلام  
سے منقول فرماتے ہیں کہ نتیجہ ان روایات کا یہ ہے کہ کچھ کچھ  
تحریف اس قرآن میں جو ہماری سامنے ہے بلحاظ زیادہ ہو جائے  
بعض حروف کے اور کم ہو جائے بعض حروف کے بلکہ بعض

قال آیت الله فی العالمین احله الله  
دار الاسلام فی عماد الاسلام بعد ذکر  
نبی من احادیث التحریف الماثورة عن  
سادات الانام علیہم السلام التحیة و  
السلام مقتضی تلك الاخبار ان التحریف  
فی الجملة فی هذا القرآن الذي بین



ایدینا بحسب زیادۃ بعض الحروف نقصانہ  
بل بحسب بعض الالفاظ و بحسب الترتیب فی بعض  
المواقع قد وقع محیث لا یشک فیہ مع تسلیم  
ثلاث الاخبار۔

الفاظ کے اور لحاظ ترتیب کے بعض مقامات میں یقیناً  
واقع ہو گئی اس طرح کہ ان روایتوں کے تسلیم کے بعد تحریف  
قرآن میں شک نہیں کیا جاسکتا (اس کے بعد مولوی دلداری  
نے تحریف کی صدیوں لکھی ہیں جو حاتم میں نقل ہو گئی۔

۱۷۱ امام الشیخ مولوی حامد بن استقصاء الافحام جلد اول صفحہ ۹ میں فرماتے ہیں۔

” در دور روایات تحریف قرآن بطریق اہل حق صفحہ ۱۰ میں ہے: اگر سچا شیعہ بمقتضائے احادیث کثیرہ  
اہل بیت طاہرین مصرحہ بوقوع نقصان در قرآن حرف تحریف و نقصان بر زبان آورد و ہدف ہم اطمین و اطمین  
مورد استناد شیعہ گرد و صفحہ ۶۴ میں ہے: اگر اہل حق از حافظان اسرار الہی و حاملان آثار و اخبار رسالت پناہی کہ  
بر اہل اسلام و ائمہ نامہ اند روایت کنند احادیث را کہ دال ست بر آنکہ در قرآن شریف مطہرین و اہل ضلال تحریف  
نمودند و تحریفش باطل آورد و اہل قرآن حکما انزل نزد حافظان شریعت موجود است کہ در صورت اصلاح بر جواب  
رسالت آب صلی اللہ علیہ وآلہ نقضی طعنی عالم مشہور فریاد و فغان آغاز میکنند کلمات ناشائستہ دور از کار کہ با دینی  
عالمی نمی زید بر زبان آزند ف عبارت منقولہ بالا سے حسب ذیل امور معلوم ہوئے (۱) روایات تحریف  
قرآن شیعوں کی ان اعلیٰ ترین معتبر کتابوں میں ہیں جن پر مذہب شیعہ کی بنیاد ہے (۲) روایات تحریف کثیر  
و مستفیض بلکہ متواتر ہیں (۳) روایات تحریف رد کردی جائیں تو شیعوں کا فن حدیث بیکار و بے اعتبار ہو جائے  
(۴) تحریف قرآن کی روایتیں کتب معتبرہ شیعہ میں دو ہزار سے زائد ہیں۔

(۵) تحریف قرآن کی روایتیں مسئلہ امامت کے کم نہیں ہیں معلوم ہوا کہ مذہب شیعہ میں جس درجہ ضروری مسئلہ  
امامت ہے اسی درجہ تحریف قرآن بھی ضروری ہے حضرت علیؑ اور دو سکے ائمہ کی امامت کا نامنا جیسا فرض ہے  
اسی درجہ کا فرض قرآن کو محرف کرنا بھی ہے جو شخص قرآن کو محرف نہ مانے وہ از روئے مذہب شیعہ دیس ہی  
گنہگار و بددین اور مذہب شیعہ کی خارج ہوگا جیسا ائمہ آنا عشر کی امامت کا منکر۔

(۶) یہ روایات قرآن کے محرف ہونے اور پانچوں قسم کی تحریف کی ملوث ہونے پر ایسی صاف اور واضح دلائل  
کوتی ہیں کہ اس میں شک نہیں ہو سکتا۔

ان عبارات میں دو اقرار تو بالکل واضح ہیں یعنی ان روایات کے کثیر و متواتر ہونے کا اور ان روایات  
کے تحریف پر دلالت کرنا میرا اقرار یعنی معتقد تحریف ہونا کا اس درجہ واضح نہیں ہے لہذا اس کیلئے ادعائیں درج



ہمارے بزرگوں کا اعتقاد اس بارہ میں یہ ہے کہ ثقہ الاسلام  
محمد بن یعقوب کلینی قرآن کی تحریف و نقصان کے معتقد  
تھے کیونکہ انھوں نے اس مضمون کی روایتیں اپنی کتاب  
کافی میں نقل کی ہیں اور ان روایتوں پر کوئی ترجیح نہیں  
کی باوجود کہ انھوں نے آغاز کتاب میں لکھ دیا ہے  
کہ تفسیر روایتیں اس کتاب میں ہیں ان پر مجھے وثوق  
ہے اور اس طرح ان کے استاد علی بن ابراہیم قمی کا انکی  
تفسیر بھی روایات تحریف پر ہے اور ان کو اس عقیدہ  
میں غلو ہے اسی طرح شیخ احمد بن ابی طالب طبرسی کو وہ  
بھی کتاب آجانب میں انھیں دونوں کے طے نہ پر  
چلے ہیں۔

پہلا قول: کہ قرآن میں تحریف و نقصان ہو گیا اور یہی  
مذہب ہے شیخ خلیل علی بن ابراہیم قمی استاد کلینی کا  
انھوں نے اپنی تفسیر کے شروع میں اسکی تصریح کی ہے اور  
اپنی تفسیر روایات تحریف کی بھڑکی ہے اور اس قدر ہی  
اپنی تفسیر کے شروع میں انھوں نے یہ پابندی طار  
کی ہے کہ وہی روایتیں ذکر کروں گا جو میرے اس مذہب اور  
معتبر لوگوں نے روایت کی ہے اور یہی مذہب ہے ثقہ  
الاسلام کلینی رحمۃ اللہ کا جیسا کہ ایک جماعت نے  
ان کی طرف منسوب کیا ہے کیونکہ انھوں اس مضمون کی  
بہت سی صریح روایتیں کافی کی کتاب الحجۃ خصوصاً باب

(۷) واما اعتقاد مشائخنا رحمہم اللہ  
فی ذلك فالظاهر من ثقة الاسلام محمد  
بن یعقوب کلینی طاب ثراہ انہ کان یعتقد  
التحریف والنقصان فی القرآن لکنہ کوئی دلیل  
فی ہذا المعنی فی کتابہ کافی دلالت نہ عرض  
لقد حجتہا مع انہ ذکر فی اول الکتب انہ  
کان یثنی باوراء فیہ کذلک استاذہ علی بن  
ابراہیم قمی فان تفسیرہ معلومہ لہ غلو فیہ  
وکذلک الشیخ احمد بن ابی طالب الطبرسی  
قدس سرہ فانہ تفسیر علی بن ابراہیم کتاب  
الاحتجاج

(۸) علامہ نوری طبرسی فصل غلطاب کے صفحہ ۲۷ میں لکھتے ہیں۔

الاول وقوع التفسیر والنقصان فیہ وهو  
مذہب الشیخ الخلیل علی بن ابراہیم القمی  
شیخ کلینی فی تفسیرہ ص ۱۰۰ کذلک فی  
اوقلہ وما لکتابہ من اخبار مع التزامہ  
فی اوقلہ بان لا یدعی الامارۃ و مشائخنا  
ثقاتہ ومذہب تلمیذہ ثقہ الاسلام کلینی رحمہم اللہ  
علی ما نسب الیہ جماعۃ لتعلل الاخبار والکثیرۃ  
الصریحۃ فی ہذا المعنی فی کتاب الحجۃ  
خصوصاً فی باب النکت والنتف من  
التنازل فی الوضوۃ من غیر تعرض لردھا



اوتادیلہاد استظهر المحقق السيد محسن  
الکاظمی فی شرح الوافیۃ مذہبہ من  
الباب الذی عقدہ فیہ سماہ باب انہ لم  
يجمع القرات کلمہ الا الامتہ علیہم السلام  
فان الظاہر من طریقہ انہ انما یعقد  
الباب لہا یرتضیہ قلت وھو کما ذکرہ فان  
مذہب القدرۃ ما تعلم غالباً من عنادہ  
ابو اھودہ صرح فیضا علامۃ مجلسی  
فی مرآۃ العقول

کی تفریح علامہ مجلسی نے بھی مرآۃ العقول میں کی ہے۔

الثبت والنفق من التنزیل میں اور دوسرے نقل کی  
ہیں اور ان روایات کو نہ رد کیا نہ ان کی کچھ تاویل کی اور محقق  
عبد بن کاظمی نے شرح دافیہ میں کلینی کا مذہب اس باب  
ثابت کیا جو انھوں نے کافی میں منقذ کیا اور اس کا  
نام رکھا ہے باب نہ لم یجمع القرآن کلام الا امۃ علیہم السلام  
کیونکہ ان کے طریقہ کی ظاہر کی کہ وہ اسی مضمون کیلئے باب  
قائم کرتے ہیں جو مضمون انکو پسند آتا ہے میں کہنا ہونکہ  
محقق کاظمی کا یہ کہنا ٹھیک ہے ہر تقدیر کا مذہب اکثر ان  
کے بابوں کے عنوان کی ظاہر ہوتا ہے اور کلینی کے مذہب

اس کے بعد حسب ذیل نام اپنے اکابر علمائے متقدمین کے صاحب فضل الخطاب دوزخ کے ہیں المتق  
اعلیٰ محمد بن حسن الصفار (مصنف کتاب البصائر) الشیخ محمد بن ابراہیم النعمانی شاگرد کلینی مصنف کتاب الغیہ  
الشیخ اعلیٰ سعد بن عبد اللہ القمی جنھوں نے اپنی کتاب نسخ و نسخ میں ایک باب تحریف قرآن کا بھی قائم کیا ہے  
جیسا کہ علامہ مجلسی نے بخار کے انیسویں جلد میں اسکی تصریح کی ہے۔ السید علی بن احمد الکوئی مصنف کتاب  
درع المحدثۃ اجلۃ المفسرین والمفسرین اعلیٰ محمد بن سعید العیاشی (مصنف تفسیر عیاشی) الشیخ فرات بن  
ابراہیم الکوئی الشیخ محمد بن العیاس الماہر الشیخ المتکلمین متقدم النجاشی ابوہل اعلیٰ بن علی بن اسحاق  
بن ہل بن نوخت مصنف کتب کثیرہ۔ اسحاق الکاتب جنھوں نے امام ہدی کو دیکھا ہے خدا امام ممدوح کی  
مثل جلد آسان کرے۔ انیس الطائف جن کے معصوم ہونے کے اکثر یا بعض لوگ قائل ہیں یعنی ابو القاسم  
حسین ابن روح بن ابی جعفر نوختی جو شیعوں کے اور امام ہدی کے درمیان میں تیسرے سفیر تھے العالم الفاضل  
عظیم حاجب بن لیث بن سراج الشیخ اعلیٰ الشیخ الفضل بن شاذان الشیخ اعلیٰ محمد بن حسن  
شیبانی مصنف تفسیر صحیح البیان۔ الشیخ الشیخ احمد بن محمد بن خالد برفی مصنف کتاب الجاسن محقق طوسی  
نے تفسیر میں اور نجاشی نے اپنے اسماء الرجال میں انکی تصانیف میں کتاب التحریف کو شمار کیا ہے۔ الشیخ  
محمد بن خالد جو شیخ سابق الذکر کے والد تھے۔ الشیخ الشیخ علی بن حسن بن فضال جن سے کئی غلطی



علم حدیث میں ظاہر نہیں ہوئی محمد بن الحسن الصیرفی احمد بن محمد سیار الشیخ حسن بن سلیمان اعلیٰ تلمیذ الشہید  
الثقة کلّیل محمد بن عکس بن علی بن مروان ماسبار الباطل طاہر عبد الواحد بن عمر القمی محمد بن علی بن شہر آشوب  
شیخ احمد بن ابی طالب طبرسی جنہوں نے تحریف قرآن کے متعلق دس حدیثوں سے زیادہ روایت کی ہیں۔ اس  
کے بعد مصنف فصل الخطاب لکھتے ہیں وہو مذہب جہود المحدثین الذین عثروا علی کلماتہم لہی  
یہی مذہب جہود محمد بن کا جن کے کلمات سے ہم کو اطلاع ہوئی۔ مولیٰ محمد صالح۔ الفضل السید علی خان مولیٰ محمد  
مہدی ترانی الاستاذ الاکبر البہبہانی۔ محقق کاظمی شیخ ابوالحسن الشریف شیخ علی بن محمد المقابی سید جلیل  
علی طاووس۔ شیخ الاظم محمد بن محمد بن نعمان المفید  
یہ ایک مختصر فہرست اطلاع ناظرین کے لئے درج کی گئی تاکہ جناب حاضری صاحب دیگر علمائے شیعہ کی  
غلط بانی اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔

حقیقت یہی ہے کہ تمام محدثین اور بڑے بڑے اکابر مذہب شیعہ کے سب تحریف قرآن کے قائل ہیں  
نہ کوئی شیعہ تحریف قرآن کا منکر ہوا نہ ہو سکتا ہے، ان کے مذہب کی بنیاد ہی عداوت قرآن پر ہے۔  
شیعوں میں گنتی کے صرف چار آدمی ازراہ تفسیر تحریف قرآن کے منکر ہو گئے ہیں۔  
شریف تفسیر شیخ صدوق۔ ابو جعفر طوسی، شیخ ابو علی طبرسی، مصنف تفسیر مجمع البیان جب علمائے شیعہ  
کو سنیوں کے مقابلہ میں ضرورت پیش آتی ہے یا اپنے مسلمان ثابت کرنیکی ہوس خام پیدا ہوتی ہے تو  
انہیں چار میں سے کسی نہ کسی کا قول پیش کر دیتے ہیں اور بڑی صفائی سے کہہ دیتے ہیں کہ ہماری اوپر بالکل  
بے جا الزام ہے ہم تو تحریف قرآن کے قائل ہی نہیں ہیں چنانچہ حاضری صاحب نے بھی اپنے رسالہ  
موقف تحریف قرآن میں یہی کارروائی کی ہے ناواقف شخص بیشک اس کارروائی سے دھوکہ کھا جاتا ہے مگر جو  
لوگ مذہب شیعہ سے واقف ہیں ان کے سامنے یہ کارروائی نہیں چل سکتی اب بعونہ تعالیٰ ان چاروں اشخاص  
کے اقوال اہل ان کی حقیقت و اصلیت کا اظہار کیا جاتا ہے۔

واضح ہو کہ جب بانیان مذہب شیعہ عداوت قرآن کا حق ادا کر چکے اور راویان قرآن یعنی صحابہ کرام کو بھی  
بخیاں خود خوب جسبہ روح کر لیا تب بھی صبر نہ آیا اور تحریف قرآن کی دو ہزار سے زیادہ روایتیں حضرت  
علیؑ و امام باقرؑ کے نام سے تصنیف کر کے اپنی کتابوں میں درج کر دیں سمجھے تھے کہ اب دین اسلام مٹ چکا  
مسلمان قرآن مجید کی طرف سے ضرور شک میں پڑ جائیں گے مگر خدا کی قدرت نہ اسلام مٹا اور نہ قرآن مجید میں کسی



کوشک پیدا ہوا، مسلمان تو مسلمان غیر مسلموں نے بھی ان روایات تحریف کو گورنر شتر سے بدتر سمجھا اور ان کو بھی قرآن شریف کے محرف ہونیکا وہم نہ پیدا ہوا مثلاً سر ولیم میور جو صوبہ متحدہ کے لفٹننٹ گورنر تھے باوجود متعصب حیاتی ہونیکے اور باوجود اس کے کہ مسلمانوں کی طرف سے ان کی انجلیوں کو محرف کہا جاتا ہے تو بھی وہ قرآن کو محرف نہ کہہ سکے اور اپنی کتاب لائف آف محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں لکھ گئے ہیں۔ یہ بالکل یہ بالکل صحیح اور کامل قرآن ہے اور اس میں ایک حرف کی بھی تحریف نہیں ہوئی۔ ہم ایک بڑی مضبوط بنا پر دعویٰ کر سکتے ہیں کہ قرآن کی ہر آیت خالص اور غیر متغیر صورت میں ہے اور آخر کار ہم اپنی بحث کو وہ ہم صاحب کے فیصلہ پر ختم کرتے ہیں۔ وہ فیصلہ یہ ہے کہ ہمارے پاس جو قرآن ہے ہم کامل طور پر اس میں ہر لفظ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا سمجھتے ہیں جیسا کہ مسلمان اس کے ہر لفظ کو خدا کا لفظ خیال کرتے ہیں۔

بلکہ نتیجہ یہ ہوا کہ چار طرف سے نفرت و ملامت کی بوجھار ہونے لگی اور واقعی اس سے بڑھ کر نمک حرامی کیا ہوگی کہ جس دین کا نام لیتے تھے اسی کی طرح کاٹنا شروع کی اسلام کو کیا مٹاتے خود ہی اسلام سے خارج ہو گئے۔ خدا کے نور کو جو شخص بھائی کی کوشش کرتا ہے اس کو یہی جھل ملتا ہے۔

جراغے را کہ ایزد بر سر روز  
صبر انکو یف ز در شیش بسوزد

بالآخر شریف مرتضیٰ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ کسی طرح یہ کلنک کاٹیکہ مٹانا چاہئے لہذا جنوں نے تفتیہ کر کے تحریف قرآن کا انکار کر دیا مگر افسوس کہ انھوں نے ایک ایسے کام کا ارادہ کیا جس میں کامیابی محال تھی وہ اپنے قول کی کوئی دلیل مذہب شیعہ کے اصول کے مطابق نہ پیش کر سکے نہ اپنی تائید میں کوئی روایت ائمہ معصومین کی لاسکے نہ روایات تحریف کا کوئی جواب دے سکے بلکہ ان کا تحریف کی دھن میں وہ باتیں لکھ گئے جو ان کے مذہب کے لئے سم قاتل تھیں اور وہ ایسا کرنے پر مجبور تھے، قرآن پر ایمان کا دعویٰ بغیر مذہب شیعہ کی بیخ کنی کے ممکن ہی نہ تھا۔

تلاش و تتبع سے معلوم ہوا کہ گنتی کے چار شخص اکابر قدامت شیعہ میں ہیں جنھوں نے ازراہ تفتیہ قرآن شریف کی تحریف کا انکار کیا اور ہر قسم کی تحریف سے اس کو پاک بنالیا۔ اول شریف مرتضیٰ دوم شیخ صدوق سوم ابو جعفر طوسی چارم شیخ ابو علی طبرسی مصنف تفسیر مجمع البیان۔ ان چار کے سوا قدامت شیعہ



میں کسی نے ازراہ تفسیر صحیح تحریف قرآن کا انکار نہیں کیا۔ فیصل الخطاب صفحہ ۲۳ میں ہے الثانی عدم وقوع التغییر الفصان فیہ وان جمیع ما نقل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم الوجود بایہی الناس فیما بین الدفتین والیہ ذهب الصدوق فی عقائدہ والسید المرتضیٰ وشيخ الطائفة فی التبیان ولعیرف من المقدما موافق لہم یعنی دوسرا قول یہ ہے کہ قرآن میں تحریف اور کمی نہیں ہوئی اور یہ کہ جس قدر قرآن رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ پر نازل ہوا وہ لوگوں کے ہاتھوں میں اور دفتیوں کے بیچ میں موجود ہی اور اسی طرف گئے ہیں صدوق اپنے کتاب عقائد میں اور سید مرتضیٰ اور شیخ الطائفة (ابو جعفر طوسی) تبیان میں اور تقدس میں کوئی ان کا موافق معلوم نہیں ہوا۔ یہی اس کتاب کے صفحہ ۲۴ میں ہے والی طبقہ (ای المرتضیٰ المولع فی الخلاف صہیحا الامن ہذہ المسائل الاربعة یعنی شریف مرتضیٰ کے طبقہ تک سالہ تحریف قرآن کی صراحت مخالفت سوا ان چار بزرگواروں کے اور کسی سے معلوم نہیں ہوئی یہ چار بزرگواروں اشخاص اول تو ازراہ تفسیر صحیح تحریف کا انکار کر رہے ہیں ان کے انکار کو ازراہ تفسیر نبوی کی روشن دلیل تین ہیں اول یہ کہ وہ اپنی سند میں کوئی حدیث ائمہ معصومہ کی نہیں پیش کرتے نہ پیش کر سکتے تھے اور نہ ان زائد از دو ہزار احادیث ائمہ کا جواب دیتے ہیں لہذا معلوم ہوا کہ یہ انکا اصلی عقیدہ تھا دوم یہ کہ وہ قائلین تحریف کو کافر کیا معنی گمراہ بھی نہیں کہتے اگر واقعی ان چاروں کا اصلی عقیدہ یہی ہوتا جو وہ زبان سے کہہ رہے ہیں تو قرآن پر ایمان رکھنا ضروریات دین میں سمجھتے اور قابل تحریف کو ہماری طرح کافر کفر جانتے ہوتا یہ کہ یہ چاروں صاحبان قرآن شریف کے محفوظ ہونے کو صحابہ کرام کی مساعی جمیلہ اور ان کی حمیت دینی اور قوت ایمانی سے ثابت کرتے ہیں بھلا اگر انھوں نے تفسیر نہ کیا ہوتا تو صحابہ کرام کے ان اوصاف کا اقرار کرتے کیا اگر کوئی مرزائی کہے کہ میں مرزا غلام احمد کو نہ ہی مانتا ہوں نہ مجدد تو اس کا یہ قول صحیح سمجھا جاسکتا ہے یا کوئی خارجی کہے کہ میں حضرت علیؑ سے حسن ظن و محبت رکھتا ہوں تو اس کی بات قابل اعتبار ہو سکتی ہے ؟

بہر کیف خواہ ان چار اشخاص کا انکار ازراہ تفسیر ہو یا نہ ہو مگر جب کہ زائد از دو ہزار احادیث ائمہ معصومین کی ان کے قول کے خلاف ہیں اور ان کے موافق ایک ٹوٹی پھوٹی روایت بھی نہیں اور پھر اس پر طرہ یہ کہ اگر ان کی دلیل مان لی جائے تو مذہب شیعیہ فاسد ہوا جاتا ہے لہذا ان کا یہ انکار ہرگز ہرگز از روئے مذہب قابل اعتدائ نہیں ہو سکتا نہ اس کی بنا پر شیعوں کو منکر تحریف کہنا کسی طرح صحیح ہو سکتا ہے ایمان چاروں



شخصوں کے اقوال اور ان کے دلائل سنئے اور انصاف کیجئے۔  
تفسیر مجمع البیان کے متن خاص میں ہے۔

ومن ذلك الكلام في زيادة القرآن و  
نقصانه فانه لا يليق بالنفسير قوما الزيادة  
لمجمع على بطلانه واما النقصان فقد روي  
فيه جماعة من اصحابنا و قوم من حشوية  
العامّة ان في القرآن تغييرا و نقصانا  
والصحيح من مذهب اصحابنا خلافه هو  
الذي نصير المترضي احمد الله استوفى  
الكلام فيه غاية الاستيفاء في جواب  
المسائل المطالبات و ذكر في مواضع  
ان العلم بصحة نقل القرآن كالعالم  
بالبلد ان والحوادث الكبار والوقائع  
العظام والكتب المشهورة واشعار العرب  
المسطورة فان العناية اشددت و  
الدعوى قوتت على نقله وحماسته  
وبلغت حد المبلغ فيما ذكرناه لان  
القرآن معجزة النبوة وماخذ العلوم  
الشعرية والاجكام الدينية و علماء  
المسلمين قد بلغوا في حفظه وحمايته  
الغاية حتى عرفوا كل شئ يختلف فيه  
من اعوايه وقوائمه وحروفه فكيف  
يجوز ان يكون مغيرا او منقوصا مع القنا

اور منجملہ اسکے قرآن میں زیادتی اور کمی کی بحث ہو مگر یہ  
بحث تفسیر کی کتابوں میں ذکر کرنے کے لائق نہیں  
کیونکہ قرآن میں زیادتی نہ ہونے پر تو سب اجماع ہو  
رہی تھی تو اس کے متعلق پہلے اصحاب کی ایک جماعت نے  
ادرسویہ عامہ کی ایک قوم نے یہ روایت کی ہیکہ  
قرآن میں کچھ تغیر و تبدل اور کچھ کمی ہو گئی ہے مگر پہلے  
اصحاب کا صحیح مذہب کے خلاف ہو اور اسی کی تائید  
شریف مرتضیٰ نے کی ہو اور انھوں نے مسائل طرابلسیہ  
کے جواب میں اس کے متعلق پوری بحث کی ہے  
اور انھوں نے کئی مقام پر ذکر کیا ہے کہ قرآن  
کے صحت کی بات منقول ہونے کا علم ایسا قطعی ہے  
جیسا شہرہاں کے وجود اور طے پڑے حادثوں اور  
واقعات اور مشہور کتابوں اور عرب کے کلمہ ہر کو اشتہار  
کا علم کیونکہ قرآن کے نقل و حفاظت کے اسباب  
بہت تھے اور اس کثرت کیساتھ تھے کہ مذکورہ  
بالاجزوں میں نہ تھے کیونکہ قرآن معجزہ نبوت اور علوم  
شرعیہ و احکام دینیہ کا ماخذ ہے اور علماء مسلمین  
قرآن کی حفاظت میں اتنا تک پہنچ گئے ہیں  
ہیاں تک کہ قرآن کے جس جس مقام میں عربیہ  
قرأت اور حروف کا اختلاف ہو اس انھوں نے  
معلوم کر لیا ہے پس باوجود ایسی بھی توجہ و سخت حفاظت



الصاحقة والضبط الشديد وقال  
 ايضا قدس الله روحه ان العلم تفصيل  
 القرآن وابعاضه في صحته نقله كالعلم  
 بجملة خبري ذلك مجري ما علمه خبره  
 من الكتب المصنفة لكتاب سيبويه المزني  
 فان اهل العناية بهذا الشأن يعلمون  
 من تفصيلها ما يعلمون من جملة واهي  
 لو ان مدخلا ادخل في كتاب سيبويه بابا  
 في النحول ليس من الكتب يعرف وميت علم  
 انه ملحق وليس من اصل الكتاب كذلك  
 القول في كتاب المزني ومعلوم ان العناية  
 بنقل القرآن وضبطه اصدق من العناية  
 بضبط كتاب سيبويه ودواوين الشعراء  
 وذکر ايضا رضي الله عنه ان القرآن  
 كان على عهد رسول الله صلى الله عليه واله  
 مجموعا مؤلفا على ما هو عليه الان واستدل  
 على ذلك بان القرآن كان يدور في حفظ  
 جميعه في ذلك الزمان حتى عاين على  
 جماعة من الصحابة في حفظهم له وانه  
 كان يعرض على النبي صلى الله عليه واله  
 وتلى عليه وان من الصحابة مثل عبد الله  
 بن مسعود وابي بن كعب وغيرهما ختموا  
 القرآن على النبي صلى الله عليه واله عند ختمه

کے کیونکر ممکن ہے کہ قرآن میں تغیر و تبدل اور کسی شے کا  
 نیز شریف تفسیر نے کہا ہے کہ قرآن کی ہر ہر آیت اور  
 اس کے کلمات کے صحیح نقل ہونا علم بھی ویا ہی قطعی  
 ہے جیسا کہ اس کے مجموعہ کے صحیح نقل ہونا اور علم  
 اس وجہ میں ہے جس وجہ میں کتب مصنف کا علم ہو جیسے  
 سبویہ اور مزنی کی کتاب اس فن کے لوگ کے ہر ہر جملہ کو  
 اس طرح جانتے ہیں جس طرح اس کے مجموعہ کو یہاں تک اگر کوئی  
 شخص کتاب سبویہ میں ایک باب کا بڑھا دے جو  
 اصل کتاب میں نہ ہو تو یقیناً پہچان لیا جائے گا اور  
 امتیاز کر لیا جائے گا اور معلوم ہو جائیگا کہ وہ الحاقی ہے  
 اصل کتاب کے نہیں یہی حال کتاب مزنی کا بھی ہے  
 اور سب کو معلوم ہے کہ نقل و حفاظت قرآن کی طرف  
 توجہ نسبت کتاب سبویہ کے اور شعرا کے دیوانوں  
 میں بہت کامل تھی نیز شریف تفسیر نے لکھا ہے  
 کہ قرآن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے زمانہ میں  
 مجموعہ و مرتب تھا جیسا کہ وہ اب ہے اور اس کے  
 دلیل یہ بیان کی ہے کہ قرآن اس زمانہ میں پورا پڑھایا  
 جاتا تھا اور حفظ کرایا جاتا تھا یہاں تک کہ صحابہ کی  
 ایک جماعت حفظ قرآن میں نامزد کی گئی ہے اور قرآن  
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا جاتا تھا  
 اور آپ کو پڑھ کر سنایا جاتا تھا اور یقیناً صحابہ میں  
 مثل عبد اللہ بن مسعود و اُبی بن کعب کے بہتوں نے  
 نبی صلی اللہ علیہ وآلہ کو کسی کسی ختم قرآن سنائے تھے



وکل ذلک يدل بآدنی تامل علی انه کان  
مجموعاً من تبعات مبدوء ولا میثوق و ذکر  
ان من خالف فی ذلک من الامامیة و  
الحشویة لا یعتد بخلافه فان الخلاف  
فی ذلک مضاف الی قوم من اصحاب  
الحديث نقلوا اخباراً ضعیفة ظنوا صحتها  
لا یخرج بمثلها عن المعاویم المقطوع علی  
صحة (انتہی)

اور یہ سب باتیں ایک تھوڑے غور کیا تو بتا رہی ہیں  
کہ بیشک قرآن و مجموعہ مرتب تھا ٹکڑے ٹکڑے اور  
پر اگندہ نہ تھا اور شریف نہ کرنے یہ بھی لکھا ہیکہ جو  
لوگ امامیہ و حشویہ میں اس کے مخالف ہیں ان کا خلاف  
لان اعتبار نہیں کیونکہ اس مسالہ میں ایک جماعت  
محدثین نے اختلاف کیا ہے انھوں نے جبہ ضعیف باتیں  
نقل کر کے ان کو صحیح سمجھ لیا حالانکہ ایسی روایتوں  
کی بنا پر قطعی چیز نہیں چھوڑی جاسکتی۔

تفسیر مجمع البیان کی اسی عبارت کو جناب حاضری صاحب نے در بیان سے قطع دیرید کر کے نقل کیا ہے  
اور تا و انھوں کو فریب دیا ہے کہ شیعہ تحریف قرآن کے قائل نہیں۔

یہ لطیف بھی قابلِ تماشاء ہے کہ جناب حاضری صاحب کا دعویٰ یہ ہے کہ "شیعہ مسلمان قطعاً تحریف قرآن  
کے قائل نہیں" دیکھو رسالہ معظّم التحریف صفحہ ۵۶ مگر آگے چل کر صفحہ ۵۹ میں آپ قرار کرتے ہیں کہ اکثر  
اخباری شیعہ تحریف قرآن کے قائل ہیں اور اخباری کے معنی آپ اہل حدیث غیر مقلد بیان کرتے ہیں پھر  
انھیں قائلین تحریف میں اپنے شیخ الاسلام کلینی اور ان کے استاد ثقی اور طبری مصنف احتجاج کو بھی شمار  
کرتے ہیں یہ کھلا ہوا تناقض نہیں تو کیا ہے کوئی ان سے پوچھے کہ یہ بزرگوار جن کو آپ خود قائل تحریف  
ان رہے ہیں شیعہ تھے کہ نہیں اگر تھے اور یقیناً تھے تو آپ کا یہ کہنا کہ شیعہ قطعاً قائل تحریف نہیں  
خود آپ کے قول سے غلط ہو گیا ایسی متناقض ادب علمی کی باتیں اس رسالہ میں بہت ہیں۔

مجمع البیان کے علاوہ میں کتابوں کی عبارتیں حاضری صاحب نے اور نقل کی ہیں ان عبارتوں  
میں بھی انھیں منکرین تحریف کا قول ہے لیکن مجمع البیان میں بولے بسط و تفصیل کیا ہے مع دلائل  
ہے اور ان میں دلیل نہیں ہے لہذا ہم اپنی عبارت مجمع البیان پر اکتفا کر کے شریف مرتضیٰ کے دلائل  
کا حال اور ان کا نتیجہ ہوالہ قلم کرتے ہیں۔

۱۱ شریف مرتضیٰ قرآن میں زیادتی نہ ہونے پر اپنے فرقہ کا جامع بتا رہے ہیں یا یا صریح جھوٹ  
ہے کہ سوا شیعوں کے کسی مذہب کا عالم ایسے دروغ بے فروغ کی حرّات نہیں کر سکتا اسکا جھوٹ



ہونا روایات احتجاج وغیرہ کے علاوہ جو اوپر منقول ہوئیں خود حائری صاحب کی نقل کردہ عبارت قوانین الاصول سے نقل ہے وہ عبارت یہ ہے نفع اکثر الاخبارین انہ وقع فیہ التحریف والزیادۃ والنقصان وهو الظاہر من الکلبی وشیخہ علی بن ابراہیم القتی وشیخ احمد بن ابی طالب الطبری صاحب الاحتجاج یعنی اکثر محدثین سے منقول ہے کہ تہران میں تحریف ہوئی بیشی بھی ہوئی اور کمی بھی اور یہی ظاہر ہے کلبی اور ان کے استاد علی بن ابراہیم قتی سے اور شیخ احمد بن ابی طالب طبری مصنف احتجاج سے پس جب اکثر محدثین اور اتنے بڑے بڑے شیخ اکابر کو تہران میں بیشی کے جانے کا قائل آپ خود مان رہے ہیں تو شریف تفسی کا یہ کہنا کہ قرآن میں بیشی نہ ہونے پر شبہوں کا اجماع ہے جھوٹ برایا نہیں۔

(۲) شریف تفسی قرآن میں کمی کی روایتوں کا جو داپنے یہاں مان کر کہتے ہیں کہ ہمارا صحیح مذہب کے خلاف ہے یہ بھی غلط ہے صحیح ہونیکا کیا مطلب صحیح تو وہی قول ہو سکتا ہے جسکی تائید معصوم کی حدیث سے ہوتی نہ وہ قول جو زائد و ہزار احادیث معصوم کے خلاف ہو۔

(۳) شریف تفسی اپنی روایات تحریف کو لکھتے ہیں کہ ضعیف ہیں محدثین نے ان کو صحیح خیال کر کے ان کے موافق عقیدہ بنا لیا۔ یہ قول بھی کس قدر فریب ہے ان روایتوں کے ضعیف ہونیکا کوئی وجہ بیان کرنی چاہئے تھی یا قاعدہ راویوں پر جرح کرتے یا اور کوئی نقص سند میں بتاتے بغیر اس کے کسی روایت کو ضعیف کہہ دینا کسی کے نزدیک قابل قبول نہیں ہوتا اچھا یا فرض یہ روایتیں جو دوسرا سے زائد ہیں سب ضعیف ہیں تو شریف تفسی کوئی صحیح روایت ایسی پیش کر دیتے کہ فلاں امام معصوم نے فرمایا ہے کہ قرآن میں تحریف نہیں ہوئی صحیح نہ کہی کوئی ضعیف ہی روایت اس مضمون کی اپنی کتابوں میں دکھلا دیتے مگر یہ بات ان کے امکان میں نہ تھی۔

(۴) شریف تفسی کہتے ہیں کہ قرآن کی حفاظت کے سبب بہت تھو قرآن مجرہ بہت امداد خدا دین تھا صحابہ بڑے حافظ دین تھے قرآن کی حفاظت میں بے انتہا اور بے مشل کوشش کرتے تھے بہت صحابہ مثل عبد اللہ بن مسعود وغیرہ کے پورے قرآن کے حافظ تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی کمی ختم سنا چکے تھے اور آپ کے زمانہ میں لوگوں کو درس قرآن دیتے تھے صحابہ کے اس بے مشل اہتمام و کوشش کے سامنے قرآن میں تحریف ہونا محال ہے حضرت ابوبکرؓ نے خصوصاً حائری صاحب کمان سی ارشاد فرمایا کہ کیا واقعی



شیعوں کا عقیدہ صحابہ کرام کے متعلق یہی ہے جو شریف مرتضیٰ نے بیان کیا۔ کیا مذہب شیعوں کا صحابہ کرام کو ایسا ہی دیندار اور دین کا محافظ قرآن کا نگہبان مانتا ہے۔

یقیناً شریف مرتضیٰ کی یہ تقریر مذہب شیعوں کے بالکل خلاف ہے شیعہ مذہب تو صحابہ کرام کو محاذ اللہ دشمن دین کہتا ہے اور کہتا ہے کہ پورے قرآن کا حافظ سو ائمہ کے ذمہ کوئی تھا اور نہ ہو سکتا ہے اور کہتا ہے کہ صحابہ کرام ہرگز قرآن کے نگہبان نہ تھے اور کہتا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد قرآن کو محفوظ رکھنے کے اسباب زیادہ تھے نہ محفوظ رکھنے کے کیونکہ تمام صحابہ دشمن دین تھے اور صاحب قوت و شوکت تھے۔ یوں صرف چار یا پنج اور وہ ہر طرح سے عاجز اور کمزور بے دست و پا تھے۔

شریف مرتضیٰ کی یہ تقریر بالکل مذہب اہلسنت کے مطابق ہے صحابہ کرام کے یہ فضائل اہلسنت کا عقیدہ ہے نہ شیعوں کا۔ اس پر بھی خود علماء شیعہ نے بھی شریف موصوف کے قول کو رد کیا ہے عارضی صاحب کو لازم تھا کہ اس رد کو بھی نقل کرتے اور اس کا جواب دینے مگر یہ ایمان داری ان کی وضع کے خلاف تھی خیر اب میں اس کو لکھتا ہوں عارضی صاحب غور فرما کر ملاحظہ کریں۔

علامہ محمد بن حسن کا مثنوی تفسیر صافی میں شریف موصوف کے قول کو اس طرح رد کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ ایک کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ جس طرح قرآن کی حفاظت کے اسباب ایمان والوں کی طرف سے زیادہ تھے وہی طرح منافقوں کی طرف سے جنہوں نے وصیت رسول کو بدل دیا خلافت کو متغیر کر دیا قرآن کے محرف ہر جانیکے اسباب زیادہ تھے کیونکہ قرآن ان کی رائے کے خلاف تھا اور قرآن میں اگر تحریف ہوئی تو قبل اسکے کہ وہ شہروں میں پھیلے اور حالت موجودہ پر قرار پڑا اور سخت حفاظت کے بعد کہ ہوئی ہے پس اس سخت حفاظت اور تحریف قرآن پر بھی منافات نہیں بلکہ ایک کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ اصل قرآن میں تحریف نہیں ہوئی تحریف صرف

اقول لقائل ان يقول كما ان الدواعي كانت متوافرة على نقل القرآن حراسته من المؤمنين كذلك كانت متوافرة على تغييره من المنافقين المبدلين للوصية الغيرين للخلافة لتنضمه ما يصاد دائما والتغيير فيه ان وقع فاما وقع قسلا فتشادوا في البلدان واستقر امره على ما هو عليه الان والضبط الشديد انما كان بعد ذلك فلا تنافي بينهما بل لقائل ان ما تغير في نفسه وانما التغيير في كتابهم لا في تلفظهم به فانهم ما حرفوا الا عند



فمنهم من الاصل وبقی الاصل علی ما هو  
 علیہ عند العلماء لیس بحرف واما المحرف  
 ما اظهر وہ لا اتباعہ واما کونہ عجیب عانی  
 عہد النبی صلی اللہ علیہ والہ علی ما ہو علیہ  
 الان فلم یثبت وکیف کان جموعاً واما کان  
 ینان لجموعاً واما کان لا یتقر الا بتام عمرہ صلی  
 اللہ علیہ والہ واما درصہ وختہ فانما  
 کانوا یدرسون ویتخون ما کان عندهم

ان کے لکھنے اور تلفظ میں ہوئی کیونکہ انہوں نے  
 اصل سے نقل کرتے وقت تحریف کی اور اصل قرآن  
 اپنی حالت پر اپنے اہل یعنی علمائے قرآن (اہل  
 اہلبیت) کے پاس موجود ہو پس جو قرآن ان کے  
 پاس موجود ہو وہ محرف نہیں ہے محرف تو وہ ہے  
 جس کو بعض قرآن نے اپنے پیروؤں کے لئے  
 ظاہر کیا باقی رہا یہ کہ قرآن نبی صلی اللہ علیہ وآلہ کے  
 وقت میں جمع ہو چکا تھا جیسا کہ ابھی یہ بات  
 ثابت نہیں اور اس زمانہ میں کسی جمع ہو سکتا تھا  
 کیونکہ حضور انورؐ انازل ہوتا تھا اور اسکا اختتام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ کے عمر کے اختتام پر موقوف  
 ہوا رہا قرآن کا درس اور ختم تو جس قدر ان کے پاس تھا اسی کا درس ختم کرتے تھے نہ پورے کیا۔  
 لیجئے شریف مرتضیٰ کا قول رد ہو گیا جو دلائل انہوں نے پیش کئے تھے وہ مذہب شیعوہ کی رو سے  
 بالکل غلط ثابت ہوئے

علامہ خلیل قرطبی نے بھی صافی شرح کافی میں شریف مرتضیٰ کے اس قول کو رد کیا ہے اور

لکھا ہے کہ

اس بات کا دعویٰ کرنا کہ قرآن ہی ہے جو مصحف  
 مشہورہ میں ہو شکل ہی اور اس پر صواب اہل اسلام کی  
 اہتمام ہے جو انہوں نے حفاظت قرآن میں کیا  
 استدلال کرنا نہایت کمزور ہو بعد اس امر کے معلوم  
 کر لینے کے کہ ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ نے کیا کیا کام کئے

دعویٰ اینکه قرآن ہمیں است کہ در مصاحف  
 مشہورہ است خالی از اشکال نیت استدلال  
 بریں اہتمام اصحاب اہل اسلام بضبط قرآن  
 بنایت رکیک است بعد اطلاع بر عمل ابی بکرؓ  
 و عمرؓ و عثمانؓ

اور علامہ نوری طبرسی نے فصل الخطاب میں بہت بسط کے ساتھ منکرین تحریف کے قول کو رد کیا ہے  
 اور ان کے دلائل کو توڑا ہے خاص کر شیخ صدوق کی توہمت سی چوریاں پکڑی ہیں اور آخر میں صاف لکھ دیا  
 ہے کہ تحریف کے انکار میں جو دلیل پیش کی جاتی ہو وہ مذہب شیعوہ کے لئے سبب قائل ہو وہ لکھتے ہیں۔



قلت انه لشدة حرصه على اثبات  
مذهبه يتعلق بكل ما يحتل فيه تأييد لمذهبه  
ولا يلتفت الى لوازمه الفاسدة التي  
لا يمكنه الالتزام به فان ما ذكره من  
شبهة هي الشبهة التي ذكرها المخالفون  
بعينها واوردها على اصحابنا المابدين  
شوق النص الجلي على امامة مولانا علي  
عليه السلام واجابوا عنها بما لا يبقى معه  
ريب وقد جاء بعد طول المدة غفلة  
وتناسا عما هو مذکور في كتب الامامية  
غيره في ایک زمانہ دراز کے بعد پھر اس اعتراض کو زندہ کر دیا اور جو کچھ کتب امیہ میں لکھا ہے اس سے  
خفت یا فراموشی کی۔

واقعی علامہ نوری نے بالکل صحیح لکھا کہ اگر منکرین تحریف کی دلیل صحیح ہو اور صحابہ ایسے کامل ایماندار اور  
حافظ دین مان لئے جائیں کہ ان کی دینداری اور حفاظت دین کے بعد دوسرے پر قرآن میں تحریف کا ہونا محال ہو  
تو یہ خلافت کے معاملہ میں بھی اتنا پڑ گیا کہ اگر رسول نے حضرت علی کو خلیفہ بنایا ہوتا تو نا ممکن تھا کہ ایسے دیندار اور  
دین کے جانثار حکم رسول کے خلاف کسی دوسرے کو خلیفہ بتاتے علیٰ ہذا فدک اگر حضرت فاطمہ کا حق ہوتا  
تو جس یہ دین دار جماعت رسول کی بیٹی کی حق تلفی نہ کرتی غرض صحابہ کے تمام مظالم کے افسانے بے بنیاد  
سیاہیں گے خلاصہ یہ ہوا کہ سنی ہو جاؤ سنیوں کی طرح صحابہ کرام کی دینداری اور تقدس کا عقیدہ رکھو اور  
شیعوں کی تمام روایات کو زور و بہتان سمجھو تو قرآن پر ایمان ہو سکتا ہے ورنہ نہیں۔

مومن قرآن شدن با فضل و ن : این خیال است و محال است ہوں  
الحمد للہ کہ یہ بحث پوری ہو چکی اور قطعی طور پر ثابت ہو گیا کہ پہلی مذہب شیعوں کا یہی ہے کہ قرآن  
بشرحرف ہے کسی بیشی تغیر تبدیل الفاظ و حروف کا اور آیات و سورتوں کے کلمات کی ترتیب کا  
بہ ہونا غرض ہر قسم کی تحریف اس میں جو شدت تحریف کا انکار کرتا ہے وہ تقیہ کر رہا ہے۔ حائر حیرت



اگر شیعوں کی پیشانی سے اس داغ کو مٹا دیا جاتا ہے تو ہماری اس تحریر کا جواب لکھیں اور اپنا وعدہ پورا کریں اور جواب میں ان کو تین کام کرنا ضروری ہیں۔

اول یہ کہ زائد از دو ہزار روایات تحریف قرآن کی جو ان کی کتابوں میں ہیں جن کو محدثین شیعہ متواتر و مستفیض کہتے ہیں ان کے غیر معتبر ہونے کی کوئی ایسی معقول وجہ بیان کریں جو ان کے اصول حدیث کے مطابق ہو اور ان روایات کے غیر معتبر ہونے سے کوئی اثر ان کے فن حدیث پر خصوصاً روایات امامت پر نہ پڑنے پائے۔

دوم یہ کہ اپنی کتابوں سے کچھ معتبر حدیثیں ائمہ معصومین کی پیش کریں جن میں اس مضمون کی تصریح ہو کہ قرآن میں تحریف نہیں ہوئی اگر صحیح روایت نہ دستیاب ہو تو کوئی ضعیف ہی روایت دکھلا دیں سوم ایک فتویٰ تیار کریں کہ جو شخص تحریف قرآن کا قائل ہو وہ کافر ہے اور قطعاً دائرہ اسلام سے خارج ہے اور ان علماء کا بشیعہ کو جو تحریف قرآن کے قائل تھے جن میں اصحاب ائمہ و سفرائے امام غائب بھی ہیں کافر نہ سمجھی گمراہ تو لکھ دیں اور اس فتویٰ پر اپنی مہر کے شائع کر دیں اور اچھا ہو کہ دوسرے مجتہدین شیعہ مقیم لکھنؤ وغیرہ سے بھی اس فتویٰ پر تصدیقی تہریر کرا دیں۔

بخیران تین کاموں کے لئے مصنف یہ کہہ دیا کہ ہم تحریف کے قائل نہیں ہیں کسی طرح لائق سماعت نہیں ہو سکتا بلکہ بدیہیات کا انکار کرنا بے حیائی کی دلیل ہوگا۔

## بحث دوم

اس بیان میں کہ اہلسنت کے یہاں تحریف کی کوئی روایت نہ انکا کوئی متنفذ کبھی تحریف کا قائل ہوا

بحث سابق میں بیان ہو چکا کہ شیعوں کا ایمان قرآن شریف پر نہیں ہے نہ ہو سکتا ہوا اور اس کی تین زبردست وجہ بھی بیان ہو چکی ہیں پہلی دونوں وجہوں کا کوئی تعلق بحث تحریف سے نہیں ہے اگر کتب شیعہ میں کوئی روایت تحریف قرآن کی نہ ہوتی تو بھی یہ دونوں وجہیں تیار ہی ہیں کہ شیعوں کا ایمان قرآن شریف نہیں ہو سکتا ان دونوں وجہوں میں باہم فرق یہ کہ پہلی وجہ کے رو سے نہ صرف قرآن بلکہ دین کی ہر شے مذہب چرکی رو سے ناقابل اعتبار ہوگی قرآن و خلفائے ثلاثہ کا حق وادب و خواہ وہ کافر یا کافر نہ ہو ہر حالت میں پہلی وجہ کی رو سے



ناقابل اعتبار ہو گیا اور دوسری وجہ صرف تفسران کے ناقابل اعتبار ہونے پر دلالت کرتی ہے وہ بھی اس صورت میں جبکہ قرآن کا جامع خلفائے ثلاثہ کو کہا جائے جیسا کہ شیعوں کو مسلم ہے۔

ان وجوہ میں صرف تیسری وجہ کا تعلق بحث تحریف سے ہے۔

پہلی دونوں وجہوں کا کوئی جواب معقول یا نامعقول کسی شیعہ نے اب تک نہیں دیا اور نہ دے سکتا ہے اور دہر میں بڑے معرکہ کا مناظرہ ہوا اور یہ تینوں وجہیں پیش کی گئیں مگر شیعہ مناظر نے پہلی دونوں وجہوں کو ہاتھ تک نہ لگایا۔

صرف تیسری وجہ کے جواب میں مصنف نے یہ دو صنف استقصا کی کہ راز تقلید کر کے شیعہ کہ اٹھتے ہیں کہ صاحبو! روایات تحریف سنیوں کے یہاں بھی ہیں حائری صاحب مجتہد نجاب نے اتنی دلیری اور کی کہ روایات تحریف کا اپنے یہاں سے بالکل انکار کر کے صرف سنیوں پر افترا کیا اور اپنے کو آیہ کریمہ ومن یکسب خطیئۃ ادا ثمتا ثمریم بہ بریئاً فقد احملاً بہتانا واثماً صبیئاً کا مصداق بنایا۔

لہذا اب ہم بعونہ تعالیٰ اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ سنیوں کے یہاں ہرگز ہرگز کوئی روایت تحریف قرآن کی نہیں ہے اور نہ کوئی سنی کبھی قائل تحریف ہوا نہ ہو سکتا ہے نہ سب اہلسنت میں جو شخص تحریف قرآن کا قائل ہو وہ قطعاً کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

شیعوں کو اس موقع پر لازم یہ تھا کہ جس طرح ہم نے ان کی معتبر کتابوں سے تحریف قرآن کی روایتیں تین اقرار کے ساتھ نقل کر دیں اسی طرح وہ بھی ہماری معتبر کتابوں کی روایتیں پیش کر کے کہے علماء اقرار دکھائے کہ یہ روایات متواتر ہیں اور یہ کہ یہ روایات تحریف قرآن پر دلالت کرتی ہیں اور یہ کہ انھیں روایات کے مطابق سنی تحریف کے معتقد ہیں مگر کسی شیعہ مجتہد نے ایسا نہ کیا نہ کر سکتا ہے صرف روایت بغیر تینوں اقراءوں کے نقل کرتے ہیں اور اس روایت کا غلط مطلب اپنی طرف سے بیان کر کے کہہ دیتے ہیں کہ تحریف ثابت ہو گئی غلط مطلب بیان کرنے میں حارث صاحب اپنے علمائے سابقین سے بھی دو قدم آگے میں چاچا نوافلہ تعالیٰ عنقریب واضح ہوگا۔

## آغاز مقصد

کسی شیعہ کی اب تک جرات نہیں ہوئی کہ اہل سنت کو معتقد تحریف قرآن کا ہتھ بڑے بڑے



بے انصاف مکابروں نے اس بات کا استدرا کیا کہ اہل سنت کا ایمان قرآن شریف پر ایسا بچتہ ہے کہ جو شخص قرآن مجید کو محرف کہے اہلسنت اسکو کافر جانتے ہیں حتیٰ کہ شیعوں کے امام المناظرین مولوی حامد حسین نے استقصاء الافحام جلد اول کے صفحہ ۹ پر لکھتے ہیں۔  
 ” مصحف عثمانی کہ اہل سنت آنرا قرآن کامل اعتقاد کنند و معتقد نقصان آنرا ناقص الایمان بلکہ خارج از اسلام پسند دارند“

مگر معلی القاب مجتہد پنجاب نے اپنے سابقین سے بھی دو قدم آگے بڑھ کر سنیوں کو معتقد تحریف قرآن بیان کیلئے گواہ اپنے اس دعویٰ کے ثبوت میں ایک لفظ بھی پوری رسالہ میں نہیں لکھ سکے۔  
 مولوی حامد حسین وغیرہ صرف اس بات کے مدعی ہوئے تھے کہ سنیوں کی کتابوں میں تحریف قرآن کی روایت موجود ہے گو یہ بہت ان بھی کچھ کم نہ تھا مگر جاری صاحب اھیں کی کورانہ تقلید پر قناعت کرتے تو بھی غنیمت تھا۔

بہر کیف جن لوگوں نے یہ بہانہ اٹھایا تھا کہ سنیوں کے یہاں تحریف قرآن کی روایتیں موجود ہیں ان کو ہماری کتابوں سے عبارتوں کو نقل کرنے منقولہ عبارتوں کے ترجمہ کرنے مطلب بیان کرنے میں طرح طرح کی خیانتیں کرنی پڑیں مگر افسوس کہ یہ خیانت کرنے پر بھی انکا کام نہ بنا۔  
 اس موقع پر چند باتیں سب سے پہلے یاد رکھنے کی ہیں۔

۱۔ اہل سنت کی وہ روایتیں جنکو یہ دھوکہ دینے والے تحریف کی روایتیں کہتے ہیں وہ نسخ کی اور اختلاف قرات کی روایتیں ہیں جیسا کہ علمائے اہلسنت نے تصریح کی ہے ایک عالم نے بھی ان روایات کو تحریف کو نہیں سمجھا اور نہ سمجھ سکتا ہے اور لطف یہ کہ مناظرہ کے مقام پر علاحدہ الہی جگہ پر بیٹھ کر خود علمائے شیعہ نے اس امر کا اقرار کیا ہے کہ یہ روایت نسخ کی ہیں نہ تحریف کی چنانچہ

ماہ چنانچہ علامہ طبرسی شیعہ اپنی مشہور تفسیر مجمع البیان میں اس تفسیر سے جاری صاحب نے اپنے اسی رسالہ موغظ تحریف میں استدعا کیا ہے ذیل آیہ کریمہ ما نلکمنہ من آیتہ لکھتے ہیں والشیخ فی القرآن علی ضرب منہا ان یرفع حکم الایۃ وتلاؤ کما دوی عن الی بکونہ قال کنا لا توغیوا عن الایۃ فانہ کفر بکومنها ان یتثبت الایۃ فی الخط ویرفع حکم کقولہ وان فانکم شی من ادوا جکوا الی الکفار فوا قبوا فہذہ ثابتۃ اللفظ فی الخط ویرفعۃ الحکمومنها ما یرفع اللفظ ویتثبت الحکم کایۃ الزہم فقد قیل انہا کانت منزلۃ فوقع لفظہا وقد جلد اخبار کثیرۃ بان اشہار



عقربیم انشاء اللہ تعالیٰ ہر روایات کو نقل کر کے یہ بات انکھوں سے دکھا دیں گے بخلاف اسکے شیعوں  
کی روایات صراحتہ تحریف قرآن کو بیان کر رہی ہیں کہ سوا تحریف کے نسخ یا اختلاف قرات پر وہ کسی طرح  
محمول نہیں ہو سکتیں چنانچہ خود علمائے شیعہ نے بھی اسکا اقرار کیا ہے اور وہ اقرار اور نقل ہو چکا۔

حاشیہ صفحہ گزشتہ نہ کہ انت فی القرآن فلتسمی تلاوتھا فمنھا ما روی عن ابی موسیٰ انھو کا فوا یقیمون لوکان لابن آدم  
وادیب من مال لا ابتغی الیہما ثالثا ولا یملأ جوف ابن آدم الا التراب ویتوب اللہ علی من تاب  
شور رفع وعن المس ان السبعین من الاضداد الذین قتلوا بیثرمعونہ تنزل فیہم قرآن بلغوا عننا قوما اننا  
لقینا ربنا فرضی عنا وادمانا شرفا ذلك دفع (تو جمیع) نسخ قرآن میں کئی قسم کا ہوا از انجلیہ کہ آیت کا حکم اور اس کی تلاوت  
دونوں مندرج ہو جائیں چنانچہ ابوبکر سے منقول ہو کر وہ کہتے ہیں ہم لا تو عننا عن ابنا کفر فانه کفر بکفر چھارے تھے اور از انجلیہ کہ آیت کی  
لفظ و کتابت باقی رہ کر حکم منور ہو جائے جیسے اللہ تعالیٰ کا قول وان فاکفرو شیئ من اذوا حکمہ الی انکھا فافعلتہم ہے اس آیت کے  
کتابت میں قائم ہیں مگر حکم منور ہے اور از انجلیہ کہ آیت کی تلاوت منور ہو جائے مگر حکم باقی رہے ہے آیت ربم میں اس تحقیق بیان کیا  
گیا ہے کہ آیت ربم نازل ہوئی تھی تلاوت اس کی منور ہوئی اور تحقیق بہت سی روایتیں وارد ہوئی ہیں کہ کچھ آیتیں قرآن میں ایسی تھیں کہ  
جن کی تلاوت منور ہو گئی تھی ان کے ایک آیت دم جو ابوبکر سے منقول ہو کر لوگ لوکان لابن آدم وادیب من مال لا  
تبعی الیہما ثالثا ولا یملأ جوف ابن آدم الا التراب ویتوب اللہ علی من تاب کی تلاوت کرتے تھے پھر یہ منور ہو گیا  
احسن سے روایت ہے کہ نشر انصار جو یہ معجزہ میں شیعہ ہو گئے تھے ان کے حلق ایک قرآن یعنی کچھ آیتیں قرآن پوری کتاب کا نام بھی  
ہے اور نیا تلاوت کے اس کے اجرا کو بھی قرآن کہتے ہیں انمازل ہوا یعنی بلغوا عننا قوما اننا لقینا ربنا فرضی عنا وادمانا شرفا پھر یہ منور  
ہو گیا اس کے بعد صاحب صحیح البیان لکھتے ہیں کہ وہ ذکرنا حقیقۃ لسنہم هذا لحقیقین یعنی نسخ کی جو حقیقت تحقیق کے نزدیک تھی وہ ہم  
نے بیان کر دی معلوم ہوا کہ تمام تحقیق شیعہ بھی نسخ کی تین نہیں بیان کرتے ہیں اور جن روایات کو مولوی دلداری و مولوی حامد حسن وغیرہ  
ان کی تقلید کر کے جاری صاحب تحریف کی روایات بتاتے ہیں تحقیق شیعہ بھی انکو نسخ پر محمول کرتے ہیں نہ تحریف پر تحریف کی روایتیں وہ ہیں  
جو کہ شیعہ کے ساتھ مخصوص ہیں سوا شیعوں کے۔ بلکہ گویا اسلام سے کسی فرقہ کی کتابوں میں ان کا نام و نشان نہیں ملتا نہ  
سنا۔ ذرا ان لوگوں کی بغیر و دلیری تو دیکھیے۔ اپنے گھر کی تحقیقات کی بھی انکھیں بند کر کے کس طرح انھوں نے متفق علیہ روایات  
نسخ کو تحریف کی روایات کہہ دیا جاری صاحب اپنے اس رسالے میں سب روایتیں ذکر کی ہیں جیسا کہ آئندہ ہم دکھا دیں گے اور جہاں  
کس نے اپنے طرف سے اضافہ کیا ہے وہ اور بھی لطیف ہے۔ کما سیدی عجی انشاء اللہ تعالیٰ۔ حاشیہ نمبر ۱۱۰ کیونکہ روایات شیعوں  
صراحتہ یہ نمایاں ہیں کہ قرآن منافقوں نے جھج کیا منافقوں نے اس سے بہت کچھ نکال ڈالا اس کے کل جانے سے موجودہ آیتیں خطا و ربط  
ہو گئیں منافقوں نے اپنی کفر کی تائید میں قابل نفرت و خلاف فصاحت مضامین اس میں بڑھائے جو باتیں خدا نے قرآن میں تمہیں وہ قرآن میں  
دفع کر دی تھیں قرآن میں بڑھا دی منافقوں کے نام بدل دیئے۔ فقیر روکتا ہے کہ تحریف کے ہونے سے تمام آیتیں کھنکھائی گزرتی  
ہیں کئی جہتی نہ ہو گئی ہوتی تو انہی سے کائنات کسی پر خفیہ درہما ان تمام مضامین کی روایتیں بطور نمونہ کے کہتے شیعہ کی منہات گزشتہ میں نقل ہو چکی



اس اہلسنت کی یہ روایتیں اخبار احاد ہیں متواتر نہیں ہیں بلکہ ان روایات میں کثیر اکثر کے صحیح ہونے میں بھی کلام کی لہذا بغرض محال اگر یہ روایتیں تحریف پر دلالت بھی کریں تو اہلسنت کے نزدیک قابل اعتبار ہوتیں کیونکہ قرآن شریف متواتر ہے اور غیر متواتر شے متواتر کا مقابلہ نہیں کر سکتی اور نہ بنیاد اعتقاد بن سکتی ہے بخلاف اس کے شیعوں کی روایات تحریف متواتر ہیں ان کے متواتر ہونیکا اور اہل اہل اسلام ہونیکا علمائے شیعہ نے اقرار کیا ہے جیسا کہ اوپر منقول ہوا۔

(۱۳) اہل سنت کے یہاں تحریف قرآن کا نام ممکن و محال ہوا قرآن اور متواتر حدیثوں اور اجماع متواتر

حاشیہ صفحہ گذشتہ اور اختلاف قرات پر روایات شیعہ کے محمول نہ ہو سکنے کی وجہ تو اس کے علاوہ یہ بھی کہ جس طرح اہلسنت قائل ہیں کہ قرآن سات قراتوں کے ساتھ نازل ہوا شیعہ اس کے قائل نہیں ہیں موصول کافی مطبوعہ مکتبہ صفحہ ۶۰ میں امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے ان القرآن واحد من عند واحد ولكن الاختلاف يلجئ من قبل الوداعة يعني قرآن ایک ہی اور ایک ہی کے پاس ہی نازل ہوا ہے لیکن اختلاف راویوں کی طرف سے پیدا ہو گیا دین موصول کافی کے اسی صفحہ میں روایت ہے عن الفضیل بن یزید قال قلت لابي عبد الله عليه السلام ان الناس يقولون ان القرآن نزل على سبعة احرف فقال كذبوا اعداء الله ولكن نزل على حرف واحد من عند الواحد یعنی فضل بن یسار کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ قرآن سات قراتوں پر نازل ہوا ہے تو امام نے فرمایا کہ وہ دشمنان خدا جھوٹ بولتے ہیں بلکہ قرآن صرف ایک قرات پر نازل ہوا ہے اور ایک کے پاس سے نازل ہوا ہے ۱۲ حاشیہ صفحہ ۱۲۲ جہاں علامہ جلال الدین سیوطی نے اتفاق کی اسی نوع ۴ میں صفحہ ۲۶ ہجری دوم میں لکھا ہے تنبیہ حکم القاضی ابو بکر فی الانتصار عن قوم انکادھا ان الضرب لان الاخبار فیہ اخبار احاد ولا يجوز القطع علی انزال قرات و نسخها بانحاء واحاد الاجتهاد فيها اتجھما اگاہ کوئی ایک بات یہ کہ قاضی ابو بکر نے اپنی کتاب انتصار میں علما کی ایک جماعت سے فرمایا کہ تم غافل کا انکار کرنا کیوں نہ کر دیتے ہو اس بارہ میں خبر احادیث اور جہاں نہیں ہے یقین کرنا قرآن کی نازل ہونے پر منہج ہو چکا اخبار احاد کی بنیاد پر جو کسی طرح سند نہیں ہو سکتیں اور ان روایات میں کثیر اکثر کے صحیح ہونے میں کلام اسوجہ پر بھی ہے کہ سواد ایک روایت کے اکثر روایات کی پوری سند نہیں ملتی یا سند میں راوی جموں شیعہ کی اور متواتر قرآن شریف کے متعلق شیعوں کی روایت ہرگز مقبول نہیں ہو سکتی ۱۲ اسلئے قرآن شریف میں کئی آیتیں ہیں جن سے تحریف کا حال ہونا ثابت ہوتا ہے از بخدا ایک آیت یہ بھی ہے اما نحن نزلنا الذکر وانا لعلھا فظون یعنی تحقیق ہم نے نازل کیا ہے اس نصیحت کو اور تحقیق ہم اس کے حفاظت کرنے والے ہیں ہاں ہر ایک جہانے اس کی حفاظت کا وعدہ کیا تو اس کی قسم کہ قرآن شریف میں ہر قسم کی تبدیلی نہ ہو جائے ترتیب اس طرح کی آیتیں صاف صریح قرآن میں ہیں اور کچھ آیتیں وہ ہیں جو التزام قرآن شریف کے محفوظ ظہور حرف ہونے پر دلالت کرتی ہیں مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ختم نبوت کی آیت ظاہر ہو کر ختم نبوت ہو چکی اور قرآن شریف آخری کتاب ہے اگر وہ محفوظ ہو جائے تو تحت خدا بندوں پر کس طرح قائم ہوگی متواتر حدیثوں کا بھی ایک ذخیرہ جو قرآن شریف کے محفوظ ظہور حرف ہونے پر واضح دلالت کرتا ہے مثلاً آنحضرت کا یہ فرمان کہ قرآن کو اپنی منہج ہو سکتا حادث ہر کوئی نہیں کر سکتے اور شکا کہ قیامت تک ملازم رہنا قرآن کی نگہداشت اور آواز اٹھانے کی تلقین کی تفسیر میں اہلسنت



سے ثابت ہے لہذا بالفرض کفر منکر الیاری اگر کوئی روایت تحریف قرآن کی کتب اہلسنت میں  
مساذاً موجود بھی ہوتی تو قطعاً واجب الرد ہوتی بخلاف اسکے کہ شیعوں کے یہاں تحریف قرآن کا نامکمل  
موازنہ قرآن سے ثابت ہے نہ متواتر و غیر متواتر کسی قسم کی حدیث سے نہ ان کے اجماع سے بلکہ تحریف قرآن کا  
وقوع ان کے نزدیک قرآن اور متواتر و غیر متواتر احادیث سے اور ان کے اجماع سے ثابت ہے لہذا بالفرض اگر کوئی  
روایت عدم تحریف قرآن کی ان کے کتب میں موجود بھی ہوتی تو قطعاً واجب الرد ہوتی۔

(۴۱) اہلسنت کی جن روایتوں کو یہ فریب دینے والے تحریف کی روایتیں کہتے ہیں ان روایتوں میں رسول خدا  
صلی اللہ علیہ وسلم کا قول نہیں بیان کیا گیا اور اہلسنت کے مذہب میں سوا رسول کے اور کوئی معصوم نہیں  
لہذا یہ روایتیں بالفرض کفر منکر الیاری کے مقتضی تحریف قرآن پر دلالت بھی کرتی ہیں اور بالفرض متواتر بھی ہوتیں  
تو بھی لائق اعتبار نہ ہوتیں کیوں کہ غیر معصوم سے غلط فہمی سہو و لسیان و خطائے اجتہادی وغیرہ اجتہادی طرح  
کی ممکن ہے اس لئے غیر معصوم کا قول و فعل بالاتفاق حجت نہیں اس پر اعتقاد تو بڑی چیز ہے عمل کی بنیاد  
دیکھنا بھی حرام ہے بخلاف اس کے شیعوں کی روایات تحریف میں ائمہ معصومین کے اقوال ہیں جو ان کے زعم  
باطل میں مثل پیغمبر کے معصوم و واجب الاطاعت ہیں

(۵۱) اہلسنت تحریف قرآن کے معتقد نہیں ہیں بلکہ معتقد تحریف کو قطعی کافر جانتے ہیں لہذا بالفرض کفر منکر

خاصیہ صفحہ گزشتہ: لکھی ہیں دیکھئے دلائل عقیدہ اگر کسی کو مطلوب ہوں تو وہ سید البشر امام اہل بیت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اتہام کو دیکھ جو اپنے  
حافظ قرآن کے لئے کیا اس اتہام کو دیکھ ایک غیر مسلم بھی کہہ سکتا ہے کہ بیشک ایک ایسے صاحب الہی انسان کا دل مدبر اعظم کے اس فوق الفوق  
اتہام کے بعد قرآن کا حرف ہو جائے خدا تعالیٰ محال عادی ضروری قرآن شریف میں تحریف کے محال ہو سیکو انجم کے مناظرہ حصہ دوم میں جو اس اتہام کے خلاف  
ہوا تھا اسی پر اس کے پورے میں صفحوں میں ہم بیان کر چکے ہیں جس میں عقلی و نقلی ہر قسم کے دلائل اپنی فصاحت کے مطابق جمع کر دیے ہیں اور وہ بھی صحیح  
دکھلا دیا ہے کہ قرآن الیم کی جس قدر خدمات حق تعالیٰ کو مطلوب تھیں وہ سب شروع سے اس وقت تک اہلسنت و اہل بیت علیہم السلام سے اس اتہام کے خلاف  
کسی ایک غیر مسلم یا کفار کے ان خدمات میں شریک نہیں کیا سچ ہے یہ دخل من یشاؤنی رحمتہ جس کو اس بحث کے دیکھنے کا ارادہ  
ہو وہ مناظرہ حصہ دوم کو دیکھئے دایعہ اللہ فیہ تفعہ لا دام اولی الاشیاء و شفاء للاسقام والادواء صاحب ۱۳

خاصیہ صفحہ ذیل شیعوں کے نزدیک قرآن میں کوئی ایسی بات نہیں جس میں خدا نے قرآن کی حفاظت کا وعدہ کیا ہو ایہ اتہام کافران ہیں  
کہتے ہیں کہ ذکر سے رسول کی ذات مراد ہے اور انھیں کی حفاظت کا وعدہ کر کوئی کافر ان کو قتل نہ کر سکے چنانچہ ہماری صاحب بھی غلط  
تحریف قرآن میں یہ لکھ رہی ہیں دیکھو سارا ذکر صفحہ ۶۴۔ ۱۳۰ چنانچہ چند روایات کتب سیدہ سابقہ میں نقل کر چکے ہیں ان کے متواتر ہونے کی  
تحریف بھی ان کے علماء کی زبان سے بیان ہو چکی ہے اور زیادہ دیکھنا ہو تو کتاب احتجاج طبرسی صفحہ ۱۱۹ سے ۱۲۲ تک دیکھو ۱۲



المحالات ہزاروں روایتیں بھی تحریف کی ہوتیں تو یہ نہ کہا جاتا کہ ان کے مذہب کی رو سے قرآن محرف ہے  
بغلاف اس کے شیعہ تحریف قرآن کے معتقد ہیں، معتقدین تحریف کو کافر کہنا کجا ان کو اپنا پیشوا مانتے ہیں لہذا یہ کہنا  
درست ہو کہ ان کے مذہب کی رو سے قرآن محرف ہو۔

ان پانچ باتوں کے سمجھ لینے کے بعد جو نہایت پختہ اور اصولی باتیں ہیں کوئی بیوقوف بھی کسی کے  
ذریعہ میں نہیں آسکتا اور اچھی طرح معلوم کر سکتا ہے کہ بحث تحریف میں شیعوں کو معارضہ بالمثل کی ہوس  
کا ذلت و رسوائی کے اور کچھ نتیجہ نہیں دے سکتی۔ پتہ چلے گا۔

(لال آور و آرزوئے محال)

## حاضرِ صاحب کی پیش کردہ روایات کی حقیقت

اب ہم حاضرِ صاحب کی پیش کردہ روایات کی حقیقت اور حاضری صاحب کے استدلال کی لطافت اور  
ان کے علم و دیانت کی حالت ظاہر کرتے ہیں اور اس حقیقت کو چند نمبروں پر تقسیم کرتے ہیں۔

**نمبر اول** حاضری صاحب کو معلوم تھا کہ اہل سنت کی جو روایتیں میں تحریف کی روایات کہہ کر پیش کرنا  
ہوں وہ نسخ کی ہیں لہذا آپ نے اپنے دام افتادوں اور جالوں کو مغالطہ دینے کے لئے نسخ کے معنی  
اپنی طرف سے گڑھ کر یہ بیان کر دے کہ ”تنسیخ کے معنی ہیں دو حکم سے پہلے کا حکم زائل اور باطل  
ہونا“ انتہی بلفظ رسالہ تحریف صفحہ ۱۵۔ دوسرا زبردست مغالطہ آپ نے یہ دیا کہ صفحہ ۵ میں یہ لکھ کر کہ

نسخ کے لئے اہل سنت کے یہاں سات شرطیں ہیں پھر سات شرطیں نواب صدیق حسن خان صاحب  
مرحوم کی کتاب افادۃ الشیوخ سے نقل کر کے صفحہ ۱۶ میں لکھتے ہیں۔ پس یاد رکھنا چاہئے کہ اہل سنت

کے یہاں ان سات شرطوں کے ساتھ کسی آیت میں نسخ وارد ہو سکتا ہے ان کے سوا بنا بر روایات اہل سنت  
اگر کسی آیت میں لفظی معنوی یا اعرابی تغیر ہوا ہو تو وہ تنسیخ نہیں بلکہ یقیناً تحریف ہے بعض سنیوں نے جان  
چھوڑانے کے لئے یہ رویہ اختیار کر رکھا ہے کہ ان کی مذہبی کتابوں سے جب انھیں تحریف ہونا دکھایا جاتا

ہے تو وہ جھٹ کہہ دیا کرتے ہیں کہ تحریف نہیں تنسیخ ہے اس لئے اسی وقت فوراً اس سے یہ مطالبہ کیا جانا  
چاہئے کہ وہ اپنی ان سات مسلمہ شرطوں کے ساتھ تنسیخ کو ثابت کر دی ورنہ ان کی ان سات مسلمہ شرطوں کے  
خلاف تحریف کو تنسیخ کہہ کر ٹال دینی کا ان کو کوئی حق حاصل نہیں ہو سکتا اور ایسی صورت میں جبکہ مسلمہ سات شرطوں کے



مطابق تنسخ ثبات نہ کر سکے گا تو لازماً اس کو تحریف کا قائل ہونا پڑے گا تفسیر اتقان مطبوعہ احمدی نوع ۴، صفحہ ۲۱۵ مطبوعہ میں علامہ امام سیوطی نے تنسخ کے متعلق ابن حصار کا قول بڑی وضاحت سے لکھا ہے ان مایوجہ الی نقل صریح عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او عن صحابی یقول ایۃ انتہی بلفظ یعنی اس کے ساتھ کہ تنسخ قبول کرنے کے لئے رجوع کیا جائیگا ایسی صریح حدیث کی طرف جو پیغمبر صلعم سے منقول یا ثقہ صحابی سے جس پر نسخ آیت موجود ہوا انتہی بلفظ۔

اے اہل انصاف دیکھو یہ شیعوں کے قبلہ و کعبہ اور محترمہ پنجاب ہیں جو ایسی معمولی معمولی باتوں میں ایسے زبردست مناظرے مخلوق خدا کو دیتے ہیں اور اس پر القاب یہ کہ سرکار شریعت مدار ہیں سلطان المحدثین ہیں صدر المفسرین ہیں۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

اجہاب دونوں مخالطوں کی حقیقت سنئے مفسرین نے نسخ کی تین قسمیں بیان کی ہیں۔ اول نسخ تلاوت فقط دوم نسخ حکم فقط سوم نسخ تلاوت و حکم معا چونکہ اتقان مطبوعہ مصر جز دوم صفحہ ۲۳ میں ہے النسخ فی القرآن علی ثلاثۃ اضراب احدهما ما نسخہ تلاوتہ وحکمہ یعنی نسخ قرآن شریف میں تین قسم کا ہوا ہے ایک وہ کہ تلاوت و حکم دونوں نسخ ہوں پھر آگے چل کر لکھتے ہیں۔ الضرب الثانی ما نسخہ حکمہ دون تلاوتہ وهذا الضرب هو الذی فیہ الکتب المولودۃ دوسری قسم نسخ کی یہ ہے کہ صرف حکم نسخ ہوا ہوا تلاوت نسخ نہیں ہوئی اور یہی وہ قسم ہے جس میں بہت سی کتابیں لکھی گئیں پھر اسی قسم خاص کے متعلق ابن حصار کا وہ قول نقل کیا ہے جسکو حائری صاحب نے مطلق نسخ کے متعلق ظاہر کیا اور اسی قسم خاص کے متعلق وہ سات شرائط بھی ہیں جو حائری صاحب نے افادۃ الشیوخ سے نقل کی ہیں پھر اس کے بعد اتقان میں ہے الضرب الثالث ما نسخہ تلاوتہ دون حکمہ یعنی تیسری قسم نسخ کی یہ ہے کہ صرف تلاوت نسخ ہوئی حکم نسخ نہ ہوا اور دوسرے مفسرین نے مثل صاحب معالم التنزیل تفسیر کبیر وغیرہ کے یہی نسخ کی تین قسمیں بیان کی ہیں اور لطف یہ ہے کہ علمائے شیعہ نے بھی نسخ کی ان تین قسموں کو قبول کر لیا ہے۔

پس جب نسخ کی تین قسمیں ہیں تو حائری صاحب کا نسخ کو صرف ایک قسم میں منحصر کر دینا اور نسخ کی تعریف میں حکم کی قید لگانا اور کہنا کہ ”تنسخ کے معنی ہیں دوسرے حکم سے پہلے حکم کا زائل اور باطل ہونا“ کبسا زبردست مناظرے یہ تعریف اگر ہو سکتی ہے تو نسخ کی قسم دوم یعنی نسخ حکم کی یہ مطلق نسخ کی نیز حجت معلوم



ہو چکا کہ حاضری صاحب نے جس قدر شرائط نسخ کے افادہ لشیوخ یا اتقان سے نقل کئے ہیں وہ نسخ کی ایک خاص قسم یعنی قسم دوم سے تعلق رکھتی ہیں تو حاضری صاحب کا یہ کہنا کہ بغیر ان شرائط کے نسخ کا ثبوت ہو ہی نہیں سکتا اور جب نسخ نہ ثابت ہوا تو تحریف ماننا پڑے گی کیسا اھلا ہوا فریب ہے (اعاذنا اللہ منہ) اسی حضرت ابنی کی ایک قسم خاص ثابت نہ ہوئی تو دوسری قسم یعنی نسخ تلاوت تو ثابت ہو گئی۔

حاضری صاحب کی مذکورہ بالا عبارت کو دیکھ کر ہر شخص نے سمجھ لیا ہو گا کہ حاضری صاحب جن روایات اہل سنت کو تحریف قرآن کی روایت کہہ کر پیش کریں گے نہ ان میں تحریف کا ذکر ہے نہ علمائے اہل سنت ان روایات کو تحریف کا مضمون سمجھتے ہیں بلکہ حاضری صاحب ان روایات سے اس طرح کھینچ تان کر تحریف ثابت کریں گے کہ وہ روایات نسخ پر محمول نہیں ہو سکتیں لہذا تحریف کا قائل ہونا پڑے گا۔ اگر نسخ پر محمول نہ ہو سکے گی یہ وجہ آپ نے تراشی کہ نسخ کی صرف ایک قسم ہے یعنی نسخ حکم اور اس کے لئے سات شرطیں ہیں وہ شرطیں ان روایات میں نہیں پائی جاتیں۔

پس جب کہ ہم حاضری صاحب کی اس خود تراشیدہ وجہ کا فریب خالص ہونا ظاہر کر چکے اور نکھلا چکے کہ یہ خود تراشیدہ خود مذہب شیعہ کے بھی خلاف ہے علمائے شیعہ نے بھی نسخ کی تین تین قسمیں بیان کی ہیں تو اب کوئی حاجت حاضری صاحب کی پیش کردہ روایات سے بحث کرنے کی باقی نہ رہی مگر چونکہ ہم کو حاضری صاحب کی علمیت اور دیانت کا نمونہ کچھ اور بھی دکھانا ہے اسلئے ان روایات سے آئندہ بحث کی جائے گی۔

حاضری صاحب کی مذکورہ بالا عبارت میں ابھی بہت سے لطائف باقی ہیں لہذا ان کو بھی مختصراً ملاحظہ کیجئے کیونکہ یہی عبارت آپ کے تمام استدلالات کی سنگ بنیاد ہے۔ قولہ اہل سنت کہ یہاں ان سات شرطوں کے ساتھ نسخ بالکل غلط اور محض فریب یہ شرائط صرف نسخ حکم کی ہیں نہ نسخ تلاوت کی اور وہ روایتیں جو آپ پیش کریں گے نسخ تلاوت سے تعلق رکھتی ہیں نہ نسخ حکم سے لہذا ان میں ان شرائط کی ضرورت نہیں۔

قولہ بعض سنیوں نے جان چھڑانے کے لئے انہی آپ کی علم سے بے خبری یا دیدہ و دانستہ دروغ بانی ہے سنیوں نے جان چھڑانے کے لئے ان روایات کو نسخ پر محمول نہیں کیا۔ بلکہ آپ اور آپ کے اکابر اپنی جان چھڑانے کے لئے ان روایات سے کھینچ تان کر تحریف ثابت کرنا چاہتے ہیں مگر سونا کامی کے آپ



لوگوں کے حصہ میں کچھ نہیں آتا تحریف کا استنباط ان روایات سے کسی طرح ہو نہیں سکتا نہ کسی شیعہ نے ان روایات کو تحریف کے ثبوت میں پیش کیا تھا بلکہ علمائے شیعہ بھی ان روایات کو نسخ پر محمول کرتے چلے آتے تھے یہ بے حیائی اور بے انصافی تو اب چند روز سے شروع ہوئی ہے غالباً مولوی دلدار علی و مرزا محمد کا شمیری پہلے شخص ہیں جنہوں نے تحفۂ اثنا عشریہ کے جواب میں بہت ہو کر یہ یا لگ بے لگام اٹھائی کہ سنہوں کی روایات سے بھی تحریف قرآن ثابت ہو لہذا امام محمد بن رازی صاحب تفسیر کبیر امام بغوی صاحب معالم التنزیل ابو عبد اللہ حاکم مصنف مستدرک حافط الحدیث علامہ ابن عبد البر مصنف تمہید علامہ سیوطی مصنف اتقان وغیرہ وغیرہ جو اپنی کتب نامبرہ وغیرہ میں ان روایات کو نسخ پر محمول ہونا بیان کر گئے اس کو جان چھڑانا کس طرح کہا جاسکتا ہے جب کہ اس بہتان کے ایجاد کرنے والے مولوی دلدار علی وغیرہ ان علمائے کرام کے صدیوں بعد پیدا ہوئے۔

قولہ جھٹ کھدیا کرتے ہیں کہ یہ تحریف نہیں تیخ ہے ایخ جھٹ کھدیا نہ جنی اصلی اور حقیقی بات یہی ہے کہ اہل سنت کی کسی روایت میں تحریف قرآن کا نام و نشان نہیں ہے نسخ کا البتہ ذکر ہے چنانچہ غفریریم روایات اہل سنت منقولہ حاکمی صاحب کے لفظ سے دکھادیئے کہ ان روایات سے تحریف کا مضمون چھینچ تان کر بھی کوئی شخص نہیں نکال سکتا۔

تمام دنیا کے شیعہ مجتہدین ل کہ ایک بھی روایت تحریف قرآن کی اہلسنت کی کسی معتبر کتاب میں دکھلا دیں تو میں ان کو جو اخام مانگیں مینے کے لئے تیار ہوں۔

قولہ اسی وقت فوراً اس سے یہ مطالبہ کیا جانا چاہئے کہ وہ اپنی ان مسلمہ سات شرطوں انہ کوئی ایسا ہی جاہل بے عقل ہوگا جو نسخ حکم کی شرائط کا مطالبہ نسخ تلاوت کے مدعی سے کرے گا۔

قولہ لازماً اس کو تحریف قرآن کا قائل ہونا پڑے گا انہ جناب نری صاحب ملاں آورد آزدے محال۔ اہل سنت کے کسی جاہل سے جاہل کو بھی تحریف قرآن کا قائل بنالینا ابلیس کی طاعت سے بھی باہر ہے۔ قرآن شریف کی حقانیت و محفوظیت کا عقیدہ ہمارے دلوں میں اور دلوں کے



دک ورنہ میں اب اس راہ پر گریا ہے کہ انشاء اللہ نکل نہیں سکتا۔

قولہ یا ثقہ صحابی سے منقول ہوا ان خطب حائری صاحب سے فوراً یہ مطالبہ کیا جانا چاہئے کہ آپ نے ثقہ کی قید صحابی کے ساتھ اپنی طرف سے کیوں لگائی۔ علامہ سیوطی کی عبارت حسن کا آپ ترجمہ کر رہے ہیں اس میں تو کوئی لفظ نہیں جس کا ترجمہ ثقہ ہو اور لطف یہ کہ اہل عبارت بھی آپ نے نقل کر دی ہے۔ درحقیقت یہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ یہ دلائل درست و زورے کہ کف چسراغ وارد ایک سنی کی عبارت کے ترجمہ میں صحابی میں ثقہ غیر ثقہ کی تحقیق پیدا کرنا یقیناً سخت خیانت ہے لیکن اس قسم کی خیانتیں ترجمہ میں بیان مطلب میں کتابوں کے حوالہ میں آپ کے اس حالہ میں بکثرت ہیں کیوں نہ ہو آخر آپ مجتہد بھی ہیں۔

**کلمہ دوم نسخ کے معنی اور اس کے شرائط اپنی طرف سے تصنیف کر چکنے کے بعد درمیان میں کچھ اور فضولیات زیب رقم فرما کر خطب حائری صاحب بحث حریف کو شروع کرتے ہیں اور فرماتے ہیں۔**

اہل سنت کا تہران ناقص ہے۔ فرمایا صاحبان اہل سنت جماعت نے عام طور پر یہ مشہور کر رکھا ہے کہ شیعوں کا تہران ناقص ہے یہ محض غلط بہتان اور افتراء ہے صرف دھوکا دینے کی غرض سے یہ لوگ ایسا کہہ دیا کرتے ہیں۔ سنو! شیعوں کا یہی قرآن کامل ہے جس کا ثبوت مسکروں سے ابھی ابھی میں اپنے اس دعویٰ کا مدلل ثبوت آپ کے سامنے پیش کروں گا مگر عطاے ثناء بلقاء کے شکر کے اقتضا سے پہلے ان کا اعتراض انھیں کی مسد کتب سے انھیں پر پیش کرنا ہوں تاکہ گویہ جوٹ اور محققین میں تعلیم یافتہ طبقہ ابھی طرح سمجھ جائے کہ ایسے لوگوں کو دوسروں پر اعتراض کرنے کا سبب اور کیا ہو سکتا ہے سوا اس کے کہ تعصب کی چینک آنکھوں پر لگی ہوئی ہے جس سے دور کا تھکا تو آبائی نظر آجاتا ہے لیکن قریب کا شہتیر بھی نہیں دکھائی دیتا اپنی مذہبی روایات کو ادا وقف ہو کر خواہ مخواہ دوسروں کو جھڑپھاڑ کو طعن کرنے کا یہ نتیجہ ہوا کرتا ہے کہ طاعن کے مذہب کا بخیر ادھر تک تمام پرزے سامنے رکھ دیے جاتے ہیں جس پر وہ طاعن حسرت

لے ان فضولیات کا جواب ابھی انشاء اللہ ائمہ دیا جائیگا ۱۲



افسوس کے ساتھ ملتا رہتا ہے۔

تفسیر اتقان مطبوعہ مطبع احمدی صفحہ ۳۶ سطر ۹ میں امام جلال الدین سیوطی نے لکھا ہے قال ابو عبدہ قد حدثنا اسمعيل بن ابراهيم عن ايوب عن نافع عن ابن عمر قال لا يقولن احدكم قد اخذت القرآن كله وما يدريه ما كله قد ذهب منه قران كثر انتهى بلفظ یعنی ابن عمر سے مروی ایک تم میں سے کوئی شخص بھی یہ نہیں دعویٰ کر سکتا کہ اس نے پورا اور مکمل قرآن تمسک کیا ہے اور اسکو کیوں کر معلوم ہو سکتا ہے کہ مکمل اور پورا قرآن کیا ہے کیونکہ اس قرآن کا بہت سا حصہ اس میں سے نکل گیا ہے۔ فرمایا کیوں صاحب فرمائیے اب کس کا قرآن ناقص ہوا شیعوں کا یا اسیوں کا خلیفہ زادہ حضرت ابن عمر سنی تھا یا شیعہ اس نے تو بیاگنگ دل پر کھول کر کہہ دیا ہے کہ ایک نفر بھی تم میں سے اس امر کا دعویٰ نہیں کر سکتا کہ اس نے پورے اور مکمل قرآن کا تمسک کیا کیونکہ سنیوں کے خلیفہ زادہ کے قول سے تو یہ قرآن ناقص ہے پھر ناقص قرآن کا ماننے اور تمسک کرنا بالاسنیوں کا گروہ کالی قرآن کے ماننے والے شیعوں پر ظمن کرنا کیا حق رکھتا ہو۔

جناب حائری صاحب کی پوری عبارت بلفظ ختم ہو گئی اب بصواب ملاحظہ ہو۔

## اجواب بعون الملک الوہاب

میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ جناب حائری صاحب نے جو کچھ اس رسالہ میں لکھا ہے ایک چیز بھی ان کی قوت علمی یا تنقیح کا نتیجہ نہیں سوا چند لطائف کے جو ان کے مجتہد اور سرکار شریعت مدار ہونے کی سند ہیں چنانچہ یہ روایت مرزا محمد صاحب کشمیری زمہ میں اور مولوی دلدار علی صاحب مجتہد اعظم شیعہ صوامر میں پیش کر چکے تھے اور اس کا جواب باصواب مولانا سیف الدین بن اسد انڈسٹانی تنبیہ السقیم میں جیسا کہ چاہئے دے چکے تھے پھر شیعوں کے امام عالی مقام مولوی حامد حسین نے اسی روایت کو استقصاء الافحاش میں پیش کیا جس کا زلزلہ انگن جواب اس حقیر نے آج ہی انیس

لے اس ترجمہ میں کئی غلطیاں ہیں چنانچہ ہم نے ان پر نشان زد کیا ہے۔ ہمارے جواب میں اس کی توضیح ہو گئی ۱۲  
۱۳۳۱ھ میں لکھی گئی اور اس سے انیس سال قبل ۱۳۱۲ھ میں لکھی گئی تھی۔



سال پہلے الختم مورخہ ۷ صفر ۱۳۲۳ء میں دیا تھا جس کے رد کرنے کی اس وقت تک کسی ضعیفہ کو ہمت نہیں ہوئی اسی روایت کو پھر پیش کر رہے اور ان جوابات کا نام تک نہیں لیتے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے آپ کی تازہ تباہہ نو بنو تحقیقات ہے۔ سبحان اللہ لہذا میں اس وقت بجائے اس کے کہ نئی عبارت میں جواب دوں اپنے اسی پرانے انیس برس کے چھپے ہوئے جواب کو مع عبارت استقصاء الافحام کے نقل کئے دیتا ہوں۔ اس سے یہ بات بھی معلوم ہو جائیگی کہ جناب حاضری صاحب استقصا کی خوشتر جہنی بھی نہ کر سکے۔

نقل عبارت الختم مورخہ ۲۸ محرم ۱۳۲۳ء

جناب مولانا موصوف یعنی مولوی حامد حسین (استقصاء الافحام کے) مبحث تحریف کے آغاز میں منسبتے ہیں۔

بعض روایات ناقتہ بر وقوع نقصان و حذف اسقاط و تبدیلی و تحریف و ستر آن دریں جا نقل نموده می شود نمنا مانی الدر المنثور للسیوطی آخر ج ابو عبیدہ و ابن الضریس و ابن الانباری فی المصاحف عن ابن عمر قال لا یقولن احدکم قد اخذت القرآن کذا یا ذریۃ کذا قد ذهب من القرآن کثیر و لکن یقول قد اخذت ما ظننت انہی تحیر است کہ جناب ابن عمر قائل وقوع نقصان و ستر آن باشند و مردم را از راه شفقت و نصیحت اذاعاے باطل اخذ تمام ستر آن منع نمایند و تصریح فرمایند کہ بسیاری از قرآن دستخوش نقصان گردیدہ و کسے زبان ایشان یگر و دست رد بر سینه ایشان

بعض وہ روایتیں جو قرآن میں نقصان اور حذف و اسقاط و تبدیلی و تحریف کے واقع ہو جانے پر نص صریح ہیں اس جگہ لکھی جاتی ہیں منجملہ ان روایتوں کے ایک وہ روایت ہے جو سیوطی کے درمنثور میں ہے کہ ابو عبیدہ اور ابن ضریس اور ابن انباری نے مصاحف میں حضرت ابن عمر سے روایت کی ہے کہ انھوں نے فرمایا کوئی شخص تم میں سے یہ نہ کہو کہ میں نے پورا قرآن یاد کر لیا ہے وہ نہیں جانتا کہ کل قرآن کس قدر تھا بہت سا قرآن جاتا رہا ہے بلکہ یہ کہو کہ جس قدر قرآن موجود ہے اُسے میں نے یاد کیا یا انتہی۔ حیرت ہو کہ جناب ابن عمر قرآن میں کمی کے قائل ہوں اور لوگوں کو ازراہ شفقت و نصیحت بدرد قرآن کی حفظ کر لینے کے جھوٹے دعویٰ سے منع کریں اور



نگزار دو اگر بے چارہ شیعی بمقتضائے احادیث  
 کثیرہ اہل بیت طاہرین مصرعہ بوقوع نقصان در  
 قرآن حرف تحریف و نقصان بر زبان اُردہ  
 سهام و طعن و ملام و مایہ استہزاد تشنیع  
 گردد ان هذا الشئ عجاب فاعتبروا  
 یا اولی الا لباب واما تاویل افادہ  
 ابن عمر باین کہ غرض جنابش از فقرہ قد  
 ذہب منہ قرآن کثیر این ست کہ اچھے منسوخ  
 التلاوة بودہ از ان رفتہ ست از ضحکہ بیش نیست  
 زیرا کہ ہر قدر کہ منسوخ التلاوة شد از حقیقت  
 قرآن و ماہیت آن خارج گردیدہ آنرا قرآن  
 دانستن معنائے ندارد بلکہ کتابت آن ہم در قرآن جائز  
 نیست و بنا بر این ادعائے اخذ تمام قرآن  
 صحیح باشد و منع از ان ممنوع و قطعاً غیر جائز  
 پس گویں تاویل دافع ثبوت نقصان  
 قرآن باشد لیکن نقصان عقل و  
 خفت رائے جناب ابن عمر کہ بجہت  
 ذہاب منسوخ التلاوة از دعائے اخذ  
 تمام قرآن منع نہ مودہ اند  
 ثابت می نماید و ابواب طعن و ملام را  
 بر روی جنابش می کشاید۔  
 ولعل صیانة القرآن عن النقصان  
 لا تكون اھم عندھم من صیانتہ  
 و عرض جنابہ عن الملام والھوان

اور تصریح فرمائیں کہ بہت سا قرآن کم ہو گیا ہے  
 اور کوئی ان کی زبان نہ پکڑے اور ان کے سینہ پر  
 رد و کد کا ہاتھ نہ رکھے اور اگر بے چارہ کوئی شیعیہ  
 اہل بیت طاہرین کی بہت سی احادیث کے  
 موافق جو قرآن کے ناقص ہو جانے کی تصریح کر رہی  
 ہیں تحریف اور نقصان کا لفظ زبان سے نکالے  
 تو طعن و ملامت کے تیر و کا نشانہ بن جائے اور اسپر تشنیع و  
 استہزا ہونے لگے یہ ایک عجیب بات ہے اور عقل مند عبرت حاصل  
 کرو باقی رہا ابن عمر کے اس قول کی ابتدا و ایل کرنا کہ آنجا کی  
 غرض قرآن کو جاتے رہنے سے یہ کہ جس قدر منسوخ التلاوة  
 ہو گیا نکل گیا ہلکے نسی کی بات ہے کیونکہ جس قدر قرآن  
 منسوخ التلاوة ہو گیا وہ قرآن کی حقیقت و ماہیت  
 سے خارج ہو گیا اس کو قرآن سمجھنا کوئی مطلب نہیں  
 بلکہ اسکا لکھنا بھی قرآن میں جائز نہیں ہے اور اس بنا  
 پر پورے قرآن کے حفظ کا دعویٰ کرنا صحیح ہوگا اور  
 اس دعویٰ سے منع کرنا جائز نہ ہوگا پس گوئے تاویل  
 قرآن میں کمی کے ثبوت کو دفع کر دے مگر ابن عمر کے  
 عقل کی کمی اور انکے رائے کی سبکی کو بھی ثابت کر دے گی  
 کہ انھوں نے منسوخ التلاوت کے نکل جانے کو سبب  
 پورے قرآن کے حفظ کا دعویٰ کرنے کو منع کیا اور یہ تاویل  
 انکے منہ پر طعن و ملامت کے دروازوں کو کھول دے گی  
 اور شاید سنیوں کے نزدیک قرآن کو ناقص ہونے  
 سے بچانا ابن عمر کی آبرو کو ملامت و ذلت  
 سے بچانے سے زیادہ اہم نہ ہو۔



ناظرین اس عبارت کو غور سے دیکھیں تو انھیں خود ہی جناب مولوی صاحب کے استدلال کی لطافت ظاہر ہو جائے گی۔ اس روایت کے کسی لفظ سے بھی یہ مطلب نہیں نکلتا کہ قرآن میں تحریف ہو گئی ہے۔

حاصل اس روایت کا صرف اس قدر ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ کوئی یہ نہ کہے کہ مجھے پورا قرآن یاد ہے کیونکہ بہت ساحصہ قرآن کا چلا گیا ہے لہذا یہ کہنا چاہیو کہ حصفہ موجود ہے وہ مجھے یاد ہے مقصود حضرت ابن عمرؓ کا درحقیقت یہی ہے کہ قرآن کا بہت ساحصہ منسوخ ہو گیا کی وجہ سے اس مصحف میں نہیں ہے۔ لہذا یہ کہنا کہ قرآن پورا مجھے یاد ہے جھوٹ ہوگا۔

مولوی حامد حسین صاحب نے جو اس روایت میں یہ نقطہ دیکھا کہ "بہت سا قرآن کا حصہ چلا گیا" وہ خوش ہو گئے انھیں اس سے کچھ مطلب نہیں کہ یہ حصہ تحریف کے سبب چلا گیا یا نسخ کے سبب۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اتفاق کی سینٹا لیسویں نوع میں اس کی روایت کو منسوخ التلاوة کی مثال میں لکھا ہے وہ فرماتے ہیں والضراب الثالث ما نسخہ تلاوة دون حکمہ وامثلہ هذا الضراب كثيرة قال الوعيد الخ یعنی تیسری قسم منسوخ کی وہ ہے جس کی تلاوت منسوخ ہو گئی مگر حکم منسوخ نہیں ہوا اس قسم کی مثالیں بہت ہیں اس کے بعد انھوں نے یہ روایت ذکر کی ہے۔

باقی رہا جناب مولانا حامد حسین صاحب نے جو یہ فرمایا ہے کہ روایت نسخ پر محمول نہیں ہوتی اس لئے کہ حضرت ابن عمرؓ نے اس حصہ کو جو کہ کل کیا قرآن کہا ہے اور منسوخ التلاوة کو قرآن نہیں کہتے، منسوخ تو قرآن کی حقیقت ہی سے خارج ہے یہ جناب مولانا کی خوش فہمی اور قوت علمی کا نتیجہ ہے بلکہ یہ زور قلم ہے کہ کسی مقام پر رکنا ہی نہیں۔ پوچھئے یہ آپ کو کہاں سے معلوم ہوا کہ منسوخ قرآن کی حقیقت وہاں ہی سے خارج ہو قرآن کی حقیقت سوا کلام نفسی الہی کے اور کیا ہے تو کیا جس قدر آیتیں منسوخ ہو گئیں وہ کلام نفسی الہی نہیں ہیں جس قدر حدیثیں منسوخ ہو گئیں اب وہ حدیث ہی نہیں ہیں کوئی شخص اپنے کسی کلام کو منسوخ کر دے تو کیا وہ اس کا کلام ہی نہ رہے گا یہ عجیب بات ہے جو سوا مولوی حامد حسین صاحب کے اور کوئی نہ کہے گا شاید مولوی صاحب نے اصول فقہ میں قرآن کی یہ تعریف دیکھی ہوگی المکتوب فی المصاحف المنقول الینا نقل متواترا یعنی صحیفوں میں لکھا ہوا اور ہم تک تواتر منقول ہوا اور یہ تعریف چونکہ منسوخ التلاوة



برصادق نہیں آتی اسلئے انھوں نے یہ خیال کر لیا کہ آیات منسوخہ قرآن کی حقیقت ہی اسے خارج ہیں مگر مولوی حامد حسین صاحب یہ کیوں نہ سمجھے کہ اصول فقہ کی اصطلاحات قرن صحابہ کے بعد منعقد ہوئی ہیں ان اصطلاحات کا صحابہ کے کلام میں جاری کرنا بالکل بعید از عقل ہے بلکہ یہ اصطلاحی تعریف سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں جب کہ قرآن مصاحف میں نہ لکھا گیا تھا غیر منسوخ برہی صادق نہیں آتی اصولیوں نے یہ تعریف بیشک آیات منسوخہ کے اخراج کیلئے کی ہے کیونکہ ان کے زمانے میں آیات منسوخہ بسبب عدم تواتر کے یقینی طور پر قرآن نہیں کہی جاسکتی تھیں اور ان کو حدیث سے زیادہ کوئی رتبہ نہیں دیا جاسکتا تھا لیکن جن لوگوں نے بلا واسطہ ان آیات کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنا تھا انھیں ان آیات کے قرآن ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا تھا حضرت ابن عمرؓ نے ان آیات کو بلا واسطہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہوگا لہذا انھیں حق تھا کہ وہ ان کو قرآن کہتے اور چونکہ وہ آئیں مصحف میں نہیں ہیں لہذا انکی احتیاط اسی کی مقتضی تھیں کہ وہ بغیر ان تمام آیتوں کے یاد رکھے ہوئے پورے قرآن کے یاد کر لینے کے دعویٰ کو منع فرماتے اصل استدلال کا جواب ہو چکا اب مولوی صاحب کی فضول باتوں کے جواب دینے کی ضرورت نہیں اگرچہ اقتصاد الاسلام میں ہم نے انکے لفظ لفظ کو لایا ہے آخر میں جو مولوی صاحب موصوف نے فرمایا ہے کہ شاید سنیوں کے نزدیک قرآن کا الخ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ شیوا سنیوں کا نہیں ہے سنی قرآن کے برابر کسی کی عظمت نہیں سمجھتے خواہ حضرت ابن عمرؓ یا حضرت عمرؓ یہ شیوا شیعوں ہی کو مبالغہ ہے۔

مولانا سیف الثربین اسد اللہ عثمانی نے اس روایت کے جواب میں ایک بات نہایت عمدہ لکھی ہے کہ حضرت ابی عمرؓ کے مزاج میں اس قسم کی احتیاط بہت تھی چنانچہ وہ یہ بھی منع کرتے تھے کہ کوئی یہ نہ کہے میں نے پورے رمضان کے روزے رکھے کیونکہ پورے رمضان میں رات بھی داخل ہے اور کوئی شخص رات کو روزہ نہیں رکھتا انکی عبارت (کتاب تنبیہ السلفیہ رد موارد کی) یہ ہے۔

وعبداللہ ابن عمرؓ اور گفتگو اس قسم احتیاط یا سیاہی و مرغی داشت چنانچہ ابن ابی شیبہ و دیگر ان از روایت کردہ اند کہ او منع میکرد از گفتن این کہ صحت رمضان کلہ زیر اک شب داخل رمضان است و محل صوم نیست

البنم کی عبارت ختم ہوئی



حائری صاحب کی پیش کردہ روایت کا تو ثانی دکانی جواب ہو چکا اور اچھی طرح ثابت ہو گیا کہ اس روایت کو اگر صحیح مان لیا جائے اور بالفرض کفر من المحالہات یہ بھی تسلیم کر لیا جائے کہ یہ روایت ایسی زبردست ہو کہ تو ان قرآن کا مقابلہ کر سکتی ہے تو بھی اس روایت سے نہ قرآن کا ناقص ہونا ثابت ہوتا ہے نہ یہ کہ حضرت ابن عمر نے اس قرآن کو ناقص کہا کوئی مصنف اگر اپنی کتاب کا کوئی حصہ خود منسوخ کر دے اور کوئی اس پر یہ کہہ دے کہ یہ کتاب یورپی جس قدر تصنیف ہوئی تھی اتنی نہیں ہے تو اس سے نہ یہ ثابت ہو سکتا ہے کہ وہ کتاب ناقص ہو گئی نہ یہ ثابت ہو سکتا ہے کہ اس کہنے والے نے اسکو ناقص کہا۔ اب ذرا یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ حائری صاحب کی جسارت اور مولوی حامد حسین کی جرات میں کیا منسرق ہے۔

(۱۱) مولوی حامد حسین چونکہ کچھ علم بھی رکھتے تھے اور اپنی کتابوں پر بھی ان کی نظر تھی اسلئے یہ بہت نہ کہہ سکے کہ حائری صاحب کی طرح یہ کہہ دیتے کہ شیعوں کو قرآن کے ناقص کہنے کا الزام دینا محض غلط بہتان اور افتراء ہے اور شیعوں کا یہی کامل قرآن ہے بلکہ انھوں نے صاف اقرار کر لیا کہ کتب شیعہ میں بکثرت احادیث اہل بیت طاہرین کی موجود ہیں جن کا مقتضی یہ ہے کہ قرآن میں تحریف ہو گئی۔ جناب حائری صاحب کی نظر اپنی کتابوں پر بھی نہیں ہے جس کا تجربہ لاہور میں کسی بار ہوا۔

ع در کفر رہم ثابت نہ زنا رار اسوا مکن

(۱۲) مولوی حامد حسین نے اس روایت کے نسخ تلاوت پر محمول ہونے کو اس طرح رد کرنا چاہا کہ جو آیتیں منسوخ التلاوة ہو گئیں وہ قرآن کی حقیقت سے خارج ہو گئیں انہی حائری صاحب کی طرح ان سے یہ بہادری نہ ہو سکی کہ نسخ حکم کی شرطوں کو نسخ تلاوت پر چسپاں کر کے کہہ دیتے کہ صاحبوا سنیوں کے یہاں نسخ کی سات شرطیں ہیں جب یہ شرطیں یہاں موجود نہیں تو یہ روایت نسخ پر کیے محمول ہو سکتی ہے۔ کیونکہ وہ خوب جانتے تھے کہ ایسی کھلی ہوئی خیانت بہت جلد ذلیل کر دیگی۔

(۱۳) مولوی حامد حسین نے یہ بھی استرار کر لیا کہ یہ روایت نسخ تلاوت پر محمول کی جاوے تو قرآن کے ناقص ہونے کا ثبوت اس روایت سے دفع ہو جائے گا مگر حائری صاحب تو پہلے ہی یہ فقرہ تراش چکے تھے کہ شرائط نسخ نہیں پائے جاتے لہذا یہ روایت نسخ پر محمول ہو ہی نہیں سکتی۔

وہ کیوں ایسا اقرار کرتے۔ [www.jmmpak.tk](http://www.jmmpak.tk)



(۴۱) یہ روایت درمنثور میں بھی ہے اور اتقان میں بھی مولوی حامد حسین نے اتقان کا حوالہ دینے کی جرات نہ کی کیوں کہ وہ جانتے تھے کہ اتقان میں اول تو تصریح اس بات کی ہے کہ یہ روایت نسخ ملاوت کی ہے دوسرے اتقان میں یہ بھی تصریح ہے کہ ایک بڑی جماعت علمائے تفسیر و حدیث کی ان روایتوں کو نہیں مانتی مگر حائری صاحب نے یا تو اتقان دیکھی نہیں اتقان کی عبارت کہیں ان کو نقل کی ہوئی مل گئی یا ان میں اتنی حیا بھی نہیں جتنی مولوی حامد حسین جیسے مکابر میں ہے۔

ابھی اور بہت سے فرق ہیں مگر تبرکاً بعد و خلفاً راشدین صرف چار پر اتکفا کی گئی۔ اب حائری صاحب کی فضولیات بلکہ خرافات کا جواب ملاحظہ ہو۔

قولہ صرف دھوکا دینے کی غرض سے ان جناب حائری صاحب اگلوں خ انداز پاداش سنگ است۔ خوب یاد رکھیے سنیوں کا شیوہ دھوکا دینا نہیں، دھوکا دینا ان کے مذہب میں حرام ہے خود آپ کے اصحاب ائمہ نے ائمہ سے بیان کیا ہے کہ سنیوں میں سچائی ہے، امانت ہے، وفا ہے اور شیعوں میں نہ سچائی ہے نہ امانت نہ وفا۔ دھوکا دینا آپ کا شیوہ ہے جیسا کہ اسی رسالہ میں آپ نے نسخ حکم کے شرائط کو نسخ ملاوت پر چسپاں کر دیا۔ دھوکا دینا آپ کے اکابر کا شیوہ ہے خاص کر آپ کے جناب جعفر صاحب کا جو ہر بات میں شیریں پہلوا اپنے نکل جانے کے رکھ لیتے تھے جھوٹ بولنے، دھوکا دینے کو ہر شیعہ کے لئے رکن اعظم دین کا قرار دیا اور ان کے والد ماجد جناب باقر صاحب نے فرمایا کہ یہی میرا بھی دین ہے اور میرے رباب دادا کا بھی یہی شیوہ تھا بلکہ یہ بھی ارشاد ہوا کہ خدا کا شیوہ بھی یہی ہے (نفوذ باشر)

قولہ یہ نتیجہ ہوا کرتا ہے کہ طاعن کے مذہب کا بخیر انہی بات تو آپ نے بالکل سچ ہی الکذوب قد یصدق بیشک اس کا تجربہ آپ لوگوں کو ہو چکا ہے مگر انیسویں بھر بھی باز نہیں آتے حضرت حمزہ للعالمین کے اصحاب کرام اور ازراح مطہرات اور ان کی ذریت طیبہ جناب سیدہ حضرت فاطمہ زہرا کے جگر گوشوں پر طعن کرنے کا نتیجہ آپ نے بارہا دیکھا ہو گا کہ ابن سبا کی سنی ہوئی مذہبی جاہل کا بخیر نہیں تارتار الگ الگ ہو گیا۔ سچ ہے ۷

چوں خردا خواہم کہ پردہ کس درد  
میلش اندر طعنہ پاکان برد

۱۔ خواہ کتاب خاتمہ کتاب ہدایں دیکھو ۱۲ صفحہ حوالہ خاتمہ میں ہو گا ۱۲۔



قولہ خلیفہ زادہ حضرت ابن عمر سنی تھا کہ شیعہ انہی یہ آپ کیا پوچھتے ہیں ہمارا تو خلیفہ علی بھی سنی تھا اور قرن اول میں شیعہ تھا کون کوئی بھی نہیں صرف باپچ آدمیوں کو آپ کے اکابر دین نے شیعہ بتایا ہے تو ان کی بابت بھی آپ لوگوں کا بیان ہے کہ کوٹھری میں بیٹھ کر تنہائی میں مہرے مذہب شیعہ کی باتیں کرتے تھے مجمع عام میں سنی بنے رہتے تھے حتیٰ کہ حضرت علی اپنی خلافت میں بھی تقیہ کر کے سنی بنے رہے۔ اب آپ لوگوں کی روایت وہ بھی کوٹھری کے اندر کی جس کا نہ کوئی گواہ نہ مشاہد اور وہ روایت بھی سراسر عقل کے خلاف جس وقعت کی نظر سے دیکھی جاسکتی ہے اور دیکھی جاتی ہے سب کو آپ کا دل ہی جانتا ہے۔

قولہ کامل قرآن کے ماننے والے شیعوں انہی یہ جملہ خود اپنے ضمیر کے خلاف لکھ رہے ہیں ورنہ یہ مصرع آپ چسپاں ہوتا کہ ع "مگر موٹے بخواب اندر شتر باشد" اجماع حضرت اب وہ ناز نہ گیا کہ جس بیوقوف کو جس طرح چاہا آپ نے سمجھالیا اب سب کو اچھی طرح معلوم ہو گیا کہ کسی شیعہ کا ایمان قرآن شریف کے کسی ایک حرف پر بھی نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔

اب ترجمہ کے اغلاط ملاحظہ ہوں۔ روایت اتقان میں لا یقولون نہی کا صیغہ ہے یعنی حضرت ابن عمر حکم دے رہے ہیں کہ ہرگز نہ کہے۔ حارثی صاحب اس کا ترجمہ کرتے ہیں دعویٰ نہیں کر سکتا انشا کو خبر نہ دیا یہ تو علمی غلطی تھی۔ اب دیانت کی خوبی دیکھیے اخذت کے معنی تسک کیا اور اس قرآن کا لفظ "آں" اسبی طرف سے بڑھا دیا تاکہ معلوم ہو کہ ابن عمر کے یا کسی اور کے پاس کوئی اور قرآن بھی تھا لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

نمبر سوم جناب حارثی صاحب عبارت منقولہ کے بعد رقم فرماتے ہیں۔ سنیوں کے قرآن میں زیادتی فرمایا صاحبان! آپ یہ خیال نہ فرمائیں کہ سنیوں کے اعتقاد میں صرف نقصان ہی ان کے قرآن میں واقع ہوا ہے بلکہ جہاں بعض آیتوں کا ان کی سلمہ روایات کی بنا پر قرآن سے نکل جانا ثابت ہو گیا ہے۔ زیادہ کیا جانا بھی ان کی معتبر روایتوں سے ثابت ہے جن سے معلوم ہوا کہ زیادتی اور کمی دونوں قسم کی تحریف قرآن کے اعتقاد اور مذہب کے طور پر



زیادتی کی بھی دوچار مثالیں ملتی ہیں۔

۱۱) تفسیر القرآن مطبوعہ احمدی صفحہ ۴۴۶ ۴۴۷ سطر ۱۱ امام جلال الدین رومی نے فرمایا ہے: "سورة الاعراف نريد فيها المصاد على آله لما فيها من شرح القصص انتهى بلفظها۔"

یعنی سورۃ اعراف پارہ ۸ رکوع ۸ کا شروع جو موجودہ قرآن میں انقص سے ہوتا ہے یہ دراصل آئمہ شیعہ کے حرف تھے اس میں ایک حرف صا و اس لئے زیادہ کر دیا گیا ہے کہ اس میں نبیوں کے قصہ کا بیان ہے۔

۱۲) ایضاً صفحہ ۴۴۶ ۴۴۷ سطر ۱۱ میں مرقوم ہے: "و زيد في الرعد سورة رعد ۶۴۱۳ کا شروع جو موجودہ قرآن میں املر سے ہوتا ہے دراصل الحنازل ہوا تھا اس میں ایک حرف "ر" زیادہ کر دیا گیا کیوں کہ اس سورۃ میں رعد و برق کا ذکر ہے۔"

فرمایا کیوں جناب فرمائیے اب تو قرآن میں کمی اور زیادتی مومنوں کا اعتقاد سینوں کا ہوا یا شیعوں کا غیرت مند کے لئے تو ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ جس کے گھر کا یہ حال ہو وہ کسی کامل الایمان مذہب پر تحریف کا بہتان کیوں کر کر سکتا ہے۔

## الجواب بعون الملک الوہاب

جناب حائری صاحب نے جو یہ لطف کارروائی اس استدلال میں کی ہے واقعی لائق انعام ہے میں نہیں کہہ سکتا کہ اس کارروائی کا ارتکاب کم علمی کی وجہ سے ہوا یا دیدہ و دانستہ اپنے مذہب شریف کی اس عبادت عظمیٰ کو ادا کیا ہے جبکہ تمام افسان دروغ اور فریب کہتے ہیں۔

فان كنت لا تدرك فتدرك مصيبة وان كنت تدرك فالمصيبة عظم  
اتقان کی عبارت میں جو زید کی لفظ حائری صاحب نے دیکھی تو خوش ہو گئے کہ ایسے قرآن میں زیادتی کا ثبوت مل گیا اس سے انھیں کیا مطلب کہ یہ زیادتی خود خدا کی کی ہوئی ہے یا کسی بندہ کی



جناب حائری صاحب کیا ہم نے آپ کی کتب کی اس قسم کی عبارات سے قرآن میں زیادتی کا ثبوت دیا تھا آپ اسی تنبیہ الحائریں کے بحث اول صفحہ ۳۱ کو نکال کر دیکھئے کہ آپ کی کتب معبرہ کی کیسی عبارتوں اور روایتوں سے قرآن میں بطور تحریف بڑھائے جانے کا ثبوت دیا گیا ہے چند فقرات اس قسم کے ہیں پھر دوبارہ آپ کو دکھاتا ہوں واللہ شی بد فی الکتاب من الازدراء علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم من قریۃ الملاحدین النہم اثبتوا فی الکتاب ما لہ فیہ لیلیسوا علی الخلیفۃ۔ الزیادۃ فی آیاتہ علی ما اثبتوا من تلقائہم فی المکتب بضمینہ من تلقائہم ما یقیمون بہ دعائہ کفرہم زاد و فیہ ما ظہر تناکرا و تنافرہ لولا انہ زید فی القرآن و نقص ما خفی حقنا علی ذی حجتی۔ زید کی لفظ پر اس قدر آپ کا جامہ عقل سے باہر ہو جانا اس حکایت مشہورہ کی یاد تازہ کرتا ہے۔

**حکایت:** ایک سنی اور ایک شیعہ میں کچھ مذہبی گفتگو ہو رہی تھی متعہ کی بحث چھڑ گئی۔ شیعہ: متعہ ایسی حلال و طیب چیز ہے کہ قرآن سے اس کی حلت ثابت مگر افسوس حضرت عمر نے اس کو حرام کر دیا اور آپ لوگوں نے حضرت عمر کے حکم کے سامنے آیت قرآنی کو بالائے طاق رکھ دیا۔ سنی: نعم و بالمتعہ کی حلت قرآن تو قرآن کسی صحیح حدیث سے بھی ثابت نہیں البتہ آیات قرآنی اور احادیث صحیحہ مقبولہ فریقین سے اس کی حرمت ثابت ہے (دیکھو کشف الغطاء و انجم کے مضامین عالیہ) اور نعم و بالمتعہ یہ بھی غلط ہے کہ حضرت عمر نے اس کو حرام کیا ہمارے مذہب میں تحلیل و تحریم کا اختیار خاصہ نبوت ہے جو اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکا البتہ یہ اختیارات آپ کے مذہب نے اپنے ائمہ کو دیئے ہیں کہ جس حلال کو چاہیں حرام کر دیں اور جس حرام کو چاہیں حلال بنادیں۔ اچھا براہ مہربانی قرآن شریف کی وہ آیت تو دکھلائیے جس سے متعہ کی حلت ثابت ہوتی ہے مگر خار دلے قرآن کی آیت نہ ہو۔

لے یعنی قرآن میں جو قرین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے یہ لحدوں کی بڑھائی ہوئی ہے ۱۲ لے یعنی منافقوں نے قرآن میں وہ باتیں درج کر دیں جو خدا نے نہیں فرمائی تھیں، مخلوق کو دھوکہ دینے کے لئے ۱۳ لے یعنی اور نہ اس وقت بہ تعبرہ وہ زیادتی جو ایک قرآنی میں منافقوں نے اپنی طرف سے کہی ہوئی تھی ۱۴ لے منافقوں نے اپنی طرف سے وہ باتیں قرآن میں شامل کر دیں جن سے وہ اپنے کفر کے ستون قائم کرتے ہیں ۱۵ لے اگر قرآن کی وہ باتیں کہی گئیں جو قرآن میں نہیں تھیں تو وہ منافقوں کی باتیں ہوں گی۔



شیعہ: غار والا قرآن تو ہم نے دیکھا بھی نہیں سنتے ہیں کہ امام ہدی علیہ السلام جب قریب قیامت غار سے باہر نکلیں تو اس وقت وہ قرآن ظاہر ہوگا لہذا میں اسی قرآن کی آیت پیش کرتا ہوں  
فما استمتعتم به منهن فاتوهن اجورهن فريضة (توحید) جس عورت سے متعہ کرو اس کو متعہ کی اجرت دیدیا کرو۔

سنی: سبحان اللہ آیت کا مطلب خراب اپنے بیان کیا ترجمہ بہت اچھا کیا آیت کا ترجمہ تو یہ ہے کہ جن عورتوں سے تم فائدہ اٹھاؤ ان کو بدلا یعنی مردے دیا کرو۔

شیعہ: ہر ہرگز مراد نہیں ہو سکتا ہر تو محض نکاح ہی سے لازم ہو جاتا ہے فائدہ اٹھانے کی شرط نہیں لہذا ضرور اجرت متعہ مراد ہے۔

سنی: یہ بھی غلط ہے، محض نکاح سے پورا نہیں واجب ہوگا بلکہ نکاح کے بعد قبل خلوت طلاق دی جائے تو نصف مہر دینا پڑتا ہے اور آیت میں پورے مہر کے دینے کا حکم ہے۔

شیعہ: آیت میں پورے کی لفظ کہلا ہے۔

سنی: نصف کا لفظ نہ ہونے ہی سے پورا مہر سمجھ لیا جاتا ہے۔

شیعہ: ہم یہ کچھ نہیں جانتے آیت میں استمتعتم کی لفظ صاف موجود ہے جس کا ماخذ متعہ ہے۔

سنی: مگر متعہ کے معنی عربی لغت میں کیا ہیں آیا یہی آپ کا اصطلاحی متعہ یا طلق فائدہ حاصل کرنا۔

شیعہ: اس سے ہم کو کچھ بحث نہیں۔

سنی: بہت اچھا۔ مگر آپ لوگوں کو یہ بھی معلوم ہے کہ قرآن شریف میں یزید کی بڑی تعریف ہے آپ نے وہ آیت دیکھی ہے۔

شیعہ: اچھا تو یہ کیجئے یزید نزول قرآن کے وقت تھا بھی نہیں۔

سنی: ہم یہ کچھ نہیں جانتے اس سے ہم کو کچھ بحث نہیں ہم تو اس آیت میں صاف صاف یزید کا نام دیکھتے ہیں۔

شیعہ: اچھا جناب وہ کونسی آیت ہے۔



مسنی: لیجئے ویزید ہونہ فضلہ (ترجمہ) اور یریدان کا خدا کے فضل سے ہے عیسیٰ  
بنو امیہ کا یرید خدا کے فضل سے پیدا ہوا یا حاکم ہوا ہے۔  
شیخ صاحب سمجھ گئے یہ میری دعا نذلی کا جواب ترکی ترکی ہے بس پھر تو ایسے خاموش  
ہوئے کہ فہت الذی کفر کا نہ التقر الحجر

جناب حائری صاحب آپ کی یہ کارروائی بلاشبہ اس حکایت سے بھی بڑھ گئی اور بہت بڑھ  
گئی عبارت اتقان کا نہ وہ مطلب ہو سکتا ہے نہ وہ اس کا ترجمہ ہے آپ اپنا مطلب و ترجمہ بھی گونٹ  
کے دفتر تراجم میں بھیج دیجئے اور میرا مطلب و ترجمہ بھی اگر وہ آپ کے مطلب کی تصدیق و تائید  
کر دے تو ایک ہزار روپیہ انعام آپ کو دیا جائے گا۔

آپ کے مجتہد اعظم مولوی سید محمد لکھنوی نے ایک مرتبہ ایک غیر معمولی مبارکہ کیا مگر وہ آپ کے  
مبارکہ سے بدرجہا بہتر تھا تو حضرت مولانا حیدر علی صاحب مصنف ازاتہ الغین و ہستی الکلام نے ان  
کو لکھا کہ "از مسند تکلم و کلام بر خیر و خاک مذلت بر سر خود بریز" آپ جیسا سلطان المفسرین  
اگر حضرت محدوح کے زمانہ میں ہوتا اور ایسی لطیف کارروائی کرتا تو خدا جانے وہ کیا لکھتے مگر کیا  
کر سکتے تھے سو اس کے کہ آپ کو مخاطب نہ بناتے جیسا کہ اب تک کسی عالم اہلسنت نے آپ کو قابل  
خطاب نہ سمجھا اور اسی وجہ سے آپ کے رسائل مزخرفہ کا جواب نہیں لکھا  
سنیئے کتاب اتقان میں اسنی نوع ہیں ان میں سے باسٹھویں نوع آیات اور سورتوں کی  
مناسبت کے بیان میں ہے یعنی آیات قرآن پر کا باہم ربط اور سورتوں کے ترتیب کی حکمت  
اور انکا باہم ربط۔

اسی باسٹھویں نوع میں ایک خاص فصل حروف مقطعات کی حکمت کے بیان میں ہے اس فصل  
کی بعض عبارت کے ٹکڑے آپ نے نقل کئے ہیں میں اس مقام کی پوری عبارت نقل کئے دیتا ہوں  
فصل برہان میں بیان کیا ہے کہ اسی قبیل سے  
ہے سورتوں کا آغاز کرنا حروف مقطعات سے اور  
خاص ہونا ہر سورۃ کا ان حروف کے ساتھ جیسے  
شروع کی گئی یہاں تک کہ ایسا ہو سکے کہ اتم  
فصلی، قال فی البہات ومن ذلک  
افتتاح السور بالحروف المقطعة و  
اختصاص کل واحدہ بما یدل علی  
لہ یکن لہذا السور فی موضع التمراد



لاحقاً فی موضع طسّم قال و  
 ذلك ان كل سورة بدأت بحرف  
 منها فان اكثر كلما تھا حرفها ما تل  
 له فتح لكل سورة منها ان لا يناسبها  
 غير الوارد فيها فلو وضع ق موضع  
 ن لم يكن لعدم التناسب الواجب  
 مراعاة في كلام الله  
 وسورة ف بدأت به لما تكرر  
 فيها من الكلمات بلفظ القاف من  
 ذكر القرآن والخلق وفكر يس  
 القول ومراجعة مراراً والقرب  
 من ابن ادم وتلقى الملكين وقول  
 القعيد والرقيب والسابق واللاحق  
 في جهنم والتقديم بالوعيد وذكر  
 المتقين والقلب والقرآن والتقية  
 في البلاد والتفوق الارض وحقوق

بجائے الم کے وارد ہونا یا حتم بجائے طسّم کے  
 ہونا مصنف برہان نے کہا ہے کہ اسکی وجہ یہ ہے  
 کہ جو سورۃ حروف مقطعات میں سے کسی حرف سے  
 شروع کی گئی ہے اس سورۃ کے اکثر الفاظ و حروف  
 اس حرف مقطع کے مثل ہے پس ہر سورۃ کا حق یہ  
 ہے کہ جو حرف اس میں وارد ہوا ہے اس کے سوا  
 دوسرا حرف اس سورۃ کے مناسب نہ ہو مثلاً اگر  
 ق بجائے ن کے رکھ دیا جائے تو نہیں ہو سکتا  
 کیونکہ مناسبیت جس کی رعایت کلام اللہ میں ضروری  
 ہے نہ رہے گی۔

سورۃ قاف کی ابتداء ق سے کسے ہوئی کہ  
 اس میں وہ الفاظ بار بار آئے ہیں جن میں حرف  
 قاف ہے مثلاً قرآن کا ذکر اور خلق کا ذکر اور قول  
 کی تکرار اور اس کا بار بار اعادہ اور اخدا کا ابن  
 آدم سے قریب ہونا اور ہر انسان کے ساتھ ہر  
 وقت دو فرشتوں یعنی کراما کا تبین کا ملاقی

لہ علامے اکرام نے قرآن کریم کی خوب خوب خبریں دی ہیں انہی فن علم تفسیر قرآن سے تعلق رکھتے ہیں اور ہر فن کے متعلق ہزاروں  
 مستقل تصنیفات لکھی گئیں اور اللہ تعالیٰ اپنے کتاب کی اس خدمت کو قبول فرمائے علامے شیعہ کو ہمارے یہ خدمتیں دیکھ کر بڑی  
 حسرت ہے چنانچہ صاحب تفسیر مجمع البیان جس سے آگے چل کر حائری صاحب نے استعاذ کیا ہے۔ اپنی تفسیر کے  
 دیباچہ میں بہت روایات کہ علامے اہلسنت نے دریائے تفسیر میں گھرے غوطے لگائے ہیں اور اچھے اچھے موقی نکالے  
 ہیں مگر افسوس ہمارے اصحاب امامیہ نے کچھ نہیں کیا مگر یہ حسرت و آہ و زاری بے کار ہے

ایں سعادت بزرگوار و نیست تاز بخشد خدائے بخشندہ

چنانچہ اس فن یعنی ربط آیات و سورتوں میں بھی بہت سی کتابیں لکھی گئیں نجدان کے یہ کتاب ہے جس کا پورا نام البرہان فی مناسبات القرآن  
 ہے۔ مصنف اس کے علامہ ابو جعفر بن زمر میں رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ سائر علماء المسلمین آمین۔



الوعید وغیر ذلک۔

وقد تکررتی سورة یونس  
من الکلم الواقعة فی القرآن  
کلمة ادا کثر فلهاذا افتتحت بالکرو  
اشتملت سورة ص علی خصومات  
متعددة فاولها خصومة النبی صلی  
الله علیہ وسلم مع الکفر  
وقوله جعل الالهة الها واحدا  
ثم اختصام الخصمین عند داود  
ثم تخصم اهل النار ثم اختصام  
الملائكة علی ثمة تخصم ابلیس فی  
شان ادم ثم فی شان بنیه و اغواهم  
والکرم جعلت المخارج الثلاثة الخلق  
واللسان والشفقتین علی توفیقها و  
ذلک اشارت الی البدایة الی الی الی  
بدا الخلق والنهایة الی الی المعاد  
والوسط الذی هو المعاش من  
التشویع بالارواح والنواهی وکل  
سورة افتتحت بها فہی مشتملة علی  
الامور الثلاثة وسورة الاحرف  
نرید فیها الصاد علی السہل لما فیها  
من شرح القصص قصۃ ادم فمن  
بعده من الانبیاء علیہم الصلوٰۃ

رہنا اور ان کا قید یعنی ہم نشیں رہنا اور قریب  
اور سابق کا ذکر اور جہنم میں القای یعنی ڈالے جانے  
کا ذکر اور عید کے مقدم کرنے کا ذکر اور مقیوں کا ذکر  
اور قلب کا ذکر اور قیوں کا ذکر۔ شہروں میں  
تقیب یعنی گشت کا ذکر زمین کے شت ہونے اور  
وعید کے حق ہونے کا ذکر وغیرہ وغیرہ۔

اور سورة یونس میں وہ الفاظ بار بار آئے  
ہیں جن میں الف لام آ رہی ہے دوسو لفظیں  
بلکہ اس سے بھی زیادہ ہیں اسلئے سورة یونس  
التر سے شروع کی گئی اور سورة صاد متعدد خصمتوں  
پر شامل ہے اول تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی  
خصومت کفار کے ساتھ اور ان کا یہ کہنا کہ  
محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تو بہت سخاوتوں کی  
بجائے ایک خدا کو دیا پھر دو فریق کا داؤد علیہ  
السلام کے سامنے خصومت کرنا پھر دو خیلوں کا  
باہم خصومت کرنا پھر اعلیٰ کا باہم خصومت  
کرنا پھر ابلیس کا آدم کے بارے میں اور ان کے بعد  
ان کی ذریت کے بارے میں خصومت کرنا اور انکو  
بہکانا اور الم میں تینوں مخرج بہترین جمع ہیں  
خلق (جو مخرج ہمزہ کا ہے) اور زبان (جو مخرج  
لام کا ہے) اور دونوں ہونٹ (جو مخرج میم کے  
ہیں) اور یہ اشارہ ہے طرف ابتداء یعنی آغاز  
آفرینش عالم کے اور طرف انتہا کے کہ وہ عالم



وَالسَّلَامَ لَهَا فِيهَا مَنْ ذَكَرَ فَلَا يَكُنْ  
فِي صَدْرِكَ حَرَجٌ وَلِهَذَا قَالَ بَعْضُهُمْ  
مَعْنَى الْمَصِّ الْمَنْشُورُ لَكَ صَدْرُكَ وَ  
زَيْدٌ فِي الرِّعْدِ لِأَجْلِ قَوْلِهِ فَرَعَ السَّمَا  
وَالْأَجَلَ ذَكَرَ الرِّعْدَ وَالْبَرْقَ وَغَيْرَهُمَا  
وَاعْلَمُوا أَنَّ عَادَةَ الْقُرْآنِ الْعَظِيمِ  
فِي ذِكْرِ هَذِهِ الْحُرُوفِ أَنْ يَذْكُرَ بَعْدَهَا  
مَا يَتَعَلَّقُ بِالْقُرْآنِ أَنْ كَقَوْلِهِ أَلَمْ ذَلِكَ  
الْكِتَابَ أَلَمْ نَنْزِلْ عَلَيْكَ الْكِتَابَ الْمَصِّ  
كِتَابًا نَزَّلْنَا إِلَيْكَ أَلَمْ تَذْكُرْ آيَاتِ الْكِتَابِ  
طَهَ مَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقَى  
طَسْمَ تَذْكُرْ آيَاتِ الْكِتَابِ لِيَسْمَعَ  
وَالْقُرْآنُ أَنْ صَوَّ وَالْقُرْآنُ أَنْ حَسَرَ  
تَنْزِيلِ الْكِتَابِ وَالْقُرْآنُ الْأَ  
ثَلَاثُ سُوْرَاتِ الْعَنْكَبُوتِ الزُّوْمِ وَ  
النُّونِ لَيْسَ فِيهَا مَا يَتَعَلَّقُ بِهِ وَ  
قَدْ ذَكَرْتَ حِكْمَةَ ذَلِكَ فِي أَسْرَارِ  
التَّنْزِيلِ -

معاذ ہے اور طرف وسط کے کہ وہ علم معاش ہے  
یعنی اوامر و نواہی کا مشعر کرنا اور جس سورت کے  
شروع میں آلم ہے اس میں یہ تینوں بیان ہیں اور  
سورہ اعراف میں آلم ہے زائد ایک حرف صا د  
لایا گیا اس لئے کہ اس سورت میں قصوں کی  
شرح ہے آدم اور ان کے بعد کے انبیاء علیہم  
السلام کے قصوں اور اس لئے کہ اس میں فلا  
لیکن فی صدرک حرج کا ذکر ہے اسی وجہ سے بعض  
مفسرین نے کہا ہے کہ المص کے معنی ہیں الم  
تشریح لک صدرک اور سورہ رعد میں الم سے  
زائد ایک حرف ر لایا گیا بوجہ قول الہی رفسح  
السموات کے اور بوجہ ذکر رعد و برق وغیرہا کے۔  
اور جاننا چاہیے کہ عادت قرآن عظیم کی ان  
حروف کے ذکر کرنے میں یہ ہے کہ ان حروف کے  
بعد وہ باتیں ذکر کرتا ہے جو قرآن سے تعلق رکھتی  
ہیں جیسے الم ذلک الکتاب الم نزل علیک  
الکتاب، المص کتاب انزل الیک الم ذلک  
آیات الکتاب طہ ما نزلنا علیک القرآن لتشقی

طسم تذلک آیت الکتاب یس والقرآن الیم ص والقرآن ذی الذکر حسم  
تس والکتاب ق والقرآن المجید یہ عادت قرآن کی برابر جاری ہے اور سواتین  
سورتوں کے یعنی عنکبوت اور زوم اور نون ان تین سورتوں میں البتہ حروف  
مقطعات کے بعد قرآن کے متعلق ذکر نہیں ہے جس کی حکمت میں نے اسرار  
التنزیل میں بیان کی ہے



اے صاحب عقل انصاف کرو کتنی صاف عبارت ہے قرآن شریف کے خاص خاص  
سورتوں کے شروع جو خاص خاص حروف مقطعات ہیں ان کی وجہ بیان ہو رہی ہے کہ جن  
سورتوں کے شروع میں الف لام میم ہے اس کی کیا وجہ پھر سورہ اعراف میں ایک صا ذر یادہ کر کے  
المصّٰ وار د ہوا اس کا کیا سبب اور سورہ رعد میں ایک س زائد کر کے المّٰ وار د ہوا اس کی کیا  
حکمت ہے پھر شروع میں یہ تصریح کہ جو حروف جس سورت کے شروع میں ہیں ناممکن ہے کہ بجائے ان  
کے دوسرے حرف رکھے جائیں پھر آخر میں یہ تصریح کہ قرآن عظیم کی عادت ان حروف کے ذکر کے بعد  
یہ ہے کہ قرآن کے متعلق کوئی بات بیان کی جاتی ہے جس سے قطعاً واضح ہے کہ یہ حروف متکلم قرآن  
نے ذکر کئے ہیں نہ کسی انسان نے اور ذہید کا فاعل متکلم قرآن جل شانہ ہے نہ کوئی انسان  
اب میں اس سے زیادہ کیا کہوں کہ واقعی حارّی صاحب کی یہ حیرت انگیز کارروائی جو ان کے  
علم و دیانت و حیا و جبارت پر کافی روشنی ڈالتی ہے، کسی عجائب خانہ میں رکھنے کے لائق ہے  
اس کے بعد حارّی صاحب کی عبارت کے لفظ لفظ کو رد کرنا یہ ضرورت ہے عبارت اتقان  
کے ترجمہ میں یہ الفاظ انھوں نے اپنی طرف سے بڑھائے ہیں کہ دراصل الم میں تین حرف تھے  
وغیرہ وغیرہ۔ یہ صریح خیانت محتاج بیان نہیں۔

نہیں چھا دہم: عبارت منقولہ بالا کے بعد حارّی صاحب لکھتے ہیں  
”تفسیر درمنثور جلد ۶ صفحہ ۴۶۲ سطر ۳ میں ہے۔ سیوطی لکھتا ہے کہ احمد بن حنبل طبرانی  
اور ابن مردودہ نے ابن عباسؓ اور ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے انہا کا نہ بھک الموعود  
من المصحف ویقول لا تخطوا القرآن بالیس منہ انہا لیست من  
کتب اللہ انتہی بل فقط یعنی ابن مسعودؓ نے موزن کو اپنے قرآن سے کاٹ دیا تھا  
اور کہتے تھے قرآن میں غیر قرآن کو خلط ملط نہ کر دیے دونوں سوئے کتاب خدا میں داخل نہیں۔“

۱۰ صحیح لفظ بزار ہے آخر میں رائے پہلے ۱۲ صفحہ ابن عباسؓ کا نام اس روایت میں غلط ہے ۱۲ صفحہ پہلے حارّی  
صاحب کا طبع زاد ہے عربی عبارت میں کوئی لفظ ایسا نہیں جس کا یہ ترجمہ ہو اور یہ بات بالکل غلط ہے کہ ابن مسعودؓ  
کوئی مصحف ہمارے مصحف کے خلاف تھا ۱۲



تفسیر کبیر مطبوعہ مصر کے صفحہ ۱۶۹ سطر ۱ میں امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں۔  
 نقل فی الکتاب القدیمہ ان ابن مسعود کان ینکر کون سورۃ  
 الفاتحۃ من القرآن وکان ینکر کون المعوذتین من القرآن  
 انتہی بلفظہ یعنی ابن مسعود سورۃ فاتحہ اور معوذتین کے داخل قرآن ہونے سے  
 انکار کرتے تھے فرمایا! صاحبان آپ نے غور کیا کہ درمشتور و تفسیر کبیر سنوں کی  
 دونوں مسلمہ تفسیروں سے یہ ثابت ہوا کہ نہ تو سورۃ فاتحہ قرآن ہے اور نہ معوذتین  
 حالانکہ حضرت عثمان کے جمع کئے ہوئے موجودہ قرآن میں یہ سورتیں اس وقت موجود  
 ہیں۔ فرمائیے سنوں کے ان مذکورہ حوالوں کے مطابق زیادتی ثابت ہوئی یا نہیں  
 اب تم خود بھی انصاف کرو کہ تحریف کی دونوں قسموں کی اور زیادتی کا ہونا قرآن  
 میں سنوں کا مذہب ہوا یا نہیں۔

## الجواب بعون الملک الوہاب

اس عبارت میں علاوہ ترجمہ وغیرہ کے اغلاط کے چند لطائف قابل قدر حسب ذیل ہیں۔  
 پہلا لطیفہ یہ کہ دو روایتیں جو حارثی صاحب نے نقل کیں اگر وہ صحیح ہوں اور ان کا مطلب  
 بھی وہی ہو تو جو اعدائے قرآن کو کم بیان کیا کرتے ہیں تو بھی ان سے تحریف قرآن کا نتیجہ نہیں مل سکتا  
 قرآن قطعی دھنی ستار کی قسم اعلیٰ و ارفع ایک غیر معصوم کے قول سے اور وہ قول بھی غیر متواتر  
 محرف نہیں ہو سکتا۔

ہم نے کتب شیعہ سے جس قدر روایتیں تحریف کی پیش کیں ان میں سے کسی میں غیر معصوم کا  
 کوئی قول نہیں سب اقوال ائمہ معصومین کے ہیں وہ بھی تبصریح محدثین شیعہ حد تو اتار کو پہنچے  
 ہوئے۔

شیعوں کو محض اس وجہ سے لچپی ہے کہ ان مطاعن کا اثر قرآن تک پہنچتا ہے لہذا جہاں کہیں اس

یہ عبارت تفسیر کبیر کے صفحہ ۱۲ میں ہے۔ اپنی جہل و احتیاط جانے کو سطر تک کا حوالہ لکھ دیا مگر علامہ نے بھی شاید ان کے خیال میں تفسیر کبیر ایک  
 ہی جلد ہو ۱۲۔ لہ نقل فی الکتاب القدیمہ کا ترجمہ چھوڑ دیا کیونکہ اس سے روایت کی حقیقت کا پتہ چلتا تھا کہ یہ روایت پرانی یعنی غیر متداول کتاب  
 کی ہے۔ اجماع حضرت بہر رنگے کہ خواہی جا رہی یا نہیں اس میں اختلاف رہی سب سے کم ۱۱



مقصود اصلی کے بلا واسطہ حاصل ہونے کا وہم ہو جاتا ہے وہاں ایک عالم خود رستی کی کاوش و دشمنانِ قرآن کریم پر طاری ہو جاتا ہے اور کچھ امتیاز باقی نہیں رہتا۔

دوسرا لطیفہ یہ کہ بالفرض کفر و الحالات ان دونوں روایتوں کی صحت کسی درجہ میں مان بھی لی جائے تو ان کا وہ مطلب کسی طرح نہیں ہو سکتا جو دشمنانِ قرآن بیان کرتے ہیں بلکہ ان کا مطلب یہ ہے کہ حضرت ابن مسعود معوذتین کے مصحف میں لکھنے کو منع کرتے تھے نہ اسلئے کہ وہ کلام الہی نہیں بلکہ اس لئے کہ وہ رقیبہ (یعنی جھاڑ پھونک) کے لئے نازل ہوئی ہیں۔ اور ان کا یہ قول کہ یہ سورتیں کتاب اللہ سے نہیں ہیں کتاب اللہ سے مراد مصحف مکتوب ہے نہ مطلق کلام الہی یہ مطلب اکابر محدثین نے بھی بیان کیا ہے علامہ سیوطی اتقان کی اکیسویں نوع میں لکھتے ہیں

وَكَذَلِكَ قَالَ الْقَاضِي أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ رَضِيَ عَنْهُ  
أَنَّهُ لَيْسَتْ بِقُرْآنٍ وَلَا حِفْظُهَا عَنْهَا  
حُكْمًا وَلَا سَقَطُهَا مِنْ مَصْحَفِهِ أَنْكَارُ الْكُتَابَةِ  
لَا جِدَالُ الْكُتُبِهَا قَرَأْنَا لَا نَعْلَمُ كَانَتْ السُّنَّةُ  
عِنْدَهُ أَنْ لَا يَكْتَبُ فِي الْمَصْحَفِ إِلَّا مَا  
أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِتْبَاعِهِ فِيهِ  
وَلَمْ يَجِدْ كِتَابَ ذَلِكَ وَلَا مَعَهُ أَمْرًا  
بِهَا۔

اور ایسا ہی کہا ہے قاضی ابوبکر نے کہ ابن مسعود سے  
اس مضمون کا نقل کرنا کہ معوذتین وغیرہ قرآن نہیں  
ہیں صحیح نہیں ہے اور نہ ابن مسعود کا یہ قول محفوظ ہے  
ابن مسعود کو اپنے مصحف سے محض اسلئے مٹا دیتے  
تھے کہ انکو اس کی کتابت سے انکار تھا اس کے قرآن  
ہونے کیونکہ سنت ان کے نزدیک یہ تھی کہ مصحف  
میں وہی چیز لکھی جائے جسے لکھنے کا رسول خدا  
صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے اور انھوں نے  
حضرت کو نہ یہ سورتیں لکھوانے ہوئے دیکھیں نہ لکھنے کا حکم دیتے ہوئے سنا۔

نیر اتقان کی اسی نوع میں حافظ ابن حجر عسقلانی کا قول نقل کیا ہے۔

قَدْ أَوَّلَهُ الْقَاضِي وَغَيْرُهُ عَلَى أَنْكَارِ  
الْكِتَابَةِ كَمَا سَبَقَ قَالَ وَهُوَ تَأْوِيلُ حَسَنِ  
الْإِنِّ الْوَدَايَةِ الْمَصْطَحِيَّةِ الَّتِي ذَكَرْتُهَا  
تَدْفَعُ ذَلِكَ حَيْثُ جَاءَ فِيهَا وَيَقُولُ أَخْبَاهَا

تحقیق قاضی ابوبکر وغیرہ نے ابن مسعود کے اس  
قول کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ وہ لکھنے سے انکار  
کرتے تھے جیسا کہ اوپر گزر چکا ابن حجر نے کہا ہے  
کہ یہ تاویل بھی ہے مگر جو صریح روایت میں نے



لیستامن کتاب اللہ قالہ ویکن حمل  
لفظ کتاب اللہ علی المصحف فیتعد  
التاویل المذکور۔

ذکر کی وہ اس تاویل کو دفع کرتی ہے کیونکہ اس میں  
صاف لفظ ہے کہ ابن مسعود کہتے تھے کہ یہ دونوں  
سوریں کتاب اللہ سے نہیں ہیں ابن حجر نے کہا ہر  
کہ ممکن ہے کہ کتاب اللہ سے مصحف مراد لیا جائے تو یہ تاویل کامل ہو جاوے گی۔  
اس مطلب کی دلیل قطعی یہ ہے کہ خود حضرت عبداللہ ابن مسعود نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
سے معوذتین کا منزل من اللہ ہونا روایت کیا ہے۔ اسی کتاب درمنثور کی اسی جلد ششم میں حاکمی  
صاحب کی منقولہ روایت کے بعد بقا صلاہ چند سطور یہ روایت بھی موجود ہے۔

واخرج الطبرانی فی الاوسط بسند  
حسن عن ابن مسعود عن النبی صلی اللہ  
علیہ وسلم قال لقد انزل علی ایات لم  
ینزل مثاہن المعوذتین  
ہوئی تھیں یعنی معوذتین۔

پس جب ابن مسعود رضی اللہ عنہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معوذتین کا منزل من اللہ ہونا روایت  
کر رہے ہیں تو ان کے اس قول کا (اگر بالفرض انہوں نے کہا ہو کہ معوذتین کتاب اللہ سے نہیں ہیں اس  
کے سوا کوئی مطلب مراد لینا قطعاً درست نہیں کہ وہ معوذتین کے داخل مصحف ہونے سے انکار کرتے  
تھے اور بس۔

تیسرے الصلیفہ یہ ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے انکار معوذتین کی روایت قطعاً و یقیناً  
موضوع اور جعلی ہے روایت و درایت دونوں قسم کے دلائل اس روایت کے جھوٹے ہونے کی  
شہادت دیتے ہیں۔

دلیل اولیٰ یہ کہ اکابر ائمہ علم حدیث و تفسیر نے اس روایت کا جھوٹا ہونا بیان کیا ہے۔  
(۱) امام فخر الدین رازی جن کی تفسیر کبیر سے حاکمی صاحب نے یہ روایت نقل کی ہے حاکمی صاحب  
کی منقولہ عبارت کے بعد بلا فصل لکھتے ہیں۔  
واعلم ان هذا فی غایۃ الصعوبۃ لان



قلنا ان النقل المتواتر كان حاصلًا في  
عصر الصحابة يكون ذلك من القرآن  
عنه كان ابن مسعود عالمًا بذلك  
فانكاره يوجب الكفر او نقصان العقل  
وان قلنا ان النقل المتواتر في هذا  
المعنى ما كان حاصلًا في ذلك الزمان  
فهذا يقتضى ان يقال ان نقل القرآن  
ليس بمستواتر في الاصل وذلك يخرج  
القرآن عن كونه حجة قطعية والاعقاب  
على الظن ان نقل هذا المذهب عن  
ابن مسعود نقل كاذب باطل -

میں ہے اس لئے کہ اگر ہم کہیں کہ نقل متواتر  
صحابہ کے زمانہ میں سورہ فاتحہ اور معوذتین کے  
قرآن ہونکی موجود تھی تو اس وقت میں ابن مسعود  
کو ضرور اس کا علم ہونا چاہئے تھا لہذا ان کا انکار یا  
تو موجب کفر ہو گا یا دلیل نقصان عقل ہو گا۔

حالانکہ یہ دونوں باتیں اتنے بڑے فقیہ بلند مرتبہ  
صحابی کے لئے ناقابل تسلیم ہیں اور اگر ہم کہیں کہ  
نقل متواتر معوذتین وغیرہ کے قرآن ہونے کی  
ابن مسعود کے زمانہ میں نہ تھی تو اس کا نتیجہ یہ نکلیگا  
کہ قرآن اصل میں متواتر نہ رہے گا اور یہ نتیجہ قرآن  
کو حجت قطعی ہونے سے نکال دے گا اور یہ قطعاً

محال ہے اور بہت زیادہ غالب ظن یہ ہے کہ اس قول کا ابن مسعود سے نقل کرنا جھوٹ اور غلط ہے۔  
وقت حاضری صاحب نے ایک ٹکڑا اس پوری عبارت کا نقل کیا اور آگے کا حصہ چھوڑ کر کہہ دیا کہ تفسیر کبیر  
سنیوں کی معتبر تفسیر میں بھی یہ روایت موجود ہے۔ حاضری صاحب سے پوچھنا چاہیے کہ یہ حرکت  
چوری اور خیانت کے سوا کس لفظ سے تعبیر کی جائے بھلا در منشور میں تو ان کے مخالف روایت چند  
سطور کے فاصلہ سے ہے جس کی بابت وہ یہ عذر کر سکتے ہیں کہ میں نے در منشور کا پورا صفحہ نہیں دیکھا  
تھا مگر تفسیر کبیر میں تو ایک لفظ بلکہ ایک حرف کا بھی فاصلہ نہیں بالکل لا تفرقوا الصلوة والی مثل ہے  
اگر مذہب شیعہ میں اس قسم کی قابل شرم کارروائیاں جائز نہیں ہیں تو دیکھنا ہے کہ شیعیان پنجاب  
اپنے سرکار شریعت مدار کے ساتھ کیا کرتے ہیں۔

(۲) امام نووی شارح صحیح مسلم اپنی کتاب شرح المہذب لکھتے ہیں۔

مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ معوذتین اور سورہ  
فاتحہ قرآن سے ہیں اور اس بات پر بھی اجماع ہے کہ جو  
شخص سورہ فاتحہ یا معوذتین کا انکار کرے وہ کافر ہے

اجمع المسلمون على ان المعوذتين والفاطحة  
من القرآن وان من محمد منها شيئاً كفره  
ما نقل عن ابن مسعود عن صحبه (آقان)



اور ابن مسعود سے اس کے خلاف جو کچھ منقول ہے وہ صحیح نہیں ہے۔

(۳) علامہ ابن حزم اپنی کتاب غلی میں لکھتے ہیں جیسا کہ اُن سے صاحب اتقان نے نقل کیا ہے کہ۔

هذا كذب علي ابن مسعود وضع  
انكار معوذتين ابن مسعود افرأ جعل ابن مسعود  
قراءات من غير صحة كقراءة معوذتين  
قراءات من غير صحة كقراءة معوذتين  
سے روایت کرتے ہیں اور قراءات میں معوذتیں بھی ہیں اور سورۃ فاتحہ بھی۔

نیز یہی علامہ ابن حزم اپنی کتاب الفصل فی الملل والنحل جلد ثانی صفحہ ۷۷ میں لکھتے ہیں  
واما قولهم ان مصحف عبد الله  
ابن مسعود خلاف مصحفنا باطل وكذب  
وافك مصحف عبد الله ابن مسعود اتمامه  
قراءته بلا شك وقراءته هي قراءة عام  
المشهوره عند جميع اهل الاسلام في  
شرق الدنيا وغربها فقرأها كما ذكرنا  
باقی راہگوں کا یہ کہنا کہ عبد اللہ ابن مسعود کا مصحف ہمارے مصحف  
کھلا تھا تو یہ بالکل غلط، جھوٹا اور بہتان ہے عبد اللہ  
بن مسعود کا مصحف بلاشبہ وہی ہے جس میں ان کی قرات  
تھی اور ان کی قرات وہی عام کی قرات ہے جو تمام  
مسلمانوں میں مشہور ہے دنیا کی مشرق میں بھی اور مغرب  
میں بھی ہلوگ اسکو اب بھی پڑھتے ہیں جیسا کہ ہم نے بیان کیا۔

(۴) علامہ بحر العلوم فرنگی غلی شرح مسلم الثبوت میں لکھتے ہیں کہ۔  
فنسبته انكاره كونه من القرآن الى  
غلط فاحش ومن اسناد الانكار الى ابن  
مسعود فلا يعبأ بسنده عند معارضة  
هذه الاسانيد الصحيحة بالاجماع  
والمثاقاة باقبال عند العلماء الكوام  
بله والامة كاذبة كلها فظهر ان نسبة  
الانكار الى ابن مسعود باطل۔

ابن مسعود کی طرف اس کے قرآن ہونے کا انکار منسوب  
کو ناصری غلطی ہے اور جس نے یہ انکار ابن مسعود کی طرف  
منسوب کیا ہے اس کی سند لائق توجہ نہیں جبکہ اس کے  
خلاف یہ صحیح سندیں موجود ہیں جن پر اجماع ہے اور جنکو  
علمائے کرام نے بلکہ تمام امت نے قبول کیا ہے  
پس صاف طور پر معلوم ہو گیا کہ ابن مسعود کی طرف  
انکار کو منسوب کرنا بالکل غلط ہے۔

یہ چار اقوال علمائے کرام کے اس مقام پر کافی ہیں جن میں دو روایتیں علی پایہ رکھتے  
ہیں اور دو روایتیں۔



دلیل سے دو قرآن مجید کی متواتر سندیں مسلمانوں کے پاس موجود ہیں جن کا سلسلہ بواسطہ صحابہ کرام کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے جن میں متعدد سندیں بواسطہ حضرت عبداللہ بن مسعود کے ہیں اور متعدد سندیں بواسطہ حضرت عثمان ذی النورین و حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہیں اور متعدد سندیں بواسطہ حضرت ابی بن کعب کے ہیں اور ان تمام سندوں میں بے کم و کاست بلا اختلاف یہی قرآن مجید منقول ہے جو خدا کے انعام سے ہمارے سینوں اور گھنٹیوں میں انسداد نسل متواتر چلا آ رہا ہے اس میں سورہ فاتحہ بھی ہے معوذتین بھی ہیں لہذا قطعاً و یقیناً معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود کو سورہ فاتحہ یا معوذتین کے نہ قرآن ہونے سے انکار تھا نہ مصحف میں ان کی کتابت کو منع کرتے تھے بلکہ وہ ہمیشہ اسی قرآن شریف کا درس دیتے رہے۔

زیادہ نہ ہو سکے تو نمونہ کے طور پر صرف قرآن سبعہ کی سندیں جو شرقاً و غرباً متداول ہیں اور اہل سنت کے پاس بکثرت موجود ہیں مطالعہ کر لی جائیں یہ قرآن سبعہ فلک اسلام کے بدور سبعہ کہے جاتے ہیں ان میں سے ایک قاری ہرینہ سورہ کے ہیں نام ان کا نافع ہے اور ایک مکہ معظمہ کے ہیں نام ان کا عبد اللہ بن کثیر ہے اور ایک بصرہ کے ہیں نام ان کا ابو عمرو ذی نفع ہے اور ایک دمشق کے ہیں نام ان کا عبد اللہ بن عاص ہے اور تین قاری خاص کوفہ کے ہیں وہی کوفہ جو حضرت عمرؓ کے وقت سے حضرت عبداللہ بن مسعود کا دارالتعلیم تھا اور آخر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دارالخلافت بنا وہی کوفہ ہمارے امام اعظم امام ابو حنیفہؒ کا مولد و منشا اور درس گاہ تھا

قال الولی الشاطبی

بالکوفۃ الغراء منہم ثلاثہ اذا عوا فقد ضاعت شد او قرفلا

کوفہ کے ان تینوں قاریوں کے نام نہی عاصم حمزہ کسائی (ام النخو)

اس جگہ بغیاں طول ان ساتوں میں سے بھی صرف ان تین قرآن کو ذکر کی بعض سندیں درج کی جاتی ہیں۔

حضرت عاصم نے پورا قرآن شریف حضرت حنفیہؓ کے پاس پڑھا عبداللہ بن حبیب ابو عبد الرحمن سلمیٰ اور زبیر جعفی سے عبداللہ بن حبیب ابو عبد الرحمن سلمیٰ نے پورا قرآن شریف حرف بحرف پڑھا حضرت عثمان اور حضرت علی سے اور حضرت عبداللہ بن مسعود سے اور حضرت



ابی بن کعب سے اور حضرت زید بن ثابت سے اور زربن جیش نے منجملہ ان پانچ صحابیوں کے حضرت عثمان اور حضرت ابن مسعود سے پورا قرآن شریف حرف بحرف پڑھا اور ان حضرات نے پورا قرآن مجید حرف بحرف پڑھا رسول رب جلیل صاحب الوحی والتزیل صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

حَضْرَتِ حَمْزِی نے پورا قرآن شریف حرف بحرف پڑھا بہت بزرگوں سے جن میں مکیہ کے نام یہ ہیں۔

حضرت صادق، اعمش، محمد بن ابی یلیٰ قاضی، عمران بن عین

اور حضرت جعفر نے پورا قرآن مجید پڑھا اپنے والد حضرت محمد الباقر سے انھوں نے اپنے والد حضرت علی بن حسین (زین العابدین) سے انھوں نے اپنے والد حضرت حسین (شہید کربلا) سے انھوں نے اپنے والد حضرت علی مرتضیٰ سے۔

اور اعلمش نے پورا قرآن مجید پڑھا۔ یحییٰ بن ذباب سے انھوں نے علمہ اور اسود اور زبیر بن حنیف اور ابو عبد الرحمن سلمیٰ اور عبید بن فضلہ سے ان سب نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے اور محمد بن ابی لیلیٰ نے پورا قرآن مجید پڑھا ابو المنہال سے انھوں نے سعید بن جبیر سے انھوں نے حضرت عبداللہ بن عباس سے انھوں نے حضرت ابی بن کعب سے اور حران بن اعین نے پورا قرآن مجید پڑھا ابو الاسود سے انھوں نے حضرت عثمان و حضرت علی سے۔

اور ان چاروں صحابیوں (یعنی حضرت علی حضرت ابن مسعود حضرت ابی بن کعب حضرت عثمان) نے پورا قرآن شریف پڑھا جب رب العالمین رسول صادق امین صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عکسائیؓ نے پورا قرآن مجید حضرت حمزہ اور عبید بن جریحؓ سے پڑھا حضرت حمزہ کی سند ادیبہ مذکورہ ہو چکی باقی رہے عیسیٰ بن عمر انھوں نے پورا قرآن مجید پڑھا طلحہ بن مضرؓ سے انھوں نے ابراہیم نخعیؓ سے انھوں نے علقمہؓ سے انھوں نے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے انھوں

۱۸۔ سنہ ۱۱۸۱ھ میں محمد بن عبد الملک پیدا ہوئے اور سنہ ۱۱۸۵ھ میں وفات پائی ۱۸

لکھ کا لقب ہے اس وجہ سے کہ انھوں نے احرام حج کا کاک او نیچا کئی اور طرح کرنا دیکھا تھا۔ نام علی بن حمزہ کینست بر علی

شعبہ میں کی گئی تھی۔ ۱۸۹۵ء میں بعد ہارون رشید وفات پائی ۱۳



نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ۔

دیکھو ان تینوں قاریوں نے اسی قرآن شریف کو جس طرح حضرت عثمان حضرت علی  
حضرت ابی بن کعب سے روایت کیا اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعود سے بھی روایت کیا اور  
کوئی اختلاف ان کا یا کسی کا کسی لفظ کے متعلق نقل نہیں کیا معلوم ہوا کہ اختلاف کی روایتیں محض بے  
بنیاد اور کسی دشمن قرآن کی خانہ زاد ہیں ۔ کوئی معشوق ہے اس پردہ زنگاری میں ۔ ہاں سرور علی  
اختلافات البتہ صحابہ کرام میں تھے اور وہ اب تک ہیں اور وہ سب مختلف قراءتوں میں لوح محفوظ سے  
اتری تھیں اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی ہیں ۔

دلیل سوم ۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام  
و افاضل اصحاب سے ہیں اور بہت سے بے نظیر فضائل و کمالات میں بہت صحابہؓ میں ممتاز ہیں  
سراشخیں رضی اللہ عنہما کے بالخصوص اگر کسی صحابی کو آپؐ اپنی امت کا مقصد انبیا ہے تو وہ عبداللہ  
بن مسعود ہی ہیں ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل کی نسبت فرمایا ما امرکم ابن ام عبد غنڈ  
یعنی عبداللہ بن مسعود تم کو جس بات کا حکم دیں اس پر عمل کرو اور فرمایا رضیت لامتی ما رضی لہا ابن ام  
عبد و صحف لہا ما صحف لہا ابن ام عبد یعنی میں نے اپنی امت کے لئے اس چیز کو پسند کیا جس  
کو ابن مسعود پسند کریں اور میں نے اپنی امت کے لئے اس چیز کو ناپسند کیا جس کو ابن مسعود ناپسند  
کریں حضرت عمر جب ان کو دیکھتے تو فرماتے کنیف ملٹی علما ایک طرف ہے علم سے بے خبر حضرت علی  
نے ان کے متعلق فرمایا قرأ القرآن و علم السنۃ و کفی بذلک یعنی انھوں نے قرآن پڑھ لیا اور  
اور سنت کا علم حاصل کر لیا ہے اور اسی قدر کافی ہے ۔ ترمذی میں ہے ۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم تمسکوا  
بعہد ابن ام عبد  
نیر ترمذی میں ہے ۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لو کنت اذقر  
احدا من غیر مشورۃ لا ہرت ابن ام عبد  
نہی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں کسی کو بغیر مشورہ  
سردار بناتا تو عبداللہ بن مسعود کو بناتا ۔  
معلوم ہوا کہ ان میں سردار اور پیشوا بننے کی قابلیت ایسی یقینی تھی کہ حاجت مشورہ کی نہ تھی



روایت حدیث میں بھی ان کے واجب الاعتماد ہونے کا حکم دیا گیا۔ ترمذی میں ہے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
سے عبد اللہ بن مسعود بیان کریں اسی تصدیق کرو

اور قرأت قرآن میں تو خصوصیت کے ساتھ آپ نے ان کو اپنی امت کا استاد واجب  
الاطاعت قرار دیا۔ ترمذی میں ہے۔

عن حذیفۃ قال النبی صلی اللہ علیہ  
حضرت حذیفہ سے روایت یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے  
فرمایا عبد اللہ بن مسعود تم قرآن جس طرح پڑھا میں  
اسی طرح پڑھو۔

صحیح بخاری میں ہے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
القرآن من اربعۃ من عبد اللہ بن مسعود  
مسلم مولیٰ الحی حذیفۃ دالی بن کعب  
ومعاذ بن جبل

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن چار  
شخصوں سے پڑھو عبد اللہ بن مسعود سے  
اور سالم مولیٰ البرہہ بنہ اور ابی بن کعب  
اور معاذ بن جبل سے۔

حضرت شیخ ولی اللہ محدث دہلوی ازالۃ الخفایں فرماتے ہیں۔

جاننا چاہیے کہ عبد اللہ بن مسعود اکابر صحابہ میں سے اور  
ان لوگوں میں سے ہیں جن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
نے عظیم الشان خوشخبریاں دیں اور ان کو اپنی امت  
پر اپنے بعد قرآن شریف کے پڑھانے اور فقہ کی  
تعلیم اور وعظ میں اپنا جانشین بنایا اور نبی صلی  
اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور آپ کی خدمت کی

فاعلم ان عبد اللہ بن مسعود من  
کبار الصحابة ومن بشرة النبی صلی اللہ  
علیہ وسلم ببشائر عظیمۃ واستخلفہ فی  
امتہ بعدہ فی قراءۃ القرآن والفقہ  
والموعظۃ وكان من اکرم الصحابة  
بہمیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وخلفاء  
بزرگی تمام صحابہ سے ان میں زیادہ بھی۔

اسرار الانوار میں ہے۔

جب عبد اللہ بن مسعود کو ذمہ داری تو ان کے

کان بالکوفۃ ولہ اربعۃ الالف تلمیذ



چار ہزار شاگرد تھے جو ان کے سامنے بیٹھ کر علم حاصل کرتے تھے یہاں تک کہ روایت یہ کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرائض آئے تو عبداللہ بن مسعود اپنے شاگردوں کو ساتھ لیکر پیشوا کیلئے گئے اس مجمع نے آسمان کا کنارہ بھر دیا جب حضرت علی نے اس مجمع کو دیکھا تو حضرت ابن مسعود سے فرمایا کہ آپ نے اس بستی کو علم اور فتنہ سے لبریز کر دیا۔

علامہ ابن قیم اعلام الموقعین میں لکھتے ہیں۔

مسروق کہتے ہیں کہ میں نے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا موازنہ کیا تو معلوم ہوا کہ تمام صحابہ کا علم چھ کے پاس جمع ہے حضرت علی حضرت عبداللہ بن مسعود حضرت عمر بن الخطاب حضرت زید بن ثابت حضرت ابوالدرداء حضرت ابی بن کعب پھر ان چھ کا موازنہ کیا تو معلوم ہوا کہ ان سب کا علم حضرت علی اور حضرت ابن مسعود کے پاس جمع ہے۔

تعلیمون بین ید یدہ حتی یروی اندہ لما قدم علی رضی اللہ عنہ الکوفۃ تخرج عبد اللہ بن مسعود مع اصحابہ حتی سدوا الافق فلما راہو علی رضی اللہ عنہ قال ملات ہذہ القریۃ علیہا وفقہا۔

قال مسروق شامت اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوجدت علمہم انتھی الی ستۃ الی علی وعبد اللہ بن مسعود وعمر بن الخطاب وزید بن ثابت ابی الدرداء والی بن کعب ثم شامت الستۃ فوجدت علمہم انتھی الی علی وعبد اللہ

نیز اسی کتاب میں ہے۔

قال محمد بن جریر لکن احدکم اصحاب معروف بن حمرہ واقبایہ ومذاہبہ فی الفقہ غیر ابن مسعود

محمد بن جریر کہتے ہیں کہ صحابہ میں کوئی نہ تھا جس کے شاگرد ایسے نامور ہوں اور اس کے فتوے اور اس کے فقہی اجتہادات کو انھوں نے لکھا ہو سوا ابن مسعود کے۔

ان احادیث اور اقوال سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے متعلق ساری باتیں معلوم ہوئیں (۱) آنحضرت علیہ السلام نے ان کو اپنی امت کا مقتدا پسندیدہ فرمایا ان کے



احکام کی اطاعت واجب کر دی (۲) آپ نے انکی روایت کی تصدیق کا حکم دیا (۳) آپ نے ان کو قرأت قرآن میں استادی کی سند دی (۴) تمام صحابہ کے علم کے فرائض جن دو صحابیوں کے پاس تھے ان میں سے ایک وہ ہیں (۵) صرف کوثر میں بیک وقت ان کے چار ہزار شاگرد تھے۔ (۶) ان کے سوا کسی صحابی کے شاگرد اس قدر نامور لوگ نہیں ہوئے (۷) ان کے فتوے اور فقہی اجتہادات ان کے شاگرد قلمبند کرتے تھے کسی دوسرے صحابی کے لئے ایسا اہتمام نہیں کیا گیا۔

حضرت ابن مسعود کی اس جلالت شان کو دیکھ کر کیا عقل سلیم اس بات کو باور کر سکتی ہے کہ حضرت مہرورج جو معوذتین یا سورہ فاتحہ کے قرآن ہونے سے یا مصحف میں لکھنے سے انکار کرتے اور ان کا انکار ان کے ہزاروں شاگردوں میں سے صرف تین شاگرد روایت کرے اور کسی چوتھے کو اس کی خبر نہ ہوئی اور یہ تین شاگرد بھی وہ جنہ متواتر سندوں کے ساتھ اس انکار کے خلاف کی روایت نقل کی گئی ہے اور پھر وہ انکار اس طرح گنہ گامی اور کس مہربانی کی حالت میں بڑا تھا امت میں سے ایک مشتفق بھی ان کا ہنجیال نہ بقنانہ معوذتین و سورہ فاتحہ کی قرآنیت میں کسی کو شک پیدا ہوتا نہ دین کی اتنی بڑی اصل عظیم یعنی قرآن کے انکار کی وجہ سے ابن مسعود کو کوئی بدنامی آتی۔

یہ وہ باتیں ہیں جن کو زمانہ کبھی تسلیم نہیں کر سکتا۔ ولعمرو ما قیلہ

احق شیء بود ما تخالفنا شہادۃ الدھر فاحکم صنعۃ الحد

یقیناً اگر ابن مسعود سنکر مہربانی سے باتوں میں سے ایک بات ضرور ہوتی باتوں سورتوں کی قرآنیت مختلف فیہ ہو جاتی اور صحابہ سے لیکر اس وقت تک ہر زمانہ میں ایک بڑی جماعت ان سورتوں کے قرآنیت کی منکر رہتی۔ ابن مسعود کے ہزاروں شاگرد ان کے انکار کو روایت کرتے اور وہ محدثین کی تمام یا اکثر ملتزم اصحہ کتابوں میں ملتیں اور یا ابن مسعود اس انکار کی وجہ سے اس قدر بدنام ہوئے کہ نہ صرف ان کی تفسیق بلکہ تکفیر تک نوبت پہنچتی اور صحابہ و تابعین کی زبانوں پر ان کی عظمت و جلالت کا ایک لفظ بھی نہ آتا اور جب کہ ان دونوں باتوں میں سے ایک بات بھی نہ ہوئی تو باعین معلوم

لے انکار معوذتین کے راوی حضرت عبداللہ بن مسعود سے صرف تین شخص بیان کئے گئے ہیں علقمہ، ذر بن حبیش، ابو عبد الرحمن سلمیٰ اور یہ تینوں قرآن سید کی اسناد متواتر حضرت عبداللہ بن مسعود کی پورا قرآن شریف سے معوذتین کے روایت کر رہے ہیں جیسا کہ دلیل دوم میں بیان کیا ہے ترجمہ:- ہر چیز سے زیادہ رد کرنے کے قابل وہ چیز ہے جس کے خلاف دلائل شہادت دی گئے ہوں کہ نہ دلائل نہ اظہر کو اپنی طرح سیکھو



ہوا کہ انکار معوذتین کی روایت جعلی ہے یعنی روایت کو اصطلاح محدثین میں معلول کہتے ہیں۔  
 دلیل چہادہم یہ کہ گو عام طور پر یہ خیال لوگوں میں شہرت پا چکا ہے اور بعض روایات کی ظاہری  
 الفاظ سے بھی ایسا دہم ہوتا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں قرآن شریف  
 مجموعہ و مرتب نہ تھا حضرت ابو بکر صدیق کے عہد خلافت میں یہ کام ہوا اگرچہ بھی اس کی اثبات  
 نہیں ہوئی اور حضرت عمر کو بھی اپنے زمانہ خلافت میں اس کی اشاعت کا موقع ملا حضرت  
 عثمان نے ۲۵ھ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے پندرہ برس بعد حضرت ابو بکر صدیق  
 کے جمع کئے ہوئے قرآن کی نقلیں کر کے تمام ممالک اسلامیہ میں شائع کیں پھر اس حقیقہ  
 راقم سطور کا خیال بھی تقلید ہی طور پر ایسا ہی تھا چنانچہ انجم کے مناظرہ حصہ اول میں میں نے ایسا  
 ہی لکھا ہے مگر اس کے بعد نور توفیق نے مدد کی اور تحقیق کا دروازہ کھلا بیشمار دلائل عقلیہ فطریہ اور  
 براین نقلیہ نے میرے خیال میان کو محو کر دیا اور روز روشن کی طرح یہ بات ظاہر ہو گئی کہ خود رسول  
 رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آپ کے استہام سے قرآن شریف کی جمع و ترتیب کا کام  
 نہایت کامل طریقہ سے ہو چکا تھا اور اس کی اشاعت بھی خود آپ ہی کے سامنے ہو چکی تھی جس وقت  
 آپ نے رفیق اعلیٰ کی طرف رحلت کی تو بیشمار سنیوں اور مفسرین میں پورا قرآن شریف محفوظ رکھے تھے  
 تو اتر قرآن کا سلسلہ جو آپ کے سامنے شروع ہوا وہی سلسلہ اسی شان کے ساتھ اب تک چلا آ رہا ہے  
 اور انشاء اللہ قیامت تک رہیگا پھر یہ بھی معلوم ہوا کہ محققین سابقین سے بھی اس کی تصریح منقول ہے  
 اور کوئی صحیح روایت بھی اس کی تحقیق کی مزاحمت نہیں کرتی۔

اس تحقیق کے بیان کرنے کے لئے ایک مستقل تصنیف کی حاجت ہو جس کو ایک حد تک میرے ایک  
 فاضل دوست نے اپنی کتاب تاریخ القرآن میں پورا کیا ہے اور یہ کتاب کسی سال ہوئے چھپ گئی ہے من  
 شاء فیلیط العہد اگر غایت ایزدی نے مدد کی تو یہ ناچیز بھی عنقریب اس موضوع پر کتاب لکھیگا۔ واللہ  
 ولی التوفیق وہو الہادی الی سوائہ الطریق۔

پس جب کہ قرآن شریف اسی ہیئت کذائی کے ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے استہام  
 سے آپ کی نظر مبارک کے سامنے جمع ہو چکا تھا تو اس میں کسی قسم کا اختلاف نہ حضرت عبداللہ بن  
 مسعود کہتے تھے نہ کوئی اور صحابی کہتا تھا کہ اختلاف اپنا مصحف ترتیب کر سکتا تھا۔  
 www.jmnpak.tk



لہذا حضرت ابن مسعودؓ سے انکار موقوفین کا سزا ہو جانا قطعاً نا ممکن بات ہے اور انکار کی روایت ان سے یقیناً غلط ہو۔  
اب ایک ذرا سی بات باقی رہ گئی کہ شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی نے انکار موقوفین کی روایت کو صحیح کہا ہے اور ان کی تعلیل دکر کے اور بھی دو ایک علمائے اس کی تصحیح کی ہے لیکن اس کا قیاس تحقیق کے بعد اب اس کے جواب دینے کی حاجت نہ رہی اور اصل یہ ہے کہ جو روایت کسی علت معنوی کی وجہ سے مقہور ہوئی ہے بسا اوقات اس کی جرح و تعدیل میں محدثین کا اختلاف ہو جاتا ہے کئی دہن اس علت تک پہنچ جاتا ہے اور وہ اس روایت پر قانع کر دیتا ہے اور کسی کی سمجھ میں وہ علت نہیں آتی اور وہ اس روایت کو صحیح کہہ دیتا ہے۔

نیا ہی نسخہ عبارت منقولہ بالا کے بعد حاضری صاحب رستم طراز ہیں۔  
تفسیر منثور مطبوعہ مصر جلد ششم صفحہ ۲۵۸ سطرہ میں امام سیوطی نے لکھا ہے  
سعید بن منصور احمد بن حمید بخاری مسلم ترمذی ابی ابن جریر ابن  
المنذر اور ابن مردودہ نے علقمہ سے روایت کی ہے انما قدم الشام  
فجلس الی ابی الدرداء فقال لما ابوالدرداء ممن انت قال من  
من اهل الكوفة قال کیف سمعت عبد اللہ یقول أو اللیل اذ انقضت  
قال علقمہ والذکر والانثی فقال ابوالدرداء استہد انی سمعت  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول هكذا وهولاء یبیدون  
علی انی اقواها خلق الذکر والانثی واللہ لا اتابعہم انتھی لفظہ  
یعنی علقمہ ایک مرتبہ شام میں آیا اور ابوالدرداء کے پاس بیٹھا انھوں نے پوچھا کہ تم  
کن لوگوں میں سے ہو علقمہ نے کہا کہ میں ابی الدرداء سے ہوں پس ابوالدرداء نے کہا تم  
نے عبد اللہ کو سورۃ واللیل اذ انقضت کس طرح پڑھتے سنلے علقمہ نے کہا میں نے  
بجائے وما خلق الذکر والانثی کے والذکر والانثی پڑھتے سنا ہے پس  
ابوالدرداء نے کہا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
کو بھی یہی پڑھتے سنا ہو لیکن یہ لوگ چاہتے ہیں کہ میں وما خلق الذکر  
والانثی پڑھوں بخدا میں ہرگز ان کی متابعت نہ کروں گا۔



# الْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ

اس روایت سے بھی حائری صاحب کا مقصد کسی طرح حاصل نہیں ہوتا یعنی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ لفظ و ما خلق جو قرآن شریف میں سورہ والیل میں ہے کلام الہی نہیں ہے بلکہ کسی شخص کی بڑھائی ہوئی ہے کیوں کہ۔

اولاً اس روایت میں صرف اسی قدر تذکرہ ہے کہ علقمہ نے عبداللہ بن مسعود کو والی کو والانشی پڑھتے ہوئے سنا ما خلق پڑھتے ہوئے نہیں سنا اور یہ کہ حضرت ابوالدرداء نے کہا کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو الذکور والانشی پڑھتے ہوئے سنا ہے لہذا میں و ما خلق الذکور والانشی نہ پڑھوں گا اس سے زیادہ اور کوئی بات اس روایت میں نہیں ہے لفظ ما خلق کے کلام الہی ہونے کی نفی نہ عبداللہ بن مسعود نے کی نہ ابوالدرداء نے نہ حضرت ابوالدرداء کا اس کے پڑھنے سے انکار کرنا تو اس انکار کی وجہ یہ ہے کہ صحابہ کرام کی عادت یہ تھی کہ جو تعلیم کسی صحابی کو بلا واسطہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتی وہ اس تعلیم پر نہایت مضبوطی سے قائم رہتے تھے کسی طرح ترک نہ کرتے تھے اگرچہ کتنے ہی قابل وثوق و معزز راوی سے اس کے خلاف دوسری تعلیم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ان تک پہنچ بھی جاتی اور ایسا ہی ہونا بھی چاہیے تھا "شنیہ کے بودمانند ویدہ"

اسی کو اختلاف قراءت کہتے ہیں لہذا اس روایت سے صرف اس قدر معلوم ہوا کہ بیات دونوں قراءتوں کے ساتھ نازل ہوئی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں قراءتوں میں صحابہ کو تعلیم دی ہوں کسی کو یہ کسی کو وہ۔ حضرت ابوالدرداء اور حضرت ابن مسعود کو صرف والذکور والانشی کی تعلیم دی دوسروں کو و ما خلق الذکور والانشی کی۔ اس قسم کا اختلاف نسخ دوسرے مصنفین کی کتب میں بھی ہوتا ہے اور جو اختلاف نسخ خود مصنف کا مجوزہ ہوتا ہے اس کو کتاب کی غلطی یا کمی بیشی نہیں کہا جاتا کمالا بخفی۔

ثانیاً اس روایت میں بھی وہی خرابی موجود ہے جو روایت سابقہ میں تھی یعنی یہ کہ یہ روایت دوسری روایات متواترہ کے خلاف ہے۔ قرائے کوذکر کی سندوں میں حضرت ابن مسعود ہی اسی



قرآن شریف کو روایت کر رہے ہیں۔

اس کے علاوہ بعض دوسری خبریں بھی جو اوپر مذکور ہوئیں اس روایت میں بھی موجود ہیں لہذا قطعاً و یقیناً یہ روایت من حیث اسناد شاذ ہوگئی اور من حیث المتن تو بالکل ساقط از اعتبار بھی دیکھ ہے کہ ائمہ قرأت نے والذکو والانشی کو قرأت شاذہ میں شمار کیا ہے اور تمام امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ اگر نماز میں قصداً کوئی شخص اس قرأت کو پڑھے تو اس کی نماز نہ ہوگی۔

یہاں تک تو حاضری صاحب کی پیش کی ہوئی روایت کا مفصل جواب دیا گیا لیکن اب مزید تفصیل بے ضرورت ہے بلکہ اب کچھ نہ لکھا جائے تو بھی کافی ہے فان الغرض تبنی عن الغدی والعلیل یدل علی الکثرت لہذا اب ہم بقیہ تمام روایات کو نمبر ششم میں جمع کئے دیتے ہیں سو انہی ترتیب کے کہ اس کو ذرا تفصیل کے ساتھ نمبر ششم میں بیان کریں گے اور جو کچھ فضولیات باقی رہ گئی ہیں ان کا نمونہ نمبر ششم میں دکھائیں گے اور انہیں تینوں نمبروں پر انشاء اللہ یہ بحث دوم تمام ہو جائے گی۔

خبر منتشر عبارت منقولہ بالا کے بعد حاضری صاحب نے حسب ذیل کسٹس مواقع تحریف کے اور پیش فرمائے ہیں

اولیٰ سورہ احزاب کے متعلق جس کا ثانی و کافی جواب مع شکی زائد النجم کے مناظرہ حصہ اول میں کسٹس سال ہوئے چھپ چکا اور جواب اب جواب نہ ہوا نہ ہو سکتا ہے۔

ترجمہ :- ایک جیلویانی پورے جوش کی حالت بنا دیتا ہے اور تھوڑی چربیت چیز کا نمونہ ہوتا ہے ۱۲۔ خلاصہ اس جواب کا یہ ہے کہ ان روایات میں سورہ احزاب کی آیتوں کا نکال ڈالا جانا یا تحریف کیا جانا مذکور نہیں ہے بلکہ صرف یہ بیان ہے کہ اس سورت میں دو سو آیتیں تھیں مگر حضرت عثمان اس سے زائد آیتوں کے لکھنے پر قادر نہ ہوئے جتنی کہ اب موجود ہیں۔ قیادہ ہو سکتی ہے جو بھی دور کی روایات میں بیان ہوئی ہیں کہ حاضری صاحب نے نقل نہیں کیا۔ چنانچہ درخشوری میں صحیح بخاری سے نقل کیا ہے کہ حضرت حذیفہ کہتے ہیں وہ آیتیں ہم بھول گئے پھر کہیں نہیں یونہی کسی کو یاد رہیں۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے ایسے نسیان عام کو نسخ کی علامت قرار دے دیا ہے قوله تعالیٰ منقرض فلان قسسی الشا شک اللہ وقوله تعالیٰ ما تنسخ من آیتہ او تنسخہا اسی وجہ سے تمام علمائے اہل سنت نے اس روایت کو نسخ کی مثال میں پیش کیا ہے۔ ایک متنفس نے بھی اس سے تحریف کا مضمون نہیں سمجھا۔ حاضری صاحب نے اتقان سے اس روایت کو نقل کیا ہے۔ اتقان میں بھی یہ روایت نسخ کی مثال میں لائی گئی ہے مگر حاضری صاحب نے اذراہ خیانت اس کا بستر نہیں دیا۔ طرہ یہ کہ علامہ شمشید نے بھی سورہ احزاب کی روایتوں کو نسخ پر محمول کیا ہے۔ دیکھو صفحہ ۲۵ کتاب بقارہ ایک لطیفہ یہ بھی ہے کہ حاضری صاحب نے لہو و قدور کا ترجمہ بجائے اس کے کہ حضرت عثمان قیادہ نہ ہوئے۔ یہ لکھا ہے کہ حضرت عثمان نے اسی قدر آیتیں لکھیں (الحوول و لا قوۃ) اس قسم کی فریب کار روایات کر کے لوگوں کے ایمان کی رہبری کریں اور پھر اپنے کو مسلمان کہیں ۱۳۔



دوم سورہ توبہ کے متعلق اس کا جواب بھی مناظرہ حصہ اول میں موجود ہے۔ درمنثور کی عبارت نقل کرنے میں اس موقع پر ایک ناقابل معافی خیانت کی ہے۔

ستوم سورہ فاتحہ کی لفظ صراط کے متعلق یہ البتہ نئی مثال تحریف کی ہے جو شاید حاضری صاحب کی ہمہ دانی و عالی دماغی کا نتیجہ ہو مفسرین لکھتے ہیں کہ لفظ صراط کی اصل صراط تھی ایک قاعدہ صرفی کی وجہ سے سین کو صا و سے بدل دیا گیا۔ یہ قاعدہ چونکہ جوازی ہے اس لئے یہ لفظ دونوں طرح مستعمل ہے اور دونوں طرح اس کی قرأت بھی منقول ہے حاضری صاحب نے صراط والی روایت کو نقل کر کے جھٹکھد یا کہ یہ بھی تحریف ہے اس سے ان کو کیا مطلب کہ یہ لفظ دونوں طرح صحیح اور دونوں طرح تواتر منقول ہے۔ علامہ زمرخشی کشاف میں اس لفظ کی تفسیر لکھتے ہیں

السراط المجادۃ من سراط الشی اذا سراط راستے کو کہتے ہیں یہ لفظ اس محاورے سے

اتبعوا لانا لیستوی السبیلۃ اذا سلكوا اخذوہ کہ جب کوئی شخص کسی شی کو نگل جاتا ہے تو کہتے

سہ خلاصہ اس جابجا یہ ہو کہ سورہ توبہ کی روایات میں بھی کہیں تحریف کا ذکر نہیں بلکہ دوسری روایات میں صاف نسخ کا لفظ موجود ہے

عالم التنزیل میں ہے قال عبد اللہ بن عباس نزل اللہ تعالیٰ ذکر سبعین رجلا من المنافقین یا اسمائہم واسماء ابائہمھم ثور فسخ ذک ال اسماء رحمۃ اللومنین لثلا یعبیون بعضہو

بعضنا لان اولادھو کا فوا مومنین یعنی عبد اللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ سورہ توبہ میں ستر منافقوں کی مذمت نا بانام بقید ولایت نازل ہوئی تھی مگر بعد میں نام منوخ کر دیئے گئے کیوں کہ ان منافقوں کی اولاد مومن تھی تاکہ آپس میں ایک دوسرے کو مار نہ دلائیں مگر حاضری صاحب اس روایت کا ذکر کیا۔ رہا یہ کہ حضرت عمر نے فرمایا کہ تمام صحابہ کی فضیلتیں اس سورہ میں تھیں یہ حاضری صاحب کا طبع زاد مضمون ہے حضرت عمر کی روایات میں تو صرف یہ ہے کہ گمان ہوا کہ کوئی ذبحے گا جس کے پاس میں کچھ نہ کچھ نازل ہو گا ان کی لفظ صاف تبارہ ہے کہ ایسا ہوا نہیں درحقیقت کہ کوئی نہیں بچا اور چونکہ اس وقت منافق بھی صحابہ میں ملے جاتے تھے اس لئے منافقوں کی مذمت سے یہ اندیشہ ہوا نیز مذمت اور نصیحت اور جہیز ہے اور علماء عقاب اور شیخ بے مظلومہ عتاب تو قرآن مجید میں سید الانبیاء پر بھی ہیں دیکھو سورہ عبس اور یہ عتاب مجائے خود دلیل نبوت پر ۱۳۷۷ وہ خیانت یہ ہے کہ درمنثور جلد سوم صفحہ ۲۰۸ مطبوعہ مصر سے حضرت حذیفہ کی روایت میں یہ الفاظ نقل کئے ہیں واللہ ما توکنا احد الا قال منہ اور ترجمہ کر لیا ہے کہ خدا کی قسم ہم صحابہ میں سے ایک بھی نہیں چھوڑا۔ جس کے متعلق کوئی ذکوئی آیت عاب کی نہ آئی ہو حالانکہ درمنثور میں ما توکنا احد اہے جسکے معنی ہوئے کہ کسی کو نہیں چھوڑا۔ منکم کی غیر حاضری صاحب نے بطور کہ ہم صحابہ ترجمہ میں اضافہ کیا ما توکنا احد اہے معنی نہیں ہے معنی بدل گئے مطلب بدل گیا اور بقاعدہ عربیت بھی ما توکنا غلط ہے کیونکہ یہ صیغہ مذکر کا ہے اور اس کی ضمیر سورت کی طرف پھرگی جو سوٹ ہے کیا یہ خیانت قابل درگزر ہو سکتی ہے حاضری صاحب نے ما توکنا کے معنی میں روایت کا مصداق بنا دیا۔ ۱۲



کما سی لقیما لئلا یلتقمہما والصراط من  
قلب السین صاد الاجل الطاء کفو لم  
مصیطر فی مسیطر وقد تشع للصاد  
صوت الزای وقری بہن جمیعاً فصحا  
اخلاص الصاد وہی لغة قریشی  
الثابتہ فی مصحف الامام  
زیادہ فصیح خالص صا د ہے اور یہی لغت قریش کی ہے اور مصحف امام میں بھی یہی لکھا گیا ہے۔

حاری صاحب کو خبر نہیں کہ اس قسم کے اختلاف قرأت بہت ہیں اور بڑی بڑی کتابیں  
اس فن میں ہیں وہ ایک بڑی موٹی کتاب لکھ ڈالتے اور شیعوں سے یہ کہہ کر دیکھو میں نے شیعوں کی  
کتابوں سے تحریف قرآن ثابت کرنے کے لئے اتنی بڑی کتاب لکھ دی خوب نفاذ خطا حاصل کرتے۔  
چچا وہم سورہ فاتحہ کے لفظ ملک کے متعلق یہ تحریف بھی حاری صاحب کی ایجاد ہے کسی  
کتاب میں دیکھ لیا کہ بعض صحابہ نے یا رسول خدا اسی اللہ نے ملک بغیر الف کے پڑھا پس آپ کی خوشی  
کی کوئی حد نہ رہی اور جلدی سے بول اٹھے کہ یہ بھی تحریف ہے۔ "ایں ہمہ کچھ شتر است۔" ان کو کیا خبر کہ یہ  
لفظ دونوں طرح بقاعدہ عربیت صحیح ہے اور دونوں قرأتیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر کم  
خط بھی دونوں کو محض اور آج تک دونوں قرأتیں مسلمانوں میں رائج نماز میں پڑھی جاتی ہیں علامہ  
ابو عمر دوانی غوی مرقی متوفی ۱۱۸۸ھ اپنی کتاب تیسیر لکھتے ہیں۔

قراءۃ الصاد والکسائی مالک یوم  
الدین بالالف والباء فان بغیر الف  
بدور جمع میں سے ہضم اور کسائی نے مالک الف کے  
ساتھ اپنی قرأت میں کھا ہر اور باقی اپنا پچھرا لہنے  
مالک بغیر الف کے۔

پہنچے حاری صاحب نے در مشور سے نقل کیا ہے کہ حضرت عمر اور عبداللہ بن زبیر سورہ  
فاتحہ میں من انعمت علیہم عن المعصوب علیہم وعبوا الصالحین پڑھتے تھے۔

لے ابن ابی شیبہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو نسخہ قرآن شریف کے بڑے اہتمام و محنت کے ساتھ  
لکھوا کر اسلامی مملکت کے ہر پرصوبہ میں بھیجے تھے ان کو مصحف امام کہتے ہیں ۱۱۔



جواب یہ ہے کہ اس روایت کو بھی تحریف سے کوئی تعلق نہیں نہ روایت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ سورہ فاتحہ کے موجودہ الفاظ غلط ہیں نہ یہ مضمون کہ سورہ فاتحہ میں کسی نے تحریف کر دی اور سورہ فاتحہ میں تو تحریف ہو بھی نہیں سکتی کیونکہ عدا تحریف کا احتمال تو ان الفاظ میں اس سبب نہیں کہ الذین کے بجائے من یا لا کے بجائے غیب رکھ دینے سے کوئی جدید مطلب نہیں پیدا ہوا جو معنی تھے وہی رہے اور سہوا تحریف کا احتمال اس سبب نہیں کہ سورہ فاتحہ ہر نماز کی ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہے جس سورت کی ہر روز کم سے کم تیس چالیس بار تکرار ہوتی ہو اس میں سہو کی کیا گنجائش نہیں زیادہ سے زیادہ یہ روایت اختلاف قرارت پر دلالت کرتی ہے لیکن ائمہ قرار نے اس اختلاف قرارت کو قبول نہیں کیا کیوں کہ یہ روایت شاذ ناقابل اعتبار ہے پوری سند بھی اس روایت کی معلوم نہیں حائر کی صاحب کہیں سے تلاش کر کے نقل کریں تو حقیقت معلوم ہو کہ کس شیعو صاحب کی عنایت سے یہ روایت وجود میں آئی۔ قرآن مجید کے متعلق اکثر اس قسم کی روایات شیعوں کی تصنیف ہیں جو دھوکہ دیکر ہماری کتب میں درج کرائی گئی ہیں لیکن اصول وقواعد دودھ کا دودھ پانی کا پانی الگ کر دیتے ہیں۔ بہت روشن دلیل اس روایت کے بے اصل ہونے کی یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود سے بسند ہائے متواترہ سورہ فاتحہ اسی طرح قرآن سبعہ نے روایت کی ہے جس طرح ہمارے مصنف میں ہے اگر حضرت عمرؓ کسی دوسرے طریقہ سے اس کو پڑھتے ہوتے تو عبداللہ بن مسعود جو ان کے متبع کامل تھے کبھی اس کے خلاف نہ پڑھتے حضرت عبداللہ بن مسعود خود فرمایا کرتے تھے کہ لو شاکت عمر وادیا وشعبا فسلکت وادیہ وشعبۃ قنوت فجر کے متعلق جب لوگوں نے ان سے دریافت کیا تو فرمایا لو فنت عمر لقت عبداللہ

شش سورہ جمعہ کے متعلق درمنثور سے نقل کیا ہے کہ حضرت عمرؓ بجائے فاسعوا کے فامضوا پڑھتے تھے۔

جواب اس کا بعینہ وہی ہے جو اوپر ہو چکا کہ یہ روایت بھی تحریف سے تعلق نہیں رکھتی اگر اس کی صحت تسلیم کر لی جائے تو زیادہ سے زیادہ اختلاف قرارت کی دلیل ہو سکتی ہے اور ہو سکتا ہے کہ

۱۔ ترجمہ اگر عمرؓ کسی شب یا درہ کوہ میں چلے تو عبداللہ بھی وہیں چلیگا ۱۲۔ ۱۔ اگر عمرؓ قنوت فجر میں پڑھتے تو



حضرت عمرؓ نے فاسعوا کی تفسیر میں فامضوا کہا ہو راوی نے یہ سمجھا کہ یہ قرأت حضرت عمرؓ کی ہے۔  
 ہفتم۔ درمنثور سے نقل کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ طلاق میں بجائے  
 فطلقوہن لعدتہن کے فطلقوہن فی قبل عدتہن پڑھا۔

جواب اس کا بھی وہی ہے کہ یہ روایت بشرط صحت اختلاف قرأت پر دلالت کرتی ہے  
 مزید برآں عبارت کی رکاکت بھی روایت کے جعل ہونے کی کافی شہادت ہے فی اور قبل کا اجتماع  
 جس قدر رکیک ہے ظاہر ہے۔

ہشتم۔ درمنثور سے نقل کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے بجائے ان اللہ ہو  
 الرزاق ذو القوۃ المتین کے انی انا الرزاق پڑھا۔

جواب بعینہ وہی ہے جو اوپر دیا جا چکا۔

نہم۔ درمنثور سے نقل کیا ہے کہ حضرت حفصہ و حضرت عائشہؓ نے اپنے مصحف میں  
 حافظوا علی الصلوات والصلوۃ الوسطی کے بعد صلوۃ العصر کی انظر لکھوائی۔

جواب اس کا یہ ہے کہ یہ روایت تو اختلاف قرأت سے بھی تعلق نہیں رکھتی بلکہ یہ تفسیر ہے۔  
 تفسیری الفاظ بعض صحابہ نے یادداشت کے لئے اپنے مصحف میں لکھ لئے تھے جیسے اس جملہ ترجمہ جل غریب  
 بن السطور میں لکھتے ہیں اور لکھ لینے کی زیادہ وجہ یہ ہے کہ اس کی تفسیر میں صحابہ کا اختلاف تھا اور ام  
 المؤمنین نے یہ تفسیر رسول سے سنی تھی خود حائری صاحب کی منقول عمدۃ کتاب درمنثور ہی کے دیکھنے سے  
 ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہ لفظ تفسیر کے لئے ہے حائری صاحب نے بھی ضرور سمجھ لیا ہو گا مگر جب

یہ تفسیر کی جگہ ظاہر ہے کہ فاسعوا کے افعلی معنی ہیں ریڑ و گھر ڈھانے دہڑا مارا نہیں لیا کیونکہ نماز کے لئے دوڑ کر جانا منع ہے یہ  
 لفظ استعارۃ فرمایا ہے مطلب یہ کہ نماز جو کہ لئے اہتمام کے ساتھ جاؤ جیسے دوڑنے میں اہتمام ہوتا ہے۔ لہذا حضرت عمرؓ نے  
 فرمایا کہ فاسعوا کے معنی میں فامضوا یعنی جاؤ ۱۲۔ علم قرآنہ کی کتب عالیہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام اکثر دریں  
 قرآن کے وقت تفسیری الفاظ بھی اہل الفاظ قرآنی کے ساتھ پڑھ دیتے تھے اور بعض نے اپنے مصحف میں لکھ لئے تھے اس زمانہ میں استہزا  
 والہیں کا اندیشہ نہ تھا مگر کمالات پیرات نمازیں ایسا کرتے تھے کہ ایسا کرنا جائز سمجھتے تھے۔ علامہ طبری اتفاق کی باسیوس فرقہ  
 میں لکھتے ہیں کہ جس طرح حدیث میں مدح کی خاص چیز ہے قرأت میں بھی ہے پھر انکی مثالیں بیان کر کے لکھتے ہیں قال ابن الحوری  
 وما کانوا یبدلون التفسیر لقراءۃ ایضا ہا و بیان الامور حقون لما تقوقہ عن النبی علی اللہ علیہ وسلم  
 قرآن انھم امنون من الالباس وراکان بعضهم یکتبہ معہ واما من یقول ان بعض الصحابہ کانوا یکتب



باطل کی حمایت کے لئے کوئی شخص اٹھتا ہے تو جہالت اور خیانت بلکہ ہزار کردنی کام اس سے سرزد ہوتے ہیں درمشور جلد اول میں صفحہ ۳۰۰ کے آخر سے صلوٰۃ وسطیٰ کی تفسیر میں اقوال صحابہ نقل کرنا شروع کئے ہیں اور صفحہ ۳۰۵ کے آخر میں ختم کئے ہیں۔ آغاز یوں ہے۔

قوله تعالى والصلوة الوسطى اخرج بن جرير عن سعيد بن المسيب قال كان اصحاب رسول الله يختلفون في الصلوة الوسطى۔ اس کے بعد تمام اقوال جمع کر دیئے ہیں بعض صحابہ کا یہ قول ہے کہ صلوٰۃ وسطیٰ کی تعیین معلوم نہیں بعض کہتے ہیں کہ نماز فجر ہے بعض نماز ظہر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ام سلمہ اور جمہور صحابہ کا قول ہے کہ وہ نماز عصر ہے۔ ایک روایت بایں لفظ ہے۔

عن حفصة زوج النبي صلى الله عليه وسلم انها قالت لكانت مصفوها اذا بلغت مواقيت الصلوة فاجبروني حتى اخبرنا بما سمعت من رسول الله صلى الله عليه وسلم اكتب حافظوا على الصلوات والصلوة الوسطى وهي صلوة العصر والصلوة الوسطى اور صلوٰۃ وسطیٰ نماز عصر ہے۔ حفصہ زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ انھوں نے اپنی مصحف کے کاتب سے کہا جب تم اوقات نماز لکھنے لگو تو مجھے اطلاع دینا کہ میں تم سے وہ بات بیان کروں جو میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو چنانچہ کاتب نے اطلاع دی تو انھوں نے کہا لکھو میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا آپ بڑھ رہے تھے کہ حافظوا علی الصلوات والصلوة الوسطیٰ اور صلوٰۃ وسطیٰ نماز عصر ہے۔

لیجئے اس روایت میں بھی کی لفظ بھی ہے جو تفسیری ہونے کو صاف کر دیتی ہے دوسری روایت بایں الفاظ ہے۔

واخرج وكيع بن الجيثية في المصنف وعبد بن حميد عن سالم بن عبد الله ان حفصة ام المؤمنين قالت الوسطى صلوة العصر واخرج ابن الجيثية عن ابن مسعود قال الوسطى صلوة العصر۔ وكيع نے اور ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور عبد بن حمید نے سلم بن عبد اللہ ابن عمر سے روایت کی ہے کہ میری بیوی ام المؤمنین حفصہ نے کہا کہ وسطیٰ نماز عصر ہے اور ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا کہ وسطیٰ نماز عصر کی نماز ہے۔



اس روایت سے اور بھی صاف ہو گیا کہ صلوٰۃ وسطیٰ کی تفسیر مقصود ہے نہ اور کچھ۔ بعض روایات کا یہ مضمون بھی ہے کہ یہ آیت پہلے یوں نازل ہوئی تھی حافظو اعلیٰ الصلوات والعصر اسکے بعد والعصر کی لفظ منسوخ ہو گئی بجائے اسکے والصلوٰۃ الوسطیٰ کی لفظ نازل ہو گئی۔ یہ روایتیں کے صفحہ ۳۰۳ پر اس طرح ہیں۔

اخرج عبد بن حمید ومسلم  
والبوداؤد فی نسخہ وابن جریر والبیہقی  
عن البراء ابن عاذب قال نزلت حافظوا  
علی الصلوٰۃ والعصر فقہاناہا علی عہد  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماشاء  
اللہ ثم نسخہا اللہ فانزل حافظوا  
علی الصلوات والصلوٰۃ الوسطیٰ  
فقیل لہ ہی اذن صلوٰۃ العصر فقال  
قد حدثتک کیف نزلت وکیف نسخہا  
اللہ واللہ اعلم۔

عبد بن حمید نے اور مسلم نے اور ابو داؤد نے اپنی کتاب ناسخ  
میں اور ابن جریر اور بیہقی نے برابر ابن عازب کی روایت  
کی ہے کہ انھوں نے کہا پہلے حافظو اعلیٰ الصلوات  
والعصر نازل ہوئی تھی ہم نے زمانہ رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم میں جب تک خدا کو منظور تھا اس کی تلاوت  
بھی کی پھر انہوں نے اس کو منسوخ کر دیا اور حافظو اعلیٰ  
الصلوات والصلوٰۃ الوسطیٰ نازل فرمائی برابر ابن عاذب  
سے کہا گیا کہ اب تو صاف معلوم ہو گیا کہ وسطیٰ نماز عصر  
ہے انھوں نے کہا کہ میں نے تم سے بیان کر دیا کہ کس  
طرح یہ آیت نازل ہوئی تھی اور طرح اللہ نے اس کو منسوخ کر دیا۔

**المختصر** در منشور کی روایات کے دیکھنے سے صاف ہو گیا کہ صلوٰۃ وسطیٰ کی تفسیر میں حضرت حفصہ  
میں صلوٰۃ العصر کی لفظ لکھوائی تھی نہ بطور لفظ قرآنی کے مگر حاضری صاحب نے نقل روایات میں خیانت کی  
بتہ نہ دیا کہ روایت کس موقع میں ہو اور اسکے اول و آخر کی روایات کا مضمون کیا ہے۔

**دھوا** آیت تبلیغ کے متعلق حاضری صاحب بڑے زور سے دعویٰ کرتے ہیں کہ حضرت علی کا نام  
اس میں تھا۔ اصل آیت یوں تھی یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولی المؤمنین

یہ ترجمہ ہے رسول اس مضمون کی تبلیغ کر دو جو آپ کی طرف پروردگار کی جانب سے آتا رہا کہ تم تمام ایمان والوں کے مولیٰ ہیں اور اگر تم نے اس کی  
تبلیغ نہ کی تو خدا کی رسالت کی تم نے تبلیغ نہ کی اور انہوں کو لوگوں سے کانٹے لگا۔ روایات کا مطلب تو عام ہے کہ نبی جو شریعت کے احکام آپ پر  
نازل ہوئے ہیں ان کی تبلیغ حجۃ الوداع کے موقع پر جبکہ آثار طہارہ کا مجمع ہو گا کہ اب تک کبھی نہیں ہوا اچھی طرح کر دیجیے روز تبلیغ رسالت کا کام ادا  
ہو گا اور خدا آپ کو دشمنوں سے محفوظ رکھو گا مگر حضرت علی کا نام جس نے اس آیت کے ساتھ تصنیف کیا اس نے صرف علی کے مولیٰ ہونے کی تبلیغ آیت  
میں رکھی۔ علاوہ ازیں آیت کا مطلب بھی نہایت رک رک اور نقل و نقل دونوں کے خلاف ہو گیا بشارت عنقریب نبی اہل ائمہ سے انجیم میں تفسیر  
آیت کا سلسلہ شروع فرمایا جس میں زرقین سے استدلال کی تمام آیتیں آجائیں گی ہر آیت کے متعلق ایک رسالہ مستقل ہو کر لکھا جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ اس  
آیت تبلیغ کی تفسیر بھی اس میں ہوگی جن تمام آیتوں میں اس ارادہ کو پورا کرتے آیتیں ۱۲



وان لم تفعل فما بلغت رسالته واللہ بعصمک من الناس حارری صاحب فرماتے ہیں کہ جبکہ آیت سے نکال دیا گیا آیت کی تحریف ہوگئی اور آپ نے ایک روایت بلا سند و در مشورہ سے نقل کی ہے کہ حضرت ابن مسعود کہتے ہیں ہم اس آیت کو زمانہ رسول میں اسی طرح پڑھتے تھے یہ روایت نقل کر کے حارری صاحب فرماتے ہیں ابن مسعود سنیوں کے نزدیک راوی ثقہ اور علامہ جلال الدین بھی سنیوں کا مسلم امام اور مصنف معتمد علیہ اور در مشورہ بھی ان کے یہاں معتبر اور مشہور تفسیر ہے۔

ایک لطیفہ حارری صاحب نے اسی سلسلہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ مسلمات اہلسنت کو یہ بات ہو کہ آیت حجۃ الوداع کے موقع پر بقیام غدیر خم نازل ہوئی اور باتفاق جمیع امت پیغمبر نے وہیں اسی وقت تسبیح ولایت علی کر دی حارری صاحب نے بڑے فخر کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ اس بحث یعنی حضرت علیؑ کی خیر سالی خلافت بلا فصل ثابت کرنے کے لئے ایک سال آپ نے لکھا ہے جس کا نام موعظہ غدیر ہے۔

جواب ان سب خرافات کا نصیحہ اشیعہ جلد سوم میں اٹھائیس سال ہوئے شائع ہو چکا ہے جس کا جواب الجواب نہ آج تک ہوا نہ آئے ہو گا مگر ع بے حیا باش ہر حیر خواہی گو۔

۱۔ یہ دونوں نقلیں خالص غریب ہیں تمام اہل علم جانتے ہیں کہ در مشورہ معتبر ہے نہ مشہور یہ کتاب بعض جمیع روایات کے لئے ہے تنقید بالکل نہیں بعض علماء نے لکھا ہے کہ اسی سبب سے اس کا نام در مشورہ ہوا نہ منظوم۔ اب حارری صاحب اچھی طرح سن لیں مسلمانوں کے بیان حقیقی طور پر معتبر صرف ایک کتاب ہے جبکہ یاد انام قرآن مجید ہے اس کے سوا کوئی کتاب ایسی نہیں جس کا ہر حرف واجب تسلیم ہو کتب احادیث میں سب سے اعلیٰ یا یہ بخاری و مسلم کا ہے مگر علت سنو یہ کی جانچ ان میں بھی ہوئی ہے۔ حدیث کی صحت و سقم جانچنے کے لئے اپنی کتب فہرستیں یہاں مہن ہیں مگر وہ شخص ان باتوں کو کیا سمجھے جس کے ذہن کی بنیاد فلسفہ ہوشربا کی حکایت پر ہو، ۱۔ بالکل غلط اور جھوٹ ہے دیکھو نصیحہ اشیعہ ۱۲۔ ۲۔ ہرگز جمیع امت کا اس باتفاق نہیں بلکہ جمیع امت کا اتفاق اس کے خلاف پر ہے ولایت علیؑ یعنی خلافت بلا فصل کی کبھی تبلیغ خدا کے رسول نے نہیں کی یہ انتر ابن سبا کا ہے ۱۲۔ نصیحہ اشیعہ جلد سوم میں یہ بحث صفحہ ۷۷ سے شروع ہو کر صفحہ ۷۸ پر ختم ہوئی ہے دونوں باتیں نہایت عمدہ دلائل قطعہ سے ثابت کی ہیں اول یہ کہ یہ آیت ہرگز غدیر خم کے روز نازل نہیں ہوئی بلکہ غدیر خم کے واقعہ سے بہت پہلے رات کے وقت نازل ہو چکی تھی اور مزید لطیف یہ کہ شیعہ کی کتب معتبرہ تفسیر قمی و اصول کافی سے بھی ثابت کر دیا ہے کہ یہ آیت غدیر خم سے فوراً پہلے نازل ہو چکی تھی ۱۳۔ یہ کہ حضرت ابن مسعود پر محض افزا ہے کہ انھوں نے آیت میں حضرت علیؑ کا نام پڑھا اور کہا کہ یہ آیت نازل ہونے کے بعد اس طرح پڑھی جاتی تھی یہ روایت بالکل جودج ہے اسکی پوری سند بھی معلوم نہیں اور جتنی سند کا یہ چلا ہے اس میں ابوہریرہ عیش ایک ضعیف الحافظ کثیر الغلط و کسبی شخص ہے اور دوسرا شخص عامم ہے اور معلوم نہیں کون عامم ہے بعض عامم نام کے لوگ کذاب ہیں اور ان نام کے جتنے راوی ہیں حافظ سب کا ثراب ہے غرضیکہ نہایت مدلل طریقہ سے انھوں نے دونوں باتیں ثابت کر دی ہیں انشاء اللہ تعالیٰ سلسلہ تفسیر میں اس آیت کی بحث میں یہ سب مضامین مفصل بیان ہوں گے ۱۴۔



یا زده ہو آیت رحیم کی بابت بھی حاضری صاحب کا دعویٰ ہے کہ تحریف کر دی گئی اور اسی در مشور سے دو روایتیں اور ایک روایت اتقان سے نقل کی ہے۔  
جواب اس کا مع شئی زائد النجم کے مناظرہ حصہ اول میں شائع ہو چکا ہے۔

دوا زده ہو حاضری صاحب نے یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ آیت صلوا علیہ وسلموا تسلیما کے بعد یہ عبارت بھی تھی و علی الذین یصلون الصلوة الاولیٰ اور اس کے ثبوت میں اتقان اور در مشور سے ایک روایت نقل کی ہے اور اس پر یہ حاشیہ چڑھایا ہے کہ یہ عبارت حضرت عثمان نے نکال ڈالی۔  
جواب یہ ہیکہ اول تو اس روایت کی صحت معلوم نہیں بالعرض صحیح ہو تو اس کا نتیجہ صرف اس قدر ہے کہ یہ عبارت منسوخ ہو گئی تھی مگر جس طرح اور بعضے مفسرین التلاوة آیتیں یا تفسیری الفاظ یا داشت کے لئے بعض مصاحف میں لکھے ہوئے تھے۔ اسی طرح حضرت عائشہ کے مصحف میں یہ عبارت لکھی ہوئی تھی، حضرت عثمان کے وقت میں جب یہ انتظام ہوا کہ مصحف میں خالص قرآن غیر منسوخ التلاوة لکھا جائے تو یہ عبارت خارج کر دی گئی۔

سینہ زده ہو حاضری صاحب نے یہ بھی دعویٰ کیا ہے لو ان ابن ادم الخ بھی قرآن میں نکال ڈالا گیا اور ایک روایت اتقان سے نقل کی ہے اس کے بعد جب عادت بہت تسبیح کے ساتھ لکھا ہے کہ سنی تحریف قرآن کے قائل ہیں اس بے چارہ کو روایت کرنے اور قائل ہونے میں کچھ امتیاز نہیں اور یہ کہ یہ روایت بھی تحریف کی نہیں بلکہ نسخ کی ہے جیسا کہ مناظرہ حصہ اول میں اس کو اچھی طرح ملہ خلاصہ اس جواب کا یہ ہیکہ اس آیت کا منسوخ التلاوة و بالذکر حکم ہوا از بعض کو مسلم ہے چنانچہ مغیرہ میں تفسیر مجمع البیان شیعہ سے نقل ہو چکا ہے اور حضرت عمرؓ اس آیت کی کتاب مصحف کے حاشیہ یا آخر میں بعض یادداشت کے لئے لکھا جاتے تھے نہ قرآن کے اندر جیسا کہ سند ام احمد کی روایت میں فی ناجیۃ من المہ صفحہ کی لفظ ہے اور علامہ قرطبیؒ کی کتاب نسخ و منسوخ میں علی حاشیۃ الصفحہ کی لفظ ہے جس آیت پر مطلب روایت کا ہے تحریف سے کو کوئی تعلق نہیں۔ حاضری صاحب در مشور کی روایت کے ترجمہ میں یہاں بھی قابل شرم خیانت کی بے گراں کہاں کہ طویل دیا جائے ۱۲۷۱ اس عبارت کو ملنا کہ آیت کا ترجمہ یہ ہوا کہ اے مسلمانو! تمہیں پر صلوٰۃ و سلام بھیجو جو چاہو کی یا نماز کی مصحف اول میں پہنچتے ہوں ۱۲۷۲ صحت کے مسلم نہ ہونے کی وجہ سے کہ سند غیر مذکور وادی نامعلوم ہے اور ایک جامع حدیث ان تمام روایات کی ہر جیسا کہ سابقاً اتقان سے نقل ہو چکا ۱۲۷۳ خلاصہ اس کا یہ ہے کہ اس روایت میں بھی کوئی لفظ ایسا نہیں ہے جس سے تحریف معلوم ہو بلکہ یہ روایت بھی نسخ سے تعلق رکھتی ہے اتقان کی اسی منیا لیبوس نزع میں جس سے حاضری صاحب نے یہ روایت نقل کی ایک دوسری روایت حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے منقول ہے جس میں صاف یہ لفظ موجود ہے کہ تھو و تھت یعنی پھر یہ آیتیں اٹھائی گئیں مگر حاضری صاحب نے ازراہ خیانت اس روایت کا ترجمہ بھی نہ دیا اور لفظ یہ کہ اس روایت کو آپ کے ملائے شیعہ نے بھی نسخ سے متعلق مانا ہے کچھ مفسرین مجمع البیان شیعہ کی عبارت حاضری صاحب کی دنیا میں جو زبان غلط ترجمے یا زاری لان و گراف جس قدر اس کا اس پر ر انداز شمار ہیں آنسو اس ان حالات پر سلطان الفتنہ سے روایت ہو چکی کہ خطایات



ثابت کیا جا چکا ہے۔

چہاں دھو تفسیر آقان سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمرؓ نے عبدالرحمن بن عوفؓ سے پوچھا کہ ان جاہد واکما جاہدہ اول مرتق نازل ہوئی تھی مگر اب ہم اس کو نہیں پاتے عبدالرحمن بن عوفؓ نے کہا جو حصہ قرآن کا ساقط کیا گیا اسی کے ساتھ یہ آیت بھی ساقط کر دی گئی۔ ساقط کرنے کا ترجمہ حائری صاحبؒ نے نکال ڈالا کیا ہے حالانکہ یہ غلط ہے۔

جواب یہ ہے کہ یہ روایت بھی نسخ تلاوت سے تعلق رکھتی ہے جیسا کہ ساقط کی گئی کا لفظ صاف بتا رہا ہے علاوہ اس کے حضرت عمرؓ کا عبدالرحمن بن عوفؓ سے پوچھنا بھی روشن دلیل ہے کہ تحریف مراد ہوتی تو حضرت عمرؓ خبر کیے ہوتے حضرت عمرؓ سے پہلے حضرت صدیقؓ ہی کی خلافت تھی اور جو کچھ ہوتا تھا حضرت عمرؓ کے مشورہ سے ہوتا تھا پھر یہ روایت بھی بوجہ مذکورہ بالا ناقابل اعتبار ہے۔

پانچواں آقان سے ایک روایت نقل کی ہے کہ مسلم بن مخلد انصاریؒ نے یہ عبارت پڑھی ان الذین امنوا وھاجر فی سبیل اللہ باموالھم و انفسھم الا بشر و انتوا المفلحون والذین اودھع و نصھم و جادلو عنھم القوم الذین غضب اللہ علیھم اولئک لا تغلوا نفس ما اخفی لھم من قوۃ اعدائھم جزاء بما کانوا یعملون اور کہا کہ یہ دو آیتیں قرآن کی تھیں مصحف میں نہیں لکھی گئیں۔

جواب یہ ہے کہ یہ روایت بھی اگر صحیح مان لی جائے تو حائری صاحبؒ کے مفید مطلب نہیں مصحف میں لکھا جانا دلیل تحریف کیسے بن سکتا ہے جب کہ یہ بات قطعی طور پر ثابت ہے کہ منسوخ التلاوة آیتیں مصحف میں نہیں لکھی گئیں ہاں اس کے ساتھ حائری صاحبؒ اس کا منسوخ نہ ہونا بھی اگر ثابت کر دیتے تو البتہ ایک بات تھی۔

شائندھو وھفدھوم حائری صاحبؒ نے مولوی حامد حسینؒ وغیرہ کی تقلید

لے لکھا حائری صاحبؒ نے وہ ذوق کو دھوکا دیکر منسوخ نہ ہونا یہ ثابت کر چکے ہیں جہاں اپنے نسخ کی تریف اور بکے خزانہ بیان کے ہیں

حبکم ہم اور بیان کر چکے ۱۲



وہی نہ ہو و نوزدھو ما کر کے قرآن شریف کی چار آیتوں کا قواعد عربی کے

لحاظ سے غلط ہونا بھی بیان فرمایا ہے اور میں روایتیں درمثور سے ایک تفسیر کبیر سے ایک عالم التنزیل

قرآن شریف کی آیتوں میں نحو غلطی نکال کر حائری صاحب نے اپنے علم کا راز فاش کر دیا معلوم ہو گا کہ حالی صاحب نے نحو کی کتاب میں بھی ایسی برہمیں شروع عرب کا کلام بھی نہیں پڑھا تفسیر میں بھی نہیں دیکھیں اور عقل سے بھی ایسے بے بہرہ ہیں کہ آنا بھی نہ سمجھ سکیں کہ خیال ان کے قرآن کلام خدا ہی صحابہ کا کلام ہی صحابہ بھی تو عرب تھے ان کے کلام میں نحو غلطی ممکن بلکہ زیادہ سے زیادہ تو کافہہ ان کی کلام کی لغت سے غلط ہو سکتا ہے حائری صاحب کے شاگرد مرزا احمد علی نے بھی اپنے رسالہ انصاف میں قرآن کی آیتوں کو غلط کہہ کر یہ دعویٰ کیا ہے کہ اس کلام تو میں بھی کہہ سکتا ہوں بغور یا للہ من ہذا یا تا نہو و کفر یا تمہ۔ اب سنئے وہ چار آیتیں کون ہیں اور ان میں غلطی کہا بیان کی جاتی ہے اور جواب اس کا کیا ہے حائری صاحب نے چونکہ تقلید ایضاً مضمون لکھا ہے لہذا وہ خود نہیں سمجھ سکے اور نہ بیان کر سکے کہ غلطی کیا ہے اس میں اس کو صاف کے دیا ہوں پہلی آیت سورہ مائدہ میں ہے ان الذین امنوا والذین ہادوا والصابئون والمضاد نے غلطی یہ کہی جاتی ہے کہ الصابئون معطوف ہے ان کے اسم پر اور ان کے اسم پر نصب ہوتا ہے لہذا الصابئین ہونا چاہیے جواب یہ کہ الصابئون ان کے اسم پر معطوف نہیں ہے بلکہ مبتدا ہے جس کی کس کی محذوف ہے لہذا الصابئون ہی ہونا چاہیے تفسیر کشاف جلد اول فقہ میں ہے والصابئون رفع علی الاستبداء وخبرہ محذوف و بہ التاخیر عما فی حیوان اسمہا وخبرہا کانہ قبل ان الذین امنوا والذین ہادوا والمضاد نے حکم ہر والصابئون کذلک والشد سببویہ شاہد الہ والا فاعلموا اناد استوا بغاۃ ما بغیما فی شقاقہ ای فاعلموا ان بغاۃ وانتو کذلک کشف کا پورا فقرہ تقریباً اسی بحث میں ہے دوسری آیت سورہ ناس میں ہے لکن المومنین فی العلم منہم والمومنون یومنون بما انزل الیہ ما انزل من قبلہ لک والمقیمین الصلوۃ والموتون الذکوة غلطی یہ بتائی جاتی ہے کہ والمقیمین محل رفع میں ہے لہذا والمقیمین ہونا چاہیے تھا جواب یہ ہے والمقیمین محل رفع میں نہیں ہے بلکہ بنا برمدح منصوب ہے علامہ مفسر جو ارفن کے ام میں لکھتے ہیں والمقیمین نصب علی الحدیث لسان فضل الصلوۃ وهو باب واسع وقد کسرہ سببویہ جسی مسئلہ وشراہد ولا یلتفت الی ما دعوامین وقوعہ لحانی فظ المصنف بما التفت الیہ من لم یلتفت فی الکتاب ولم یعرفہ مذهب العرب وما الہم فی النصب علی الاختصاص من لا یقنای وغبی علیہ ان السابقین الاولین الذین مثلہم فی التردتہ مثلہم فی الالحیل کا نوا بعد ہمتہ فی الغیرۃ علی الاسلام وذب الطاعن عنہ ان یتروکا فی کتاب اللہ ثلثہ لیسد ہا عن بعد ہو وخرقا یرقہ من یلحق بہو دیکھو علامہ نے کیا جاہل وغبی اور عقل نہایا ہے ان لوگوں کو جو اس آیت کو بقاعدہ نحو غلط کہتے ہیں اور قرآن میں غلطی ہو نیو کس طرح ناممکن کہا ہے تیسری آیت سورہ طہ میں ہے ان ہذا ان لسا حرا ن غلطی یہ کہی جاتی ہے کہ ہذا ان اسم کا ہے اس کو نصب ہونا چاہیے یعنی ہذین ہونا چاہیے۔ حائری صاحب کو یہ خبر نہیں کہ قرآن شریف میں یہ آیت ہے کس طرح ہماری قرأت میں ان نہیں ہے بلکہ ان بسکون فون اللہ ایک دوسری قرأت میں ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بالکل صحیح ہے ان کا اسم جب تنزیہ ہو تو اس کو الف کے ساتھ بھی اعراب دیتے ہیں تفسیر کبیر دیکھو کہتے اشار عرب نقل کے ہیں نزار کا قول ہے کہ وذلک وان کان قلیلا اقیس



سے نقل کی ہے جو اب اسکا منظرہ حدیث میں یاد دیا جا چکا کہ حدیث کے قرآن اب تک عالم خاموشی میں ہیں ہاں  
حائری صاحب نے اس مقام میں بھی حسب عادت دو کمال اور کئے ہیں ایک یہ کہ تفسیر کبیر کی عبارت  
نقل کرنے میں خیانت کی دوسرے یہ کہ بالکل جھوٹ لکھ دیا کہ امام رازی نے کبیر میں اور امام بغوی نے  
معالم میں ان آیتوں کا غلط ہونا تسلیم کر لیا اگر حائری صاحب معالم میں یہ مضمون دکھادیں تو جس قدر انعام  
مانگیں دیا جائے گا نفوذ باللہ من شرور الانفس

لیستی دعائے قنوت کے متعلق تو خاص قسم کی دلیری حائری صاحب نے کی ہے فرماتے ہیں  
"تفسیر اتقان میں امام سیوطی اور کتاب ناسخ و المنسوخ میں حسین بن منادی نے لکھا ہے وما دفعہ منہ  
من القرآن ولا دفعہ من القلوب حفظہ سودا القنوت فی الوتو قسمی سودتی الخلف والحفد

حاشیہ گذشتہ چوتھی آیت سورہ منافقوں میں ہے فاصدق واکن غلطی یہ بتائی جاتی ہے کہ اکن محل نصب میں ہے اکون ہوتا چاہئے  
تھا جواب یہ ہے کہ معترض نے علم نحو نہیں پڑھا عطف کبھی لفظ پر ہوتا ہے کبھی محل پر ہوتا ہے یہاں محل پر عطف ہے اور محل جزم ہے  
لہذا اکن بالکل صحیح ہے تفسیر کبیر میں ہے والجزم علی موضع العفاء والشد سیدویہ ابیاتا کثیرۃ فی الجمل علی اوضاع  
فخا فلنسنا یا بجبال ولا الحدید الخ فنبض الحدید عطفاً علی المحل اب رہا یہ کہ جو اقوال بعض صحابہ کے ان آیات کے غلط  
ہونے کے متعلق نقل کئے ہیں وہ اقوال جملی ہیں بڑے بڑے محدثین و مفسرین نے ان روایات کو جملی مانا ہے چنانچہ علامہ سیوطی نے بھی ان روایات  
کے خلاف عقل و نقل ہونے کی تصریح اتقان میں کی ہے مناظرہ حدیث دوم میں ہم نے وہ اقوال نقل کئے ہیں اور تفسیر کبیر کی عبارت آئندہ جتلیہ میں  
نقل ہوگی ۱۲ حاشیہ میں ہمارے تفسیر کبیر میں حائری صاحب کی منقولہ روایت کے بعد ہی علی الاتصال اس کا رد بھی موجود ہے حائری صاحب نے  
روایت تو نقل کر دی مگر اس کا رد نقل کیا یہ تو خیال ہوئی اور امام رازی کو تسلیم کرنے والا اس روایت کا بتایا یہ جھوٹ ہوا امام رازی نے تفسیر  
کبیر میں اس روایت کا غلط ہونا بہت دلائل کے ساتھ بیان کیا ہے اور اس کے بعد لکھا ہے کہ ان المسالین اسجوا علی ان ما بینہما  
کلام اللہ تعالیٰ و کلام اللہ تعالیٰ لا یجوز ان یکون لحداد غلطاً فثبت فساد ما نقل عن عثمان وعائشہ رضی اللہ عنہما  
ان فیہ لحداد و غلطاً و ثلثہا قال ابن الانباری ان الصحابہ ہوا الامۃ و القدوة فلو وجدوا فی المصحف لحداداً فوضوا  
اصلاحہ الی غیرہ من بعد ہون معنی مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ دو حدیثوں کے درمیان میں جو کچھ ہے وہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے  
اور اللہ تعالیٰ کے کلام میں غلطی ناممکن ہے پس ثابت ہو گیا کہ حضرت عثمان و حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما سے جو روایت منقول ہے وہ غلط  
ہے تیسری بات یہ ہے کہ ابن انباری نے کہا کہ صحابہ تو عام امت کے پیشوا اور مقتدا ہیں اگر وہ صحیفہ میں کوئی غلطی دیکھتے تو ہرگز اسکی اصلاح اپنے  
بعد کی اور کسی سے نہ کرتے اس کے بعد امام موصوفیؒ نے فرمایا ان الفاظ قرآنی کا صحیح ہونا نقل کیا ہے ہر نہاد میں اشاعت پیش کی ہے ۱۳  
اس کے بعد معالم کے دیکھنے سے ضابطہ ہر ایک امام بغوی بھی اس روایت کو صحیح نہیں سمجھتے۔ اوّل تو ردی ضعیف مجہول کے ساتھ اس روایت کو نقل کیا  
ہے اور ضعیف مجہول اگر تضعیف کیئے آتا ہے دوم اس روایت کے بعد لکھا ہے وعامة الصحابة و اهل العلم علی ذہ صحیح یعنی اکثر صحابہ  
اور تمام اہل علم کا قول یہ ہے کہ یہ الفاظ صحیح ہیں ۱۴ اس کے بعد حائری صاحب کی عربی و فارسی کے کتب پر ارف لام نہیں لائے ۱۵



انتہی یعنی منجملہ ان سورتوں اور آیتوں کے جن کے نقوش قرآن سے اٹھائے گئے ہیں لیکن ان کی یادوں نے نہیں گئی وہ دوسری ہیں جو قنوت وتر میں پڑھے جاتے تھے اور سورہ النحل و سورہ الحفہ کے نام سے یاد کئے جاتے تھے مگر اس وقت حضرت عثمان کے جمع کئے ہوئے قرآن میں ان کا نشان تک نہیں پایا جاتا خالص دلیری یہ ہے کہ خود ہی کتاب نسخ و نسخ سے نقل کرتے ہیں بھوجو عبارت نقل کرتے ہیں اس میں دفعہ دفعہ من القرآن موجود ہے پھر ترجمہ میں بھی خود لکھتے ہیں کہ نقوش قرآن سے اٹھائے گئے باوجود ان سب باتوں کے جو نسخ تلاوت کی واضح تصریحات میں تحریف کہہ رہے ہیں۔

ع چہ ولا دراست دزدے کہ کف چراغ دارد

لست ویکمستان المذاہب مصنف مرزا محمد حسن شیرازی شیعوں کی تصنیف کی ہوئی سورہ نورین نقل کی ہے اور بہت خوش ہو کر لکھا ہے کہ یہ مکمل سورہ قرآن سے نکال دیا گئی اس میں کسی جگہ علیہ السلام کا نام ہے۔

جواب اس کا انجمن دائرۃ الاصلاح لاہور کی طرف سے شائع ہو چکا لیکن آسان میں بھی کہوں گا کہ حدوت قرآن نے حاضری صاحب کو ایسا متخل کر دیا ہے کہ وہ طلسم ہوشربا سے استدلال کریں تو کچھ تعجب نہیں۔

مختصر قسم کے آخر میں حاضری صاحب نے از روئے ترتیب بھی قرآن شریف کے محرف ہونیکا دعویٰ کیا ہے اور چار پانچ سورتوں کے متعلق تفسیر کبیر و درمنثور سے نقل کیا ہے کہ کئی سورتوں میں کچھ آیتیں مدنی اور مدنی سورتوں میں کچھ آیتیں مدنی ہیں اور حسب عادت مدنی جابجا ترجمہ میں خیانت اور جاہلانہ تمسخر بھی کیا ہے اور فریب بھی کیا ہے اور لکھا ہے کہ "جس طرح ترتیب دار آیتیں نازل ہوئی تھیں اسی طرح جمع بھی کیا جانا چاہیے تھا مگر زبان جائے خلیفہ المسلمین حضرت عثمان کی اس حدت کے کہ وہ خلاف تنزیل آیات کو ترتیب یکو قرآن جمع کر گئے۔" الحی اخیالنا نقولہ بکالات مخفیة و منہرقتہ

۱۔ اللہ اکبر حاضری صاحب اس بے خبری پر رد اہل سنت کرنے بیٹھے ہیں۔ حضرت یہ دونوں سورتیں دعا قنوت میں اب بھی پڑھے جاتے ہیں ۲۔ جب حاضری صاحب نے اپنی طرف سے بڑھایا ہے اور بلا امتیاز بڑھایا ہے۔ کیا یہ دعا و فریب نہیں ہے۔ حاضری صاحب نے بکثرت یہ کارروائی کی ہے ۱۲



## الجواب بعون الملک الوہاب

ترتیب قرآن کے مسئلہ کو ذرا مفصل لکھا جاتا ہے کیوں کہ جاہلوں کو سہرچ طرح دھوکے دیکر ان کا ایمان برباد کیا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے دیکھو خرابی ترتیب تو تمہاری کتابوں سے بھی ثابت ہے سورہ اقرار سب پہلے نازل ہوئی تھی آج دیکھو آخری پارہ میں ہے حالانکہ یہ محض فریبے خرابی ترتیب کا مطلب نہیں کہ نزول کے خلاف ہو جائے بلکہ خرابی ترتیب یہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت یا آپ کی ترتیب و تعلیم کے خلاف ہو جائے۔

پہلی اضعہ ہو کہ قرآن تفسیر میں ترتیب کے چار مدارج ہیں اول سورتوں کی ترتیب کے پہلے سورہ فاتحہ ہے پھر سورہ بقرہ ال عمران الی آخرہ دوم آیتوں کی ترتیب یعنی سورتوں کے اندر جواہر ہیں ان کی تقدیم و تاخیر مثلاً سورہ فاتحہ میں پہلے الرحمن الرحیم ہے اس کے بعد ملک يوم الدين ہے ممکن ہے اس کے برعکس یوں ہو ملک يوم الدين الرحمن الرحیم ستوم کلمات کی ترتیب یعنی آیتوں کے اندر جواہر ہیں ان کی تقدیم و تاخیر مثلاً سورہ فاتحہ میں الحمد لله ہے یا اللہ الحمد چہا دم حروف کی ترتیب یعنی کلمات کے اندر جواہر ہیں ان کی تقدیم و تاخیر مثلاً سورہ فاتحہ میں الحمد ہے یا المد الحمد حمدو مدارج میں صرف حروف کی ترتیب کا فرق ہے۔

مشیعہ قرآن شریف کو چاروں قسم کی خرابی ترتیب ملوث کہتے ہیں پہلی تینوں قسم کی خرابی ترتیب کی تصریح صفحہ ۹ پر فصل الخطاب سے نقل کی جا چکی ہے کہ وہ مخالف لہذا القراءات الموجود من حيث التألیف و ترتیب السور والایات بل الکلمات ایضاً یعنی حضرت علی کا جمع کیا ہوا قرآن سورتوں اور آیتوں بلکہ لفظوں کی تالیف و ترتیب کے لحاظ سے بھی اس قرآن موجود کے خلاف ہے جو تھی قسم کی خرابی ترتیب کو بھی اسی پر قیاس کرنا چاہیے۔

اہلسنت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ قرآن شریف ہر قسم کی تحریف سے پاک ہے اس کی

لے یہ بات کچھ قرآن شریف کے ساتھ جمع نہیں بلکہ ہر کتاب کی خرابی ترتیب کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ اس کتاب کے مصنف کی ترتیب یا رمی کے خلاف ہو جائے ترتیب تصنیف اور تخریج اور ترتیب جمع اور تخریج کبھی دونوں ترتیبیں یکجہ جاتی

ہیں کبھی نہیں ۱۲۔



ترتیب بھی محرف نہیں ہے جو اس کو کسی قسم کی تحریف سے ملوث کہتا ہے وہ خود اپنی زبان اور دل و مغ  
کو فہم کی نجاست سے ملوث کرتا ہے۔

دوسری جگہ سے موت کر رہا ہے۔  
 آخری تینوں قسم کی ترتیب کے متعلق تو سب کا اجماع ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی دی  
 ہوئی ہیں ایک قول یا ایک روایت بھی اس کے خلاف نہیں۔ قسم اول یعنی سورتوں کی ترتیب کے متعلق  
 اللہ کچھ اختلاف ہے بعض کہتے ہیں صحابہ نے دی اور بعض کہتے ہیں یہ ترتیب بھی حضور پر نور صلی اللہ علیہ  
 وسلم کی دی ہوئی ہے۔ محققین اسی طرف ہیں۔ اگر درحقیقت یہ ترتیب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی دی  
 ہوئی نہ ہو تب بھی کچھ خرابی نہیں لازم آتی مقصود متکلم نہیں بدلتا کیونکہ ہر سورت جدا کا مستقل چیز ہے  
 پہلے آل عمران ہوتی تو، اور اب پہلے سورہ بقرہ تو، پہلے قل اعوذ برب الناس ہوتی تو، اور اب پہلے  
 قل اعوذ برب الفلق ہے تو مقصود کلام میں کیا فرق آ سکتا ہے۔

مہر تحقیق یہ ہے کہ یہ اختلاف محض نزاع لفظی ہے جو لوگ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ

لہ علامہ سیوطی اتفاق کی انھوں نے نوع میں لکھتے ہیں الجمع اور الغرض المتواضع علی ان ترتیب الايات توقیفی لا  
مشبہہ فی ذلك لما اجمعوا فقله غیر واحد منهم البرکشی فی البیان والوجہ من الذہبی فی مناسبتہ وعبارة ترتیب  
الایات فی سورہا واقم بوقفہ صلی اللہ علیہ وسلم وامرہا من غیر خلاف فی ذلك بین المیلین انتہی وسیاتی  
من نصوص العلماء ما يدل علیہ اس کے بعد ایک ذخیرہ روایات محکمہ کا ایک شہادت میں پیش کر کے لکھا ہے قبلہم ذلك مبلغ التواتر  
اس کے بعد لکھا ہے وقال القاضی ابوبکر ترتیب الايات امر واجب وحکم لازم فقد کان جبرئیل یقول صواعبہ  
کذا فی موضع کذا وقال ایضاً الذی نذهب الیہ ان جمیع القرآن الذی انزل اللہ وامر بانفاق رسمہ ولم یصحہ  
ولا رفع تلاوتہ بعد نزولہ ہو هذا الذی ما بین الدفتین الذی جواہ مصحف عثمان کانه لا یفقد منه شیء ولا یرد  
فیہ وان ترتیبہ ونظمہ ثابت علی ما نقلہ اللہ تعالیٰ ورتبہ علیہ وسولہ من آی اللہود لم یقدم من ذلك صریح  
لا خرمہ مقدم وان التخصیص عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ترتیبہ کما ذکر اسوفا وما صنعہا وعرفت موافقہا لما مضی  
فقط ان ذوات التلاوة ہر قسم کے بہت سے اقال المکررہم علامہ عظام کے نقل کے ہیں مثل ام الکتاب وامام نووی وابن حصار وغیرہم کے  
جو قابل دید ہیں انحصار کے قول کا آخری جملہ ہے وقد حصل المیقن من النقل المتواتر بهذا الترتیب من تلاوة رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم ومما اجمع الصحابة علی وضعہ وہذا فی المصحف ۱۲۔ اس اتفاق کی آثار میں نوع میں ترتیب  
سورہ کے متعلق اختلاف نقل کر کے لکھا ہے قال الزرکشی فی البیان والخلاف بین الفریقین نقضی لان القائل بالثانی  
(ا) کو ترتیب السور غیر توقیفی بقولہ انہ امر الیہود لک لعلہم یسباب نزولہ وموافق کلماتہ و  
لہذا اقال مالک انما القواء القرآن علی ما کانوا یسمعونہ من النبی صلی اللہ علیہ  
وسلم مع قولہ بان ترتیب السور باجمہا ومنہم قال الخلاف الی انہ بل بنو قیف قرأوا بحجۃ  
استناد علی بحیث یقی لہم فیہ بحال للنظر ۱۳







اس نے فسق کیا اور گناہوں سے نہ ڈرا اور اس کے بعد لکھا ہے کہ قرآن کو تیروں سے غزال  
مروینے کے بعد سنیوں کے خلیفہ کا ایمان ویسے کا ویسا ہی رہا اور یہی لکھا ہے کہ سیوطی نے یہ واقعہ  
تیسری کامناب و لید میں ذکر کیا ہے۔ جواب اس کا سوائے اس کے کیا دیا جائے کہ اللہ اس  
شخص کے حال پر حسرت کرے سیوطی نہیں بلکہ کسی سستی نے بھی اس واقعہ کو مناقب لید میں ذکر کیا  
ہو جائے صاحب دھلا دیں ایک ہزار روپیہ انعام اسی وقت اس ناجیز سے لے لیں۔ نیز  
کسی نے یہی لکھا ہو کہ ولید کا ایمان اس واقعہ کے بعد بھی ویسا ہی رہا اس کے دھلا دینے پر بھی  
وہی انعام غضب ہے کہ خود ہی فسق و لہو و خف من الاثم نقل کریں اور پھر یہ لکھیں۔

عدوت قرآن کریم نے بالکل عمل احواس کر دیا۔ باقی رہا یہ کہ پھر ولید کو خلفا میں کیوں شمار کیا تو یہ  
بات ہر شخص جانتا ہے کہ خلیفہ ظالم بھی ہوتا ہے عادل بھی بشیعہ سنی دونوں کی کتابوں سے یہ بات  
ثابت ہے پھر خلافت حوالہ کی بھی دو قسمیں ہیں۔ راشدہ جسے خلفائے اربعہ کی خلافت اعدا کی جاتی ہے  
حضرت معاویہ کی خلافت۔ راشدہ کی بھی دو قسمیں ہیں خاصہ جسے شیخین کی خلافت، غیر خاصہ جسے ختنین  
کی خلافت۔

سوم قرآن شریف کے خون یا پیشاب سے لکھنے کا الزام چند روز سے یہ اعتراض شیعوں نے  
کالا ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ کسی کی نکیر جاری ہو جائے اور کسی طرح نہ مرنے کے تو ظاہر ہے کہ وہ  
مر جائیگا اور سورۃ فاتحہ میں یہ تائید ہے کہ نکیر کے خون سے نکیر زدہ کی پیشانی پر لکھ دیا جائے  
تو وہ نور خون بند ہو جاتا ہے۔ ابو بکر اسکاف علمائے حنفیہ میں سے ایک شخص ہیں ان سے ایک  
شخص نے اس کا سکہ پوچھا انھوں نے فرمایا انسان کی جان بچانے کے لئے خون کیا  
پیشاب بھی لکھنا جائز ہے۔ فتاویٰ قاضی خان سے خود دھاری صاحب نے یہ عبارت نقل کی ہے  
کہ فلا یوق حمہ اور خود ہی اس کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ جس کی نکیر پھوٹے اور خون نہ گھٹے  
اب بتائیے کیا اس پر کوئی عقلمند اعتراض کر سکتا ہے۔ انسان کی جان بچانا تو ایسا ضروری  
فرض ہے کہ اس کے لئے سور کا گوشت کھا لینا بلکہ کدہ رشک کا زبان سے کہہ دینا قرآن کریم میں صریح  
جائز کیا ہے۔ قول تعالیٰ الا من اکثرت علیہ مطہن بالایمان آیت کا خون سے لکھنا اگر تو بین قرآن

لہر حجت آیت کا یہ کہ جس شخص کا دل ایمان پر قائم ہو وہ بحالت اکراہ و کراہ کفر و کفران سے کہہ سکتا ہے شیعوں نے اس آیت فقہیہ ثابت کرنا چاہا  
ہے۔ حالانکہ شیعوں کا تعلق اس آیت سے ثابت نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ فقہ کتبہ میں اس علوم ہوگا۔ ۱۲



ہے تو کلمہ شرک کا کہنا خدا کی توہین ہے مگر دیکھنا یہ ہے کہ نیت توہین کی ہے یا نہیں ظاہر ہے کہ جان بچاؤ کی نیت دونوں جگہ ہے فرق صرف اس قدر ہے کہ تحریف والے سوال میں قرآن شریف کی عظمت و قوت تاثیر بھی ملحوظ ہے لہذا اس کا جواز تو بدرجہ اولیٰ ہونا چاہیے ایسی ضرورت کے وقت میں کسی چیز کی اجازت دینا اگر موجب طعن یا اس کے نسخہ کا ذریعہ بن سکتا ہے کہ خون اور مراثی جیسی ناپاک چیز سے نہ لکھنے کے جائز ہونیکا فتویٰ جو مذہب دے رہا ہو تو یقیناً طعن و نسخہ قرآن کریم کے ساتھ ہوگا کہ کیوں سور کا گوشت کھانے یا کلمہ شرک بکنے کی اجازت دی (احول و الفتوة الاباء) پھر یہ بھی دیکھنے کی بات ہے کہ یہ فتویٰ تمام اہل سنت کیا معنی مذہب سے کابھی نہیں ہے نہ امام عظیم کا قول ہے نہ ان کے شاگردوں کا نہ تخریجات فقہاء میں سے ہے صرف ابوبکر اسکاف کی ایک رائے ہے ابوبکر اسکاف علماء میں سے ایک عالم ہیں ان کی رائے کو مذہب کہنا سخت فریب ہے۔

حاجری صاحب سرفراز مولیٰ میں تفسیر و حدیث و عربیت میں تو آپ کا کمال ظاہر ہو چکا اب فقہ میں بھی آپ نے دخل دیا اور فقہ بھی کون، امام عظیم کی فقہ جو ائمہ الفقہ ہے۔

لقد قال ابن ابي عمير مقلداً صاحب النقل في حكمة لطيفة

بان الناس في الفقه عيال على فقه الامام ابي حنيفة

حضرت آپ کو خبر نہیں فقہ حنفی اور مذہب حنفیہ ان مسائل کو کہتے ہیں جو ظاہر الروایۃ میں مذکور ہوں یعنی امام عظیم کے شاگرد امام محمد کی ان کتب میں جامع صغیر جامع کبیر سیر صغیر سیر کبیر مبسوط زیادات خود امام محمد کی دوسری کتب میں مسائل بھی مذہب حنفی نہیں کہے جاتے بلکہ ان کو نوادر کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں کیونکہ ان کتب کی روایات امام محمد سے متواتر نہیں اصل مذہب کے بعد تخریجات مشائخ کا ترجمہ کسی ایک عالم کی رائے نہ کبھی مذہب میں شمار ہونی نہ ہو سکتی ہے گو وہ رائے کسی ہی بے عیب کسی ہی مدلل اور واجب القبول کیوں نہ ہو۔

چہاد مہ شیعہ چونکہ تحریف قرآن کے معتقد ہیں اور حاجری صاحب جانتے ہیں کہ ان کے اس کہیدہ سے کہ شیعہ تحریف کے قائل نہیں سو اس کے کہ جھوٹ بولنے کا جو کچھ ثواب عظیم ان کے مذہب میں ہے وہ ان کے نام اعمال میں لکھ لیا جاتا ہے اور کچھ نتیجہ نہیں ہو سکتا۔ لہذا خدا نے قرآن

مہ یا شمار در مختار میں حضرت عبداللہ بن مبارک امام المحدثین سے نقل کئے ہیں۔ ترجمہ تحقیق ابن ادریس یعنی امام شافعی نے فرمایا کہی نقل ان سے صحیح ہے اور لطیف حکمت کی بات ہے کہ اگرچہ ان کے قول میں اوجہ کی فقہ کے تربت مافہم ہیں ۱۲۔



شریف میں جو فرمایا ہے کہ اِنَّمَا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ اس آیت کا مطلب بیان کرنے کی ضرورت پیش آئی پھر سبحان اللہ کیا عمدہ مطلب بیان کیا ہے کہ ابن سبا یا زرارہ صاحب ہوتے تو قدر کرتے۔

صفحہ ۴۵ لغایت ۴۸ تک اس مطلب کو آپ نے لکھا ہے دو باتیں زیرِ مسم کی ہیں ایک یہ کہ مراد ذکر سے ذاتِ مبارک جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے خدا نے آپ کی حفاظت کا وعدہ کیا ہے نہ کہ قرآن کی حفاظت کا۔ ذکر سے رسول کے مراد ہونے پر آپ نے اس آیت سے استدلال کیا ہے **قُلْ إِنزِيلُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ ذِكْرًا ذَسُّوْا قُلُوْا عَلَيْكُمْ آيَاتِ اللَّهِ مَبِیْنَتٍ حَالَانِ** اس آیت میں بھی ذکر سے مراد قرآن ہے اور رسولؐ بغیر حرفِ عطف بقاعدہ تعداد آیا ہے۔ اہل عرب بولتے ہیں اشتوت الیوم داداً بساطاً جادیۃ دیکھو مختصر معانی بغرض کہ ذکر سے مراد قطعاً قرآن مجید ہے اور نازل یا نزال کتاب ہی کے لئے ہو سکتا ہے، نبی و رسول کے لئے ارسال و بعث کی لفظ ہوتی ہے۔

دوسری بات یہ کہ اگر ذکر سے مراد قرآن ہی ہو تو بھی اس قرآن کی حفاظت مراد نہیں بلکہ اس قرآن کی حفاظت مراد ہے جو لوح محفوظ میں ہے حاضری صاحب سے کہنا چاہیے کہ حضرت نزلنا کے بعد حفاظت کا وعدہ ہے جو صاف دلیل اس کی ہے کہ قرآن منزل کی حفاظت کا وعدہ ہے۔ پھر لوح محفوظ کی حفاظت کے وعدے سے فائدہ کیا لوح محفوظ میں تحریف ہو سکنے کا شبہ کس کو ہو سکتا ہے۔ پھر لوح محفوظ میں تو تورات و انجیل بھی محفوظ ہے قرآن کی تخصیص کیا حاضری صاحب نے یہاں اپنے اہم غائب کے قرآن کا ذکر کیا دوسرے شیعہ تو یہی کہتے ہیں کہ خدا نے وعدہ اسی غار والے قرآن کی حفاظت کا کیا ہے شیعوں کے امام المناظرین مولوی حامد حسین استقصاء الافہام جلد اول صفحہ ۶۶ میں لکھتے ہیں ”و اصل قرآن کا نازل نزول حفاظان شریعت موجود است۔“

ایڈیٹر ان شمس نے بھی آیت مذکورہ کا یہی مطلب بیان کر کے وعدہ حفاظت قرآن سے انکار کیا تھا اور غالباً حاضری صاحب نے انھیں سے یہ مضمون لیا ہے اس کا جواب النجم کے مناظرہ صفحہ دوم

۱۔ ترجمہ تحقیق ہم نے نازل کیا ہے انصیت یعنی قرآن کو اور ہم یقیناً اس کی حفاظت کرنے والے ہیں ۱۲

۲۔ ترجمہ تحقیق نازل کیا ہے اللہ نے تمہاری طرف ذکر اور ایک رسول جو تلاوت کرتا ہے تمہارے سامنے اللہ کی آیتیں جو واضح ہیں ۱۲

۳۔ تمام مفسرین نے اس آیت کو بھی مجزوات قرآن میں شمار کیا ہے۔ مناظرہ جلد دوم میں بکثرت تفاسیر المذہب کی عبارات نقل کی گئی ہیں ۱۲



میں نہایت بسط و تفصیل سے دیا گیا جس کا جواب بجا جواب حیداروں نے کچھ نہ دیا اور پھر منہ دکھانے میں کچھ باک نہیں اس جواب میں تفاسیر طہذیب و شیعہ دونوں سے ثابت کر دیا گیا کہ ذکر سے مراد اس آیت میں قرآن ہے اور اسی قرآن کی حفاظت کا وعدہ ہرسم کی تحریف سے اس آیت میں کیا گیا ہے خاص کر شیعوں کی تفسیر مجمع البیان کی عبارت مناظرہ حصہ دوم ص ۹۴ میں قابل ملاحظہ ہے تفسیر مجمع البیان وہ ہے جس سے حارثی صاحب نے اسی رسالہ میں استناد کیا ہے وہ عبارت تفسیر مجمع البیان فی البیان فقال انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون عن الزیادة والنقصان والتحریف۔

والتغییب عن قتادة وابن عباس ومثله لا یلتزم الباطل من بین یدیه ولا من خلقه وقیل معناه متکفل بحفظہ الخ اخر المدھر فتتقدم الامة فتحفظه عصر بعد عصر الخ

یوم القیامۃ لیس الحجة علی الجماعۃ من کل من لزمته دعویہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ

حارثی صاحب خیانت اور فتنہ ان دیانت اور علوم عربیہ اور فنون الہیہ سے اہلسنت کا ملکہ علاوہ آپ کی نظر خود اپنی کتب پر بھی نہیں ہے آپ کو تصنیف و تالیف کی اجازت کس نے دی یہ کئی سطروں کے خطاب کس نے دیے اس شخص کا نام تو بتائیے اور کس سے زیادہ کیا کہا جائے کہ آپ نے شیعوں کے منصب اجتہاد کو ذلیل کر دیا۔ ذکر کفر ممت مثبت نہ زنا ررار سوا کمن

پنس بجو۔ آخر میں حارثی صاحب نے انہیں چار علماء شیعوں کے اقوال پیش کئے ہیں جن کی

بابت ہم بحث اول میں لکھ چکے ہیں کہ وہ ادراہ نقیہ منکر تحریف ہو گئے ہیں اور ان چار اشخاص کے اقوال

چھ کتابوں سے نقل کئے ہیں جن میں چھٹی کتاب خود آپ کی تصنیف ہے کیوں نہ ہو آپ بھی تو مصنف

ہیں ان چار اشخاص کے اقوال پر جو اعتراضات خود علماء شیعہ نے کئے ہیں اس کا کچھ جواب نہیں

داندازد و ہزار روایات تحریف کا کچھ جواب نہیں اور کیا جواب دے سکتے ہیں جب کہ ان کے علماء لکھ

چکے کہ ان روایات کے بے اعتبار قرار دینے سے تمام متن حدیث ہمارا خاک میں مل جائیگا کاسد است

۱۔ تمام مفسرین نے اس آیت کو بھی بحوات قرآن میں شمار کیا ہے مناظرہ حصہ دوم میں کثرت تفاسیر الہیہ کی عبارات نقل کی گئی ہیں ۱۲

۲۔ ترجمہ بجا ہونے اور وضاحت کر کے فرمایا کہ ہم نے قرآن نازل کیا اور ہم کی بھی تحریف و تبدیل سے حفاظت کریں گے قتادہ اور

ابن عباس سے منقول ہے کہ یہی مضمون اس آیت میں ہے لا یتبدل الباطل الخ اور کہا گیا ہے کہ حفاظت قرآن کے معنی یہ ہیں کہ قیامت تک اس کو محفوظ رکھیں گے۔ امت مسلمہ اس کو نقل کرے گی اس کا حفظ کرے گی تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تحت قیامت تک



بھی ہاتھ سے جلتا رہے گا۔ پھر ان زائد از دو ہزار روایات ائمہ معصومین کے مقابلہ میں کوئی ایک حدیث کسی امام کی حاکری صاحب شیش کر دیتے یہ بھی نہ کیا نہ اب کر سکتے ہیں لہذا یہ سب لکھنا ان کا ابلہ فریبی کے سوا اور کسی لقب کا مستحق نہیں۔

نشد شو حاکری صاحب اسی سلسلہ میں اپنے رسالے کے صفحہ ۲۹ پر آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ شیعہ مطلق تحریف کے قائل نہیں ہیں جن دو ایک شیعہ علمائے تحریف قرآن کا ذکر کیا بھی ہے اولاً تو وہ نقل روایت ہے نہ اظہار عقیدہ۔ پھر اس کے بعد لکھا ہے کہ عموماً اخباری مذہب کے لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں اور جس طرح اخباریوں اور اصولیوں میں سلسلہ عقیدہ کے متعلق اختلاف ہے اسی طرح تحریف قرآن کی بات بھی اختلاف ہے اخباری تحریف کے قائل ہیں اصولی قائل نہیں انتہی لخصاً۔ سے پہلے نو قائل وادبات یہ ہے کہ کس بے باکی کے ساتھ جھوٹ بولا گیا ہے کہ شیعہ مطلق تحریف کے قائل نہیں ہیں۔ تناقض بھی قابل تماشہ ہے کہ آگے چل کر اول تو صرف نقل روایت کا اقرار کیا پھر اعتقاد کا بھی اقرار کر لیا کہ اخباری شیعہ قائل تحریف ہیں۔

کذب و تناقض کی شکایت تو کسی شیعہ سے کرنا بجا ہے بقول قائل رحمۃ اللہ تعالیٰ سے کیا جو جھوٹ کا شکوہ تو یہ جواب ملا تقیہ ہم نے کیا تھا ہمیں ثواب ملا البتہ حاکر یصاحب اس کا جواب لینا چاہیے کہ قرآن پر ایمان رکھنا تمھارے یہاں ضرورت دین سے ہے یا نہیں اگر ہے تو اخباریوں کو کافر کہو اور ان کو اپنے مذہب سے خارج کرو ان کی کتابوں کو بنیاد مذہب بناؤ دیکھیں پھر تمھارے مذہب میں رہ کیا جاتا ہے اور اگر ایمان بالقرآن ضروریات دین سے نہیں ہے تو تم نے قرآن پر شیعوں کا ایمان نہ ہونے کا اقرار کر لیا۔ حاکری صاحب نے جاہلوں اور بے وقوفوں کو اخباری اصولی کا فرق ذکر کر کے خوب جھپٹا سنے والوں کو کیا خبر کہ اخباری اصولی دونوں شیعہ ہیں دونوں میں کچھ جزئی اختلافات ہیں نہ اصولی جیسے بلاشبہ ہمارے یہاں کہ محدثین فقہا بالکل ایسا ہی ہے محدثین کو شیعہ اخباری کہتے ہیں اور فقہا کو اصولی۔

حاکری صاحب یاد رکھیں اور خوب یاد رکھیں شیعوں کا قائل تحریف ہونا کسی کے چھپکے چھپتے سکتا شیعوں کا ایمان قرآن شریف پر نہ ہے اور نہ ہو سکتا ہے، ایمان بالقرآن اس وقت حاصل ہوگا جب اہل سنت کی طرح رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو نامہ الانبیاء انو قرآن شریف کے اعلیٰ اور اعلیٰ صحابہ



کرام کو دیندار دین کا جان نثار راست گفتار مانو مخریف قرآن کی تمام روایات کو اور جس مذہب نے ان روایات کو تصنیف کیا اس کو خیر باد کہو اور قائلین تحریف کو کافر کفر من دین الہی جانو! حارری صاحب جٹ بولکر اگر حق پہرہ پر سکتا تو یقیناً اب تک اہلسنت اور ذریات اہلسنت نے خدا کے واحد کی پرستش دنیا سے موقوف کرادی ہوتی۔

ہفتم۔ ختم رسالہ پر حارری صاحب نے ”آریہ دوستوں سے خطاب کا عنوان بھی قائم کیا ہے بیشک آریہوں سے آپ سے دوستی ہونا بھی چاہئے (المکفر ملتہ ولحدۃ اہل اسلام سے دشمنی اور کفار سے دوستی آپ لوگوں کا قدیم شیوہ ہے۔ مبارک ہے۔

ہشتم۔ حارری صاحب نے مصحف فاطمہ و کتاب علی کی بحث پر بھی خامہ فرسائی کی ہے جس کو دیکھ کر معلوم ہوا کہ آپ ایک لفظ بھی سچ نہیں کہنا چاہتے کھلا ہوا فریب تو یہ ہے کہ آپ کتاب علی سے قرآن علی کہہ رہے ہیں حالانکہ کتاب علی ایک دوسری چیز ہے دوسرا صریح فریب یہ ہے کہ مصحف فاطمہ سے بھی قرآن مراد لیتے ہیں حالانکہ مصحف فاطمہ بھی قرآن سے الگ ایک چیز ہے جس کی بابت آپ کے امام جعفر صادق کا ارشاد ہے کہ وہ قرآن سے نکلنا ہے اور اس میں تمھارے قرآن کا ایک حرف بھی نہیں دیکھو اصول کافی

نہد حدیث ثقلین کی بحث بھی محض بے تعلق آپ نے چھیڑ دی ہے انشاء اللہ تعالیٰ سلسلہ تفسیر آیات سے فارغ ہو کر نخبہ ہم میں سلسلہ شرح احادیث شروع ہوگا تو سب سے پہلے حدیث ثقلین پر مستقل رسالہ لکھ کر تمام دنیا کو دکھلا دیا جائے گا کہ شیعوں نے کس قدر مغالطہ اس حدیث میں دیا ہے اور یہ کہ شیعوں جس طرح اہل بیت رسول و آل رسول سے ناواقف اور مخرف ہیں اسی طرح ثقلین کو بھی نہیں جانتے۔

دھڑھو حارری صاحب کو رسالہ موغلطہ تحریف لکھتے وقت خود بھی یہ کھٹکا تھا کہ لوگ میری چوریاں اور خیانتیں پکڑیں گے مثل مشہور ہے کہ چور کی داڑھی میں تنکا چنانچہ رسالہ مذکورہ کے صفحہ ۵۱ پر لکھتے ہیں ”یہ میری گذارش ضرور یاد رکھیں کہ میری اس تقریر کے بعد اہل سنت میں نہایت غلیظہم نشان انقلاب پیدا ہوگا بغیر معمولی نقل و حرکت بھی پیدا ہوگی۔ عوام کو دھوکا دینے کی غرض سے یہ کیا جائے گا کہ یہ سنیں کہ کتابیں نہیں ہیں سیاق و سباق چھوڑ کر



درمیان کی عبارت پڑھ کر سنا دی گئی ہے ان آیتوں میں تنبیخ وارد ہوئی ہے۔  
 غرض کہ جو جو کارروائیاں آپ نے کی ہیں سب کا ڈر آپ کو لگا ہوا تھا مگر شاید یہ خیال بھی تھا کہ  
 ان جاہلانہ خرافات کو دیکھ کر اہل علم مجھے لائق خطاب نہ سمجھیں گے اور میرے رسالہ کا جواب نہ لکھا جائے گا  
 اور میری کارروائیوں پر پردہ پڑا رہے گا۔

شیعوں کے بھلانے کے لئے آپ نے اپنے امام جعفر صادق کی طرح پیشین گوئی بھی کر دی کہ  
 اہل سنت میں انقلابِ عظیم اور غیر معمولی نقل و حرکت ہوگی حالانکہ کچھ بھی نہ ہوا آپ کے بڑے بڑوں نے  
 جب قرآن کریم پر حملے کئے تو کہا ہوا جو آپ کے حملوں کی کچھ پروا کیجاتی، قرآن کریم کی پاک گاہ بیتِ بلند ہے  
 ایسے بے مغز شور و شر کی وہاں تک رسائی بھی نہیں ذالک اکتسابِ لاریف ہے۔

یہ ناچیسز بھی آپ کے رسالہ کا جواب لکھ کر نادوم ہوا پہلے سے آپ کی علمی حالت معلوم  
 نہ تھی ورنہ یہ جس بات نہ کی جاتی۔

هَذَا اَخْبَرُكُمْ بِهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

ف



# واضح ہو

کہ خداوند عز و جل ذواتقام نے صحابہ کرام کے دشمنوں سے عجب آسام لیا کہ ان کو انسان کے مقابلہ سے ہٹا کر اپنی کتاب حکیم کے مقابلہ میں لا کر ڈال دیا۔ اس حقیقت پر کہ مذہب شیعہ کی بنیاد قرآن شریف کی عداوت پر ہے ایک مدت تک پردہ چڑا رہا اکثر لوگ یہی سمجھتے رہے کہ شیعہ بھی کلمہ گو ہیں مسلمان ہیں ان کی بات اسلامی برتاؤ ہونا چاہیے۔ بعض اہل تحقیق نے ان کو خارج از اسلام سمجھا مگر اس کی وجہ جو انھوں نے بیان کی وہ نہ تو قطعی ثابت ہوئی بلکہ بعض اذکیائے امت اپنی فراست ایمانی سے اس حقیقت تک پہنچ گئے کہ حضرت شیخ دلی اللہ محدث دہلوی نے ازالہ الخفا کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ نور توفیق نے مجھے اس رمز سے آگاہ کیا مگر چونکہ حضرت مروج نے اس حقیقت کو بہت زیادہ وضاحت سے نہ بیان فرمایا تھا اس وجہ سے اکثر لوگوں کے ذہن پھر بھی اس کے ادراک سے محروم رہے۔ شاید کہ مشیت الہی نے یہ خدمت اس حقیر کیلئے مقدر کی تھی اگرچہ یہ ناکارہ اس قابل نہ تھا کہ انتقام خداوندی کا آلاچاہہ بنے مگر غایت اور کے استحقاق بخش ہے اگر بادشاہ برادر سپہ سالار بنے۔

چنانچہ اب یہ حقیقت بالکل بے پردہ ہو گئی کہ شیعوں کا ایمان قرآن شریف پر نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے رسالہ مذابھی اسی حقیقت کے دیکھنے کا ایک چھوٹا سا آئینہ ہے۔

لہذا

شیعوں کو چاہیے کہ ایمان داری کے ساتھ ضد اور تعصب علاحدہ ہو کر اپنے مجتہدین کی کوراز تقلید چھوڑ کر اس حقیقت کو جانیں اس کے بعد اگر قرآن کریم ان کو زیادہ پیارا ہو تو مذہب شیعہ کو خیر باد کہیں اور اگر زرارہ و ابولہبیر وغیرہ کی روایتیں ان کو زیادہ عزیز نہ ہوں تو ان کو اختیار ہے کہ شیعوں کو لازم ہے کہ جب کوئی شیعہ ان سے مذہبی چھیڑ چھاڑ کرے تو اسکو پہلا جواب وہ یہی دیں کہ تم کو اسلامی فروغی مباحث میں دخل دینے کا کوئی حق نہیں جبکہ تمہارا ایمان قرآن شریف پر نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ فقط والسلام

سر ایاز عجز و قصور محمد عبد اکور مدبر ام لکھنؤ



# تکمّلہ تبیہ الحائرین تفصیح الجائرین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله حمد الشاکرین والصلوة والسلام علی سید الدّٰلین والآخرین  
سیدنا و مولانا محمد علی الہ الطاہرین و علی من اتبعہم الی یوم الدین (مَا بَعْدَ)  
قبلہ شیخ جناب حائری صاحب کے رسالہ مغلط تحریف قرآن کا جواب موسوم تبیہ الحائرین تقریباً ایک  
سال ہوئے بدعات شائع ہو چکا۔ حائری صاحب کو اپنے اس رسالہ پر بڑا ناز تھا بڑی دھوم مچا رکھی تھی کہ اس کا  
جواب سنیں کی طرف سے ہو ہی نہیں سکتا۔ رسالہ میں جا بجا اس قدر مستعدی کا اظہار کیا ہے کہ معلوم  
ہوتا تھا کہ حائری صاحب علم ہاتھ میں لئے بیٹھے ہیں جواب نکلتے ہی فوراً جواب اب جواب لکھ ڈالیں گے مگر سنے  
آنکھوں سے دیکھ لیا کہ رب زبانی لفاظی قضا ہو گئی۔ ایک سال میں بھی جواب نہ ہوا اور نہ انشاء اللہ تعالیٰ  
ہوگا بلکہ اگر کچھ بھی حیا ہوگی تو جس قدر جوہریاں، خیانتیں، غلط حوالے، غلط ترجمے حائری صاحب کے دکھائے  
گئے ہیں ان کے بعد اب وہ تصنیف تالیف کی جرأت نہ کریں گے اور بالکل روپوش ہو جائیں گے تبیہ  
الحائرین میں ضمناً کچھ مسائل مذہب شیعہ کا تذکرہ اس سلسلہ میں آ گیا تھا کہ حائری صاحب نے اپنے مذہب  
کے مطابق نقل ہونیکا بے سرو پا دعویٰ کیا تھا۔ اس موقع پر چالیس مسائل مذہب شیعہ کے نمونے کے  
طور پر لکھے گئے تھے مگر کتب شیعہ کا حوالہ نہیں دیا گیا تھا نہ عبارتیں نقل کی گئی تھیں تاکہ طول نہ ہو لہذا  
اب اس تکملہ میں ان مسائل کے لئے کتب شیعہ کا حوالہ اور ان کتب کی اصلی عبارتیں پیش کی جاتی ہیں حق  
تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کو ذریعہ ہدایت بنائے خدا کو کہ شیعہ اس رسالے کو دیکھ کر اپنے مذہب کی  
اصلی حقیقت سے واقف ہو جائیں اور اس بات کو سمجھ لیں کہ ایسے بے بنیاد مذہب کا نتیجہ سوا دنیا کی سوائی  
اور آخرت کے عذاب کے کچھ نہیں ہے۔ واللہ الموفق والمعین



## پہلا مسئلہ

شیعوں کا عقیدہ ہے کہ خدا کو بداموتا ہے یعنی ماذا فہو جاہل ہے اس کو سب باتوں کا علم نہیں اسی وجہ سے اس کی اکثر تشریحات گویا غلط ہو جاتی ہیں اور اس کو اپنی رائے بدنا پڑتی ہے۔ یہ عقیدہ مذہب شیعہ میں اس قدر ضروری ہے کہ اگر مفسرین کا ارشاد ہے کہ جب تک اس عقیدہ کا اقرار نہیں لے لیا گیا کسی نبی کو نبوت نہیں دی گئی اور خدا کی عبادت اس عقیدہ کی برابر ہی عقیدہ میں نہیں ہے۔ اصول کافی صفحہ ۸۸ پر ایک مستقل باب بداکا ہے اس باب کی چند حدیثیں ملاحظہ ہوں

عن ذرارة بن اعین عن احدهما قال ما عبد الله بشيئ مثل البداء عن مالك بن جهمي قال سمعت ابا عبد الله

يقول لو علم الناس ما في القول بالبداء من الاجرام اقترعوا عن الكلام منه عن مراد بن حكيم قال سمعت ابا عبد الله يقول ما تنبأ بنبى قط حتى يقصر الله بخمس بالبداء

والمشية والسجود والعبودية والطلاء

جعفر صادق سے سنا وہ فرماتے تھے کہ کوئی نبی کبھی نبی نہیں بنایا گیا یہاں تک کہ وہ پانچ چیزوں کا اقرار نہ کرے بداکا اور شیت کا اور سجدہ کا اور عبودیت کا اور طاعت کا۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ عقیدہ بداکیس ضروری چیز ہے اب رہا یہ بات کہ بداکیا چیز ہے اس کے لئے لغت عرب کو دیکھنا چاہئے اس کے بعد کچھ واقعات بداکے کتب شیعہ سے پیش کر دوں گا پھر علمائے شیعہ کا اقرار کہ بیشک بداکے معنی یہی ہیں کہ خدا جاہل ہے۔

## لغت عرب

بداء عربی زبان کا لفظ ہے تمام لغت کی کتابوں میں لکھا ہے بدالہ اسی ظہر لہما لہو بظہر



یعنی بد کے معنی ہیں نامعلوم چیز کا معلوم ہو جانا یہ لفظ اسی معنی میں قرآن شریف میں بکثرت مستعمل ہے۔ رسالہ ازالۃ الغرور اور وہبہ کے مصنف کو دیکھئے عقیدہ بد کا جواب دیتے ہوئے لکھتا ہے کہ یہاں دو لفظ ہیں بد ابیالالف اور بد ابہمزہ شیعہ بد ابیالالف کے قائل ہیں اور جو چیز قابل اعتراض ہے وہ بد ابہمزہ ہے حالانکہ یہ محض جمل ہے بد ابہمزہ کے معنی ہیں شروع ہونا اس میں کوئی قابل اعتراض چیز نہیں ہے یہ ہے ان لوگوں کی لغت دانی اور اس پر یہ سن ترانی لاجول ولا قوۃ الا بالشر۔

## واقعات

بد کے واقعات کتب شیعہ میں بہت ہیں مگر ہم یہاں صرف دو واقعوں کا ذکر کافی سمجھتے ہیں۔ اول یہ کہ امام جعفر صادق نے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے میرے بعد میرے بیٹے اسمعیل کو امامت کے لئے نامزد کیا ہے یہ بھی واضح ہے کہ امام کی علامات جو کتب شیعہ میں لکھی ہیں ان میں ایک یہ بھی ہے کہ امام رانی سے پیدا ہوتا ہے اور اس کی پیشانی پر آیہ تمت کلمۃ ربک صدقاً وعدلاً لکھی ہوتی ہے۔ نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی کو بارہ نفاذ سر بہرہ دی گئے تھے جو خدا کی طرف سے اترے تھے جبریل لائے تھے۔ پس ضروری ہے کہ اسمعیل بھی رانی سے پیدا ہوئے ہوں گے ان کی پیشانی پر آیت بھی لکھی ہوگی۔ ایک نفاذ بھی ان کے نام ہوگا مگر افسوس خدا کو معلوم نہ تھا کہ اسمعیل میں یہ قابلیت نہیں ہے چنانچہ پھر خدا کو اعلان کرنا پڑا کہ اسمعیل امام نہ ہوں گے بلکہ موسیٰ کاظم امام ہوں گے۔ علامہ مجلسی بخار الانوار میں روایت فرماتے ہیں اور اس روایت کو محقق تلوسی بھی نقد المحصل میں لکھتے ہیں کہ

عن جعفر الصادق انه جعل	امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ انھوں نے اسمعیل
اسمعیل القائم مقامہ بعد فظہر من	کو اپنا قائم مقام اپنے بعد کے لئے مقرر کیا مگر اسمعیل
اسمعیل مالم یقض فجع	سے کوئی بات ایسی ظاہر ہوئی جس کو انھوں نے
القائم مقامہ موسیٰ فستل عن ذلک	پسند نہ کیا لہذا انھوں نے موسیٰ کو اپنا قائم مقام بنایا
فقال بد اللہ فی اسمعیل	اسکی بابت پوچھا گیا تو فرمایا کہ اللہ کو اسمعیل کے بارے میں

بدابہو گیا۔

ایک دوسری حدیث کے الفاظ یہ ہیں جسکو شیخ صدوق نے رسالہ اعتقادیہ میں لکھا ہے کہ



ما بد الله في شئى كما بد الله  
 في اسماعيل ابني  
 الله کو ایسا بد کبھی نہیں ہوا جیسا بد میرے بیٹے  
 اسمعیل کے بارے میں ہوا۔

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ امام علی تقی نے خبر دی کہ میرے بعد میرے بیٹے محمد امام ہوں گے مگر خدا کو  
 یہ معلوم نہ تھا کہ محمد اپنے والد کے سامنے درجائیں گے۔ جب یہ واقعہ پیش آیا تو خدا کو اپنی رائے بدلتا پڑی  
 اور خلافت قاعدہ مقررہ کے بڑے بیٹے کو امامت ملتی ہے حسن عسکری کو امام بنایا۔  
 اصول کافی ۲۰۱ میں ہے۔

عن ابی الہاشم الجعفری قال کنت  
 عند ابی الحسن علیہ السلام بعد ما  
 مضی ابتی ابو جعفر وانی لافسک  
 فی نفسی اربدان اقول کا تھا یعنی  
 اباجعفر و اباحمد فی هذا الوقت کابی  
 الحسن موسیٰ و اسمعیل وانی قصہ  
 کقصتهما اذ کانت ابو محمد المرجا بعد ابی  
 جعفر فاقبل علی ابی الحسن علیہ السلام  
 قبل انما نطق فقال نعم یا ابی ہاشم  
 بد الله فی ابی محمد بعد ابی جعفر  
 ما لم تکن تعرف له كما بد الله فی  
 موسیٰ بعد مضی اسمعیل ما  
 کشف به عن حاله و هو کما  
 حدثک نفسک و ان کما  
 المبطلون و ابو محمد ابی الخلف  
 بعدی عندہ علوما يحتاج الیه  
 ومنه اللة الامامته  
 ابوالہاشم جعفری سے روایت ہے وہ کہتے تھے میں ابوالحسن  
 (یعنی امام تقی) علیہ السلام کے پاس بیٹھا ہوا تھا جب کہ ان کے  
 بیٹے ابو جعفر یعنی محمد کی وفات ہوئی میں اپنے دل میں سوچ  
 رہا تھا اور یہ کہنا چاہتا تھا کہ محمد اور حسن عسکری کا اس وقت  
 وہی حال ہوا جو امام موسیٰ کاظم اور امیر فرزند امام جعفر  
 صادق کا ہوا تھا ان دونوں کا واقعہ بھی ان دونوں کے  
 واقعہ کے مثل ہے کیونکہ ابو محمد (یعنی حسن عسکری) کی امامت  
 بعد ابو جعفر (یعنی محمد) کے مرنے کے ہوئی تو امام تقی میری  
 طرف متوجہ ہوئے اور انہوں نے قبل اس کے کہ میں کچھ کہوں  
 ارشاد فرمایا کہ اے ابوالہاشم! اللہ کو ابو جعفر کے مرجانے  
 کے بعد ابو محمد کے بارے میں بد ہوا جو بات معلوم نہ تھی وہ معلوم  
 ہو گئی جیسا کہ اللہ کو اسمعیل کے بعد موسیٰ کے بارے  
 میں بد ہوا تھا جس نے اس حقیقت ظاہر کر دی اور یہ بات  
 ویسی ہی ہے جیسی تم نے خیال کی اگرچہ بدکار لوگ اس کو پسند  
 کریں اور ابو محمد (یعنی حسن عسکری) میرے بعد میرا خلیفہ  
 ہے اس کے پاس تمام ضرورت کی چیزوں کا علم ہے اور  
 اس کے پاس الامامت بھی ہے۔



# استدلال

اگرچہ ایسی صاف بات کے لئے اقرار کی ضرورت نہ تھی مگر خدا کی قدرت ہے کہ علمائے شیعہ نے اگرچہ اہل سنت کے مقابلہ میں تو ہمیشہ تاویلات سے کام لیا لیکن آپس کی تحریروں میں انھوں نے صاف اقرار کر دیا ہے کہ جو اسے خدا کا جاہل ہونا لازم آتا ہے شیعوں کے مجتہد اعظم مولوی دلداری علی اساس الاصول مطبوعہ لکھنؤ کے ص ۲۱۹ پر لکھتے ہیں اعلیٰ ان البدا لا یمنی ان یقول بہ احد لانه یلزم منه ان یتصف البادی تعالیٰ بالجهل كما لا یخفى ۱۲ ترجمہ: جاننا چاہیے کہ بد اس قابل نہیں کہ کوئی شخص اس کا قائل ہو کیونکہ اس سے باری تعالیٰ کا جاہل ہونا لازم آتا ہے جیسا کہ پوشیدہ نہیں ہے۔

اس کے ساتھ اساس الاصول میں اس بات کا بھی اقرار موجود ہے کہ شیعوں میں سوا محقق طوسی کے اور کوئی بدکار کانکر نہیں ہوا۔

اب ایک بات یہ بھی سمجھنے کی ہے کہ شیعوں کو کیا ضرورت اس عقیدے کے تصنیف کی پیش آئی اصل واقعہ یہ ہے کہ جب اسلام کے چالاک دشمنوں نے مذہب شیعہ کو تصنیف کیا تو وہ خود بھی جانتے تھے کہ کوئی انسان اس مذہب کو قبول نہیں کر سکتا لہذا انھوں نے طرح طرح کی تدبیریں اس مذہب کے رواج دینے کے لئے اختیار کیں از انجملہ یہ کہ فسق و فجور کے راستے خوب وسیع کر دیے متعہ الواطت شراخجری کا بازار گرم کیا۔ چنانچہ اس قسم کی روایتیں بکثرت آج بھی کتب شیعہ میں موجود ہیں از انجملہ یہ کہ انھوں نے دنیاوی طمع کا راستہ بھی خوب کشادہ کیا سینکڑوں روایتیں اس مضمون کی ائمہ کے نام سے تصنیف کر دیں کہ فلاں سند میں جو بہت قریب ہے دنیا میں انقلاب عظیم ہو جائے گا اور بڑی سلطنت و حکومت جاہ و حشمت شیعوں کو حاصل ہوگی پھر جب وہ سند آتا اور ان پیشین گوئیوں کا ظہور نہ ہوتا تو کہہ دیتے کہ خدا کو بداب ہو گیا۔ ایک روایت اس قسم کی حسب ذیل ہے۔ اصول کافی مطبوعہ لکھنؤ ص ۱۲۱ میں امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ

ان الله تبارک و تعالیٰ قد کان بہ تحقیق ان شر تبارک و تعالیٰ نے اس کام (یعنی امام ہندی کے نظریہ) کا وقت سن ستر ہجری مقرر کیا تھا مگر جب بنی صلوٰۃ ان قتل الحسین صلوٰۃ اللہ علیہ ان شر علیہ شہید ہو گئے تو ان شر کا غصہ زمین والوں پر سخت ہو گیا لہذا اللہ نے اس کام کو ستر ہجری تک چھپے پٹا دیا یعنی تم سو بیان



کرویا تم نے راز کو فاش کر دیا اور بات مشہور کر دی اب  
اللہ نے کوئی وقت اس کے بعد ہم کو نہیں بتایا ابو حمزہ (ادی)  
کہتا ہے میں نے یہ حدیث امام جعفر صادق علیہ السلام سے بیان  
کی انھوں نے کہا ہاں ایسا ہی ہوا۔

فاخرہ الی اربعین ومائة فحدثتكم  
فاذا عظم الحديث فكشفتم نواع السرور  
يجعل الله وقتا بعد ذلك عندنا قال  
حمزة محدث بذلك باي عبد الله عليه  
السلام فقال قد كافي ذلك

یہ تماشا بھی قابل دید ہے کہ جب اہل سنت کی طرف سے اعتراض ہوا تو علماء شیعہ کو جواب دینے کی فکر  
ہوئی اور اس پریشانی میں انھوں نے ایسی ایسی ناگفتہ برائیاں کہ ڈالیں جو عقیدہ بد سے بھی بڑھ گئیں مولوی  
حاکم بن نے استقصار الانحزام جلد اول صفحہ ۱۲۸ سے لیکر صفحہ ۵۸ تک پورے تیس صفحات اسی بحث کے نام سے  
سیاہ کر ڈالے مگر کوئی بات بنائے نہ بن پڑی کوشش انھوں نے اس بات کی کی ہے کہ بدائے معنی  
میں تاویل کریں چنانچہ کھینچ آئے کہ انھوں نے بدائے معنی بیان کئے ہیں جو محو واثبات یا نسخ کے ہیں  
لیکن خود ہی خیال پیدا ہو کہ یہ تاویل چل نہیں سکتی لہذا علامہ مجلسی سے ایک تاویل نقل کر کے اس پر بہت ناز  
کیا ہے۔ یہ عبارت استقصاء و جلد اول کے صفحہ ۳ پر ملاحظہ ہو۔

وسمها ان يكون هذا الاخبار تسليية  
القوم من المؤمنين المنتظرين ائمة اولياء  
الله ونبلة اهل الحق واهل مكارم  
في فروع اهل البيت عليهم السلام و  
لائم عليهم السلام لو كافوا اخذوا  
الشيعة في اول ابتلائهم بام تبلا  
المخالفين ومدة محنتهم انه ليس  
فرجهوا لا بعد الفسنة والغي سنة  
ليسوا وادجروا عن الدين ولكنهم  
اغبروا شيعتهم بتحجيل الفرج

اور منجملہ ان تاویلات کے ایک یہ ہیکہ پیشین گوئیاں ان مومنین  
کی تسلی کے لئے تھیں جو دوستانہ خدا کی آسائش  
اور اہل حق کے غلبے کے منتظر تھے جیسا کہ اہل بیت  
علیہم السلام کی آسائش اور ان کے غلبے کے متعلق روایت  
کیا گیا ہے اگر انہم علیہم السلام شیعوں کو شروع ہی میں بتا دیں  
کہ مخالفین کا غلبہ ابھی رہے گا اور شیعوں کو مصیبت  
سمحت ہوگی اور ان کو آسائش نہ ملے گی مگر ایک ہزار یا  
دو ہزار سال کے بعد تو وہ مایوس ہو جائے اور دین سے  
پھر جاتے۔ لہذا انھوں نے اپنے شیعوں کو خبر دی کہ  
آسائش کا زمانہ جلد آئی والا ہے۔

یہ تاویل بڑی مستند تاویل ہے صحابہ کرام سے منقول ہے چنانچہ اصول کافی ص ۲۳ میں ہے۔



عن الحسن بن علی بن یقطين عن حميد  
الحسين عن ابيه بن یقطين قال قال ابوالحسن  
الثقة قولي بالاماني منذ ما نتي سنة  
قال قال یقطين لابنه علی بن یقطين ما بالنا  
قل لنا فكان وقيل لکون لکون قال فقال  
له علی ان الذي قيل لنا ولکون کان من  
مخرج واحد غير ان امر کو حضر  
فامطيتو محضه کان لکون لکون وان  
امرنا لکون محضه فعلننا بالاماني فلو قيل  
لنا ان هذا الامر لا یکن الا الى ما نتي  
سنة او ثلثا سنة لقت القلوب  
و لوجر عامه الناس عن الاسلام  
ولکن قالوا ما امرنا وما اقرب  
نا لقلوب الناس۔

حسن بن علی بن یقطين نے اپنے بھائی حسین سے انھوں نے اپنے  
والد علی بن یقطين سے روایت کی ہے کہ ابوالحسن نے کہا شیعہ  
دوسو برس سے امید دلا دلا کر رکھے جاتے تھے۔ یقطين (سنی)  
نے اپنے بیٹے علی بن یقطين (شیعہ) سے کہا یہ کیا بات ہے جو  
وعدہ ہم سے کیا گیا وہ پورا ہو گیا اور جو تم سے کیا گیا وہ پورا نہ  
ہوا اعلیٰ نے اپنے باپ سے کہا کہ جو تم سے کہا گیا اور جو ہم سے  
کہا گیا سب ایک ہی مقام سے نکلا کرتا تھا ہے وعدہ کا وقت  
آگیا لہذا تم سے خالص بات کہی گئی وہ پوری ہو گئی اور ہمارے  
وعدہ کا وقت نہیں آیا تھا لہذا ہم امید دلا دلا کر بہلائے گئے  
اگر ہم سے کہہ دیا جاتا کہ یہ کام نہ ہوگا مگر دوسو برس یا تین سو  
برس تک تو دل سخت ہو جاتے اور اکثر لوگ بن اسلام سے  
بھڑ جاتے اس وجہ سے ائمہ نے کہا کہ یہ کام بہت جلد ہوگا،  
بہت قریب ہوگا لوگوں  
کی تالیف قلب کے لئے۔

یہ تاویل اگرچہ ان روایات میں چل نہیں سکتی جن میں تعین وقت پیشین گوئی کی گئی ہے گویا گول  
الفاظ نہیں ہیں کہ یہ کام جلد ہوگا قریب ہوگا نیز ان روایات میں بھی چل نہیں سکتی جن میں کسی خاص شخص  
کے امت کی پیشین گوئی کی گئی ہے اور وہ شخص امام نہیں ہوا یا قبل از وقت مر گیا۔ لیکن علمائے شیعہ  
کی خاطر ہم اس تاویل کو قبول کر لیں تو حاصل اس کا یہ ہے کہ اماموں کی پیشین گوئیاں جو غلط نکل  
گئیں اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ خدا کو ناسدہ کا حال معلوم نہ تھا بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ یہ پیشین گوئیاں  
شیعوں کی تسلی کے لئے بیان کی گئیں شیعوں کے بہلانے کے لئے ایسی باتیں بھی گئیں اگر شیعوں کو تسلی  
نزدی جاتی اور وہ بہلائے نہ جاتے تو مردہ ہو جاتے۔

نتیجہ اس تاویل کا یہ ہے کہ ہمارے خیال کی تصدیق ہوتی ہے کہ عقیدہ بیدار کی تصنیف  
محض ترویج مذہب شیعہ کے لئے ہوئی ہے۔



مگر یہاں ایک سوال بڑا لاخیل یہ پیدا ہوتا ہے کہ جھوٹی پیشین گوئیاں کر کے لوگوں کو فریب دینا اور بہلانا کس کا فعل تھا آیا انکا اپنی طرف سے ایسا کرتے تھے یا یہ کہ توت خدا کے ہیں غالباً انہ کی آبرو کا بچانا شیعوں کے نزدیک زیادہ اہم ہو اور وہ خدا ہی کی طرف اس حرکت کو منسوب کریں گے تو ہم کہیں گے کہ جہل سے خدا کو کچالیا تو فریب ہی کے الزام میں مبتلا کر دیا بارش سے بچنے کے لئے مٹھن سے بھاگ کر پرالے کے نیچے کھڑے ہو گئے۔

یہ بات بھی نتیجہ خیز تھی کہ جو شیعہ اصحاب ائمہ تھے وہ ایسے ضعیف الاعتقاد تھے کہ ان کو مذہب پر قائم رکھنے کے لئے خدا کو یا انہوں کو جھوٹی پیشین گوئیاں بیان کرنا پڑتی تھیں طرح طرح سے ان کو بہلانا پڑتا تھا ایسا نہ کیا جاتا تو وہ مرتد ہو جاتے جب اس زمانے کے شیعوں کا یہ حال تھا تو آج کل کے شیعوں کا کیا حال ہو گا اور ان کے بہلانے کیلئے مجتہدوں کو کیا کچھ نہ تدبیریں کرنی پڑتی ہوں گی۔

شیعوں کے تو اصحاب ائمہ کا یہ حال تھا مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کو دیکھو کیسے قوی الایمان کیسے نچتہ اعتقاد کے تھے کہ ان کو دین پر قائم رکھنے کے لئے نہ خدا کو جھوٹ بولنا پڑا نہ رسول کو ان پر مصائب کے آلام کے پہاڑ توڑے گئے، بلاؤں کی بارش برائی گئی مگر ان کے قدم کو جنبش نہ ہوئی۔

انصاف سے دیکھو یہی ایک مسئلہ بد اپورے مذہب کی حقیقت ظاہر کرنے کے لئے کافی ہے جس مذہب میں خدا کو جاہل یا فریبی مانا گیا ہو اس مذہب کا کیا کہنا۔

## دوسرا مسئلہ

شیعوں کا عقیدہ ہے کہ خدا کو جب غصہ آتا ہے تو غصہ میں اس کو دوست دشمن کا امتیاز نہیں رہتا حتیٰ کہ اس غصہ میں بجائے دشمنوں کے دوستوں کو نقصان پہونچا دیتا ہے۔ بھلا خیال تو کیجئے کہ کیا خدا کی یہی شان ہونی چاہئے؟ اور کیا ایسا خدا ماننے کے قابل ہو سکتا ہے؟

سند اس عقیدہ کی پہلے مسئلہ میں اصول کافی صفحہ ۱۳۲ سے نقل ہو چکی کہ امام حسین کی شہادت سے جو خدا کو غصہ آیا تو امام ہمدی کا طور اس نے طال دیا۔ حالانکہ امام ہمدی کے طور نہ ہونے سے شیعوں کا نقصان ہوا۔ قاتلان امام حسین کا کیا بگاڑ بکراں کا تو دور ہے بلکہ یہاں تک کہ قاتلان امام حسین شیعہ تھے



اسی وجہ سے خدا نے ان کو نقصان پہونچایا اور یہ واقعی بات بھی ہے۔

## تیسرا سوال

شیعوں کا اعتقاد ہے کہ خدا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے ڈرتا تھا اس لئے بہت سے کام اُن سے چھپا کر کرتا تھا۔ بظاہر انھوں نے اپنے نزدیک تو صحابہ کرام کے ظالم ہونے کو ثابت کیا ہے مگر فی الحقیقت خدا کی عاجزی اور مغلوبیت جو اس سے ثابت ہوئی اس کا انھوں نے خیال نہ کیا۔ کتاب احتجاج طبرسی میں ہے کہ جناب میر علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا نے اپنے نبی کا نام یسین رکھا ہے اور سلام علی آل یسین اس لئے فرمایا کہ اگر صاف صاف سلام علی آل محمد فرماتا تو خدا کو معلوم تھا کہ صحابہ اس کو قرآن میں نہ رہنے دیں گے کمال دیں گے۔ آخری فقرہ عبارت کا یہ ہے کہ یعلیہا یا ذہو لیقطعون قولہ مسلماً علی آل محمد کما اسقطوا غیثہ

## چوتھا سوال

شیعوں کے نزدیک خدا بندوں کی عقل کا محکوم ہے اور اس پر واجب ہے کہ عدل کرے اور جو کام بندوں کے لئے زیادہ مفید ہو وہی کام کرتا رہے یہ عقیدہ شیعوں کا اس قدر مشہور اور ان کے عقائد کی ہر کتاب میں مذکور ہے کہ کسی خاص کتاب کے حوالہ کی ضرورت نہیں۔

لطفات اس عقیدہ کی ظاہر ہے اس سے زیادہ اب اور کیا ہوگا کہ خدا بجائے حاکم کے محکوم بنا دیا گیا۔ پھر جب شیعوں کا تجویز کیا ہوا انتظام عالم میں نہیں پایا جاتا اور اکثر ایسا ہی ہوتا ہے اس وقت خدا پر ترک واجب کا جرم قائم ہوتا ہے۔ چنانچہ آج کل بھی صدیوں سے خدا ترک واجب کا مرتکب ہے اس نے کوئی امام معصوم دنیا میں قائم نہیں کیا۔ ایک صاحب ہیں بھی تو ان پر خوف اس قدر طاری کر چکا ہے کہ وہ غار میں چھپے ہوئے ہیں باہر نکلنے کا نام نہیں لیتے لیکن معلوم نہیں خدا کے لئے ترک واجب کی سزا کیا ہے اور اس سزا کا دینے والا کون ہے۔



## پانچواں مسئلہ

شیعوں کا کہنا ہے کہ خدا تمام چیزوں کا خالق نہیں یہ سچ شیعوں کا مشہور عقیدہ اور ان کی کتب عقائد میں مذکور ہے وہ کہتے ہیں کہ خیر و شر دونوں کا خالق خدا نہیں ہے کیونکہ شر کا پیدا کرنا برا ہے اور برکام خدا نہیں کرتا بلکہ شر کے خالق خود بندے ہیں اس بنا پر بے گنتی بے شمار خالق ہو گئے بلکہ کہتے ہیں کہ خیر و شر دونوں کا خالق خدا ہے اور شر کا پیدا کرنا برا نہیں البتہ شر کی صفت اپنے میں پیدا کرنا برا ہے اور اس سے خدا بری ہے۔

## چھٹا مسئلہ

شیعوں کا عقیدہ ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کی ذات اقدس میں اصول کفر موجود ہوتے ہیں اصول کافی باب فی اصول الکفر و ارکانہ میں ابو بصیر سے روایت ہے کہ۔

قال ابو عبد اللہ علیہ السلام امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اصول کفر کے تین ہیں جس سے ہر شخص جس سے تو آدم میں تھا جب ان کو درخت کے کھانے سے منع کیا تو حرص نے ان کو آمادہ کیا کہ انھوں نے اس درخت میں سوکھا لیا اور تکبر ابلیس میں تھا کہ جب اس کو آدم کے سجدہ کا حکم دیا گیا تو اس نے انکار کر دیا اور حسد آدم کے دونوں بیٹوں میں تھا۔ اسی وجہ سے ایک نے دوسرے کو قتل کر ڈالا۔

اصول الکفر ثلثۃ الحرص والاعتکاب والחסد۔ فاما الحرص فان آدم حين نهي من الشجرة حملہ الحرص علی ان اکل منها واما الاستکبار فابلیس حیث اصی بالسجود لآدم فانجی واما الحسد فانبا آدم حیث قتل احدهما

صاحبہ

دیکھو کس طرح حضرت آدم علیہ السلام کو ابلیس کا ہم پلہ قرار دیا ہے۔ ایک اصول کفر ابلیس میں ہے تو ایک آدم علیہ السلام میں بھی ہے بلکہ شیعہ صاحبوں نے تو حضرت آدم کو ابلیس سے بھی بدتر قرار دیا ہے کیونکہ ابلیس میں صرف ایک اصول کفر ثابت کیا ہے یعنی تکبر اور آدم میں دو اصول کفر ثابت



کے ہیں جس اور جس حص کا بیان تو اس روایت میں ہو چکا جس کا بیان دوسری روایتوں میں ہے  
چنانچہ حیات القلوب جلد اول صفحہ ۵۰ میں ہے کہ خدا نے آدم کو ائمہ اہل بیت پر حسد کرنے سے منع فرمایا اور کہا  
کہ خبردار میرے یوروں کی طرف حسد کی آنکھ سے نہ دیکھنا ورنہ تم کو اپنے قریبی محمد اگر دو گنا اور بہت ذلیل کرو گا مگر  
آدم نے اپنے حسد کیا اور اسی کی سزا میں جنت سے نکلے گئے۔ اخیر تک حیات القلوب کا یہ ہے۔

پس نظر کر دے سوئی ایذاں بدیدہ حسد پس پس آدم و حوٰی نے ائمہ کی طرف حسد کی آنکھ سے  
بایں سبب خدا ایذاں را بخود گذاشت و یاری دیکھا اس سبب سے خدا نے ان کو ان کے نفس  
و توفیق خود را از ایذاں برداشت کے حوالے کر دیا اور اپنی مدد اور توفیق ان سے روک لی

یہ ہے افعال بشر حضرت آدم علیہ السلام کی قدر۔ استغفر اللہ

## ساتواں مسئلہ

بنیوں کے متعلق شیعوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ ان سے بعض خطائیں ایسی سرزد ہوتی ہیں کہ اس کی  
سزا میں ان سے نوری نبوت چھین لیا جاتا ہے چنانچہ حیات القلوب جلد اول میں ہے۔

و یحذیریں سند معتبر از حضرت صادق علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام  
منقول است کہ چون یوسف علیہ السلام استقبال حضرت یعقوب علیہ السلام بیرون آمد کہ یکدیگر را  
ملاقات کر دند یعقوب پیادہ شد و یوسف را شوکت بادشاہی مانع شد و پیادہ نشد ہنوز  
از محالۃ فارغ نشدہ بودند کہ جبریل بر حضرت یوسف نازل شد و خطاب بقرون بعتاب از  
جانب رب الارباب آورد کہ لے یوسف خداوند عالمیان میفرماید کہ ملک بادشاہی ترا مانع نشد  
کہ پیادہ شوی برائے بندہ شائستہ صدیق من دست خود را بکشاجوں دست کشد از کشتن

بہت سی معتبر سندوں کے ساتھ امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب یوسف علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام کی پیشوائی کیلئے اپنے آباء اور  
ایک سرے سے لے یعقوب پیادہ ہو گئے مگر یوسف کو دبدبہ بادشاہی نے پیادہ ہونے سے روکا جب انق  
سے فاصلہ ہوئے تو جبریل حضرت یوسف پر نازل ہوئے اور خدا کی طرف سے غصہ کا خطاب لائے  
کہ لے یوسف خداوند عالم فرماتا ہے کہ بادشاہت نے تجھ کو روکا تو میرے بندہ شائستہ صدیق  
کے لئے پیادہ نہ ہوا، ہاتھ تو کھول جیسے ہی انھوں نے ہاتھ کھولا تو ان کی دستگیری سے اور ایک



روایت میں ہے کہ انگلیوں کے درمیان سے ایک نور نکلا یوسف نے کہا یہ کیا نور تھا جبریل نے کہا یہ پیغمبری کا نور تھا اب تمہاری اولاد میں کوئی پیغمبر ہوگا اس کام کی سزا میں جہنم نے یعقوب کے ساتھ کیا۔

دروایتی و گریبان انگشتان نش نورے بیرون رفت یوسف گفت ایں چه نور بودے جبریل گفت نور پیغمبری بود و از صلب تو ہم نخواهد رسید بعقوبت آنچه کردی نسبت به یعقوب کبرائے ادبیادہ نشدی۔

## آٹھواں مسئلہ

نبیوں کے متعلق شیعوں کا اعتقاد یہ بھی ہے کہ وہ مخلوق سے بہت ڈرتے ہیں اور ب اوقات ہار ڈر کے تبلیغ احکام الہی نہیں کرتے چنانچہ خدا کی طرف سے حجتہ الوداع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ملا کہ حضرت علی کی خلافت کا اعلان کرو و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کھڑکڑاں دیا کہ میری قوم ابھی نو مسلم ہے اگر میں اپنے بھائی کے متعلق ایسا حکم دوں تو لوگ بھڑک اٹھیں گے۔ پھر دوبارہ خدا کو عتاب کرنا پڑا کہ اے رسول اگر ایسا نہ کر دے تو فراموش رسالت سے سبکدوش نہ ہو گے اس پر بھی رسول نے ٹالا آخر خدا کو وعدہ حفاظت کرنا پڑا اس وعدہ کے بعد بھی رسول نے صاف صاف تبلیغ نہ کی گول گول الفاظ کہہ دیے۔ انتہا یہ کہ بہت سی آیات قرآنیہ رسول نے مارے ڈر کے چھاپ ڈالیں جن کا آج تک کسی کو علم نہ ہوا اب ہو سکتا ہے۔ (دیکھو عباد الاسلام مصنفہ مولوی دلدار علی مجتہد اعظم شیعہ)

## نواں مسئلہ

نبیوں کے متعلق شیعوں کا ایک نفس عقیدہ یہ بھی ہے کہ وہ خدا کے بھیجے ہوئے انعام کو رد کرتے ہیں۔ خدا بار بار ان کو انعام بھیجتا اور وہ اس کے لینے سے انکار کرتے تھے آخر خدا کو کچھ اور لاپچ دینی پڑی تھی اس وقت وہ انعام کو قبول کرتے تھے۔ غرض خدا کی کچھ قدر و منزلت ان کے دل میں نہ تھی۔ اصول کافی ص ۲۹۴ میں ہے۔

عن رجل من اصحابنا عن ابي عبد الله عليه السلام قال ان جبریل نزل ہمارے اصحاب میں سے ایک شخص ام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتا ہے کہ انھوں نے فرمایا



علی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 فقال له يا محمد ان الله يبشرك  
 بمولود يولد من فاطمة تقتله  
 امتك من بعدك فقال وعلى ربي  
 السلام الاحاجة لی فی مولود یولد  
 من فاطمة تقتله امتی من بعدی  
 فخرج جبریل الی السیلم فصرخ فقام  
 یحمد ان ربك یقرئک السلام  
 ویبشرك بانہ جاعل فی ذریئہ  
 الامامة والولاية والوصیة فقال انی  
 قد رضیت ثم ارسل الی فاطمة  
 ان الله یبشرونی بمولود یولد لک  
 تقتله امتی من بعدی فارسلت  
 الیه ان الاحاجة لی فی مولود  
 تقتله امتک من بعدک فارسل  
 الیه ان الله عزوجل قد جعل  
 فی ذریئہ الامامة والولاية  
 والوصیة فارسلت الیه انی  
 قد رضیت  
 عزوجل نے اس کی ذریت میں امامت اور ولایت اور وصیت مقرر کی ہے تب فاطمہ نے کہا ابھیجا کہ  
 میں راضی ہوگئی۔

جبریل محمد سے اشر علیہ وسلم پر نازل ہوئے اور  
 ان سے کہا کہ اے محمد اللہ آپ کو ایک بچہ کی بشارت  
 دیتا ہے جو فاطمہ سے پیدا ہوگا آپ کی امت آپ کے  
 بعد اس کو شہید کرے گی تو حضرت نے فرمایا کہ اے جبریل  
 میرے رب پر سلام ہو مجھے اس بچہ کی کچھ حاجت نہیں  
 جو فاطمہ سے پیدا ہوگا اس کو میری امت میرے بعد  
 قتل کرے گی۔ پھر جبریل چڑھے پھر اترے اور  
 انھوں نے ایسا ہی کہا آپ نے فرمایا اے جبریل  
 میرے رب پر سلام ہو مجھے حاجت اس بچہ کی نہیں  
 جس کو میری امت میرے بعد قتل کرے گی جبریل پھر  
 آسمان پر چڑھے پھر اترے اور انھوں نے کہا کہ اے محمد  
 آپ کا پروردگار آپ کو سلام فرماتا ہے اور آپ کو  
 بشارت دیتا ہے کہ وہ اس بچہ کی ذریت میں امامت  
 اور ولایت اور وصیت مقرر کرے گا تو حضرت نے فرمایا  
 کہ میں راضی ہوں۔ پھر آپ نے فاطمہ کو بھیجی کہ اللہ  
 مجھے بشارت دیتا ہے ایک بچہ کی جنم سے پیدا ہوگا  
 میری امت میرے بعد اس کو قتل کرے گی فاطمہ نے بھی  
 کہا ابھیجا کہ مجھے کچھ حاجت اس بچہ کی نہیں جس کو آپ کی  
 امت آپ کے بعد قتل کرے گی تو حضرت نے کہا ابھیجا کہ اللہ  
 عزوجل نے اس کی ذریت میں امامت اور ولایت اور وصیت مقرر کی ہے تب فاطمہ نے کہا ابھیجا کہ  
 میں راضی ہوگئی۔

دیکھو کس طرح رسول نے خدا کی بشارت کو بار بار رد کر دیا اور شہادت فی سبیل اللہ کو حقیر سمجھا اور  
 حضرت فاطمہ نے بھی سنت رسول کی پیروی میں خدا کی بشارت کو رد کر دیا یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر خدا



امت کی لاپچ نہ دیتا تو کبھی رسول خدا کے انعام کو قبول نہ کرتے۔

## دسواں مسئلہ

شیعوں کا یہ اعتقاد ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنے تعلیم کی اجرت خدا سے مانگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نے قرآن شریف میں حکم دیا ہے کہ اپنی تعلیم کی اجرت لوگوں سے مانگ لیجئے نعوذ باللہ۔ انبیاء علیہم السلام کی کس قدر توہین اس عقیدہ میں ہے۔ آج ان کے ادنیٰ اغلامان غلام ایسے موجود ہیں جو عمر بھر کوئی کام ایسا نہیں کرتے جس کی اجرت مخلوق سے مانگیں جو کام کرتے ہیں خالصاً لوجہ اللہ کرتے ہیں۔

یہ عقیدہ شیعوں کا بہت مشہور ہے اور آیہ کریمہ قل لا اسئلكم علیہ اجر الا المودة فی القربیٰ کی تفسیر میں مفسرین شیعہ نے ذکر کیا ہے کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے نبی کہد تجھے کہ میں تم سے اور اجرت نہیں مانگتا صرف یہ اجرت مانگتا ہوں کہ میرے قربت والوں سے محبت کرو اور قربت والوں سے مراد علی فاطمہ حسنین ہیں۔ اور محبت کا مطلب یہ ہے کہ میرے بعد ان کو مثل میرے ام مانو۔

اہلسنت کہتے ہیں یہ مطلب آیت کا ہرگز نہیں ہو سکتا بیسیوں آیتیں قرآن شریف میں ہیں جن میں دوسرے پیغمبروں کی بابت ذکر ہے کہ انھوں نے اپنی قوم سے کہا کہ ہم تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتے ہماری اجرت تو خدا کے غمہ ہے اور ہیت سی آیتیں ہیں جن میں خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ آپ کہد تجھے میں اس تعلیم پر کوئی اجرت نہیں طلب کر رہا یہ تو صرف ہدایت خلق کا کام ہے لہذا آیت مذکورہ کا یہ مطلب ہو گیا کہ نبی کہد تجھے کہ میں تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا صرف یہ کہتا ہوں کہ میں تمھارا قربت دار ہوں قربت کا خیال کر کے مجھے ایذا نہ پہنچاؤ۔

اس بحث میں ایڈیٹر اصلاح سے تحریری مباحثہ ہوا بالآخر ایک خاص رسالہ موسوم بہ تفسیر آیہ مودة القربیٰ اس ناچیز نے تالیف کیا جس کے بعد ایڈیٹر صاحب اصلاح ایسے خاموش ہوئے کہ صدائے برخواست۔



## گیارہواں مسئلہ

ہبہ فذک کے متعلق ہے بہت مشہور مسئلہ ہے لہذا حوالہ کتاب کی حاجت نہیں ہے شیعوں میں ہبہ فذک کا ذکر آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذک حضرت فاطمہ کو دیکھے تھے حضرت ابو بکر صدیق نے چہین لیا مگر عقل کے دشمن آتا نہیں سوچتے کہ رسول پر کس قدر سخت الزام خود غرضی اور دنیا طلبی کا عائد ہوتا ہے نفوذ باللہ منہ

## بارہواں مسئلہ

عقیدہ تحریف کے متعلق ہے جس کی بابت تنزیہ السائرین کے بعد اب کچھ لکھنے کی حاجت نہیں پانچوں قسم کی تحریف کی روایتیں علمائے شیعوں کا اقرار ہے کچھ اس میں نقل ہو چکا۔

## تیرہواں چودہواں پندرہواں مسئلہ

ازواج مطہرات کے متعلق ہے کہ شیعوں نے خلاف عقل و نقل کس قدر ناپاک عقیدہ ان کے متعلق قائم کر رکھا ہے۔ اس کے متعلق بھی اب کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں جس کا جی چاہے مہارہ رسالہ تفسیر آیہ تطہیر دیکھے۔

## سولہواں مسئلہ

صحابہ کرام کے متعلق ہے اس کیلئے کسی حوالے کی ضرورت نہیں کیوں کہ یہ وہ واقعات ہیں جن کا کوئی منکر نہیں ہے اور صحابہ کرام کے متعلق جیسا نجس عقیدہ شیعوں کا ہے وہ بھی ظاہر ہے۔

## سترہواں مسئلہ

شیعوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ ان کے مجوزہ بارہ امام رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل اور ہمتر ہیں اور اسے طرح معصوم و مفترض الطاعت ہیں دیکھو اصول کافی کتاب کچھ صاف الفاظ یہ ہیں کہ ائمہ کو



دوسری بزرگی حاصل ہے جو محمد علیہ السلام کو حاصل ہے۔ اسی حدیث کو صاحب سہ حیدری نے نظم کیا ہے کہ  
ہمسہ حکم برکائنات ہمہ چوں محنت در سزہ صفات

## اکھار ہواں مسالہ

اماموں کی بابت شیعوں کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ ان سے پیدا ہوتے ہیں پیدا ہوتے ہی تمام اسمانی کتب کی تلاوت کر ڈالتے ہیں اور ان کی پیشانی پر ایہ تمت کلمت ربک صدقہ وعدلا لکھی ہوتی ہے سایہ ان کا نہیں ہوتا ناف بریدہ تحت سبز پیدا ہوتے ہیں اور بجائے قابلہ کے امام سابق کام کرتے ہیں دیکھو اصول کافی و تصنیفات علامہ باقر مجلسی۔

## انیسواں مسالہ

امام ہدی کے غائب ہونے کے متعلق ہے یہ عقیدہ بھی شیعوں کا اس قدر مشہور ہے کہ کسی خاص کتاب کے حوالہ دینے کی بالکل ضرورت نہیں۔

## بیسواں مسالہ

اماموں کی بابت شیعوں کا یہ عقیدہ ہے کہ ان کے پس تمام انبیاء کے معجزات ہوتے ہیں عصا موسیٰ انگشتی سلیمان اسم اعظم اور شکر حبات وغیرہ وغیرہ اور ان کو اپنے مرنے کا وقت بھی معلوم ہوتا ہے اور ان کی موت ان کے اختیار میں ہوتی ہے۔ دیکھو اصول کافی کتاب بحجۃ بخت احادیث ان مضامین کی ہیں حضرت علی میں علاوہ ان اوصاف کے قوت جسمانی بھی ایسی تھی کہ جبریل جیسے شدید القوی فرشتے کے جنگ خیبر میں برکاٹ ڈالے۔ دیکھو حیات القلوب و حلقہ حیدری۔ بایں ہمدائم نے کبھی ان معجزات سے کام نہ لیا۔ فذک جہن گیا حضرت فاطمہ پر بار پٹ ہوئی۔ حمل گرا دیا گیا حضرت علی سے جبر ابیت لی گئی۔

اس مسئلہ کو ادنیٰ اس کے بعد جو بیسویں مسئلہ تک ہم نہایت مفصل اپنی دوسری تصنیفات میں بیان کر چکے ہیں، کتب شیعہ کی عبارتیں بھی نقل کر چکے ہیں اس لئے یہاں طویل دینا مفصل معلوم



ہوتا ہے دیکھو مناظرہ کیران۔

## پچیسواں مسئلہ

شیعہ اپنے خانہ سازائے کے اصحاب کی بڑی عزت کرتے ہیں ان میں باہم نزاعات ہوئے اور باوجود امام کے زندہ ہونے کے وہ نزاعات رفع نہ ہوئے ترک کلام و سلام کی نوبت آئی مگر شیعہ ان میں سے کسی کو خاطی نہیں کہتے سب کو اچھا سمجھتے ہیں اور مانتے ہیں بخلاف اس کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کی کچھ بھی عزت نہیں ان میں اگر کوئی نزاع ہو اور وہ بھی بعد رسول کے تو کہتے ہیں ایک فریق کو برا کہنا ضروری ہے۔ اپنے ائمہ کے اصحاب کی تو یہاں تک پاس داری ہے کہ ان میں فاسق، فاجر، شرابی لوگ بھی ہیں ان کو بھی مانتے ہیں اور کہتے ہیں خدا کی رحمت سے کیا بعید ہے کہ فلاں امام کے طفیل میں ان کے یہ گناہ معاف ہو جائیں یہیں سے سمجھ لینا چاہیے کہ شیعوں کو کوئی تعلق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ہے اگر کچھ بھی تعلق ہوتا تو ان کے اصحاب کی کم سے کم اتنی عزت تو کرتے جتنی اپنے ائمہ کے اصحاب کی کرتے ہیں۔

## چھبیسواں مسئلہ

شیعہ جن حضرات کو امام معصوم کہتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم ان کے پیرو ہیں ان کے اصحاب کی یہ حالت تھی کہ ان میں نہ امانت تھی، نہ سچائی، نہ وفاداری، یہ سب طغفیں اہلسنت میں تھیں۔ اصول کافی ص ۲۳ میں عبد اللہ بن یحضور سے روایت ہے۔

قال قلت لابي عبد الله عليه السلام  
انی اخالط الناس فیکون عجیبی من اقام لا  
یتولونک ویتولون فلا نا و فلا نا لہو  
امانة و صدق و وفاء و اقام یتولونکم  
لیس لہو تلك الامانة ولا الوفاء ولا الصدق  
قال فاستوی ابجد الله علیہ السلام  
میں نے امام جعفر صادق سے کہا کہ میں لوگوں سے  
ملاقاتوں تو بہت تعجب ہوتا ہے کہ جو لوگ آپ لوگوں کی  
ولایت کے قائل نہیں فلاں اور فلاں کو مانتے ہیں  
ان میں امانت ہے سچائی ہے وفاء ہے اور جو لوگ  
آپ کو مانتے ہیں ان میں نہ امانت ہے اور نہ سچائی  
اور نہ وفاء یہ سن کر امام جعفر صادق سیدھے بیٹھ گئے



جالسا فاقبل علی کا غضبان ثوقال  
لا دین لمن دان الله بولایة امام لیس  
من الله ولا عتب علی من دان  
بولایة امام من الله۔

اور میری طرف غصہ سے متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ جس  
شخص نے ایسے امام کو مانا جو خدا کی طرف سے  
نہیں اس کا دین ہی نہیں اور جس نے ایسا امام کو مانا جو خدا  
کی طرف سے ہے اس پر کچھ عتاب نہیں۔

اف جب ائمہ کے زمانے میں شیعہ سچائی اور امانت اور وفاداری سے خالی تھے تو خیال  
مکرو کہ آج کل شیعوں کی کیا حالت ہوگی۔

ائمہ کے اصحاب ائمہ پر افسوس کیا کرتے تھے اور ائمہ ان کی تکذیب کرتے تھے اس مضمون کی صہ  
روایتیں کتب شیعہ میں موجود ہیں نمونے کے طور پر ایک روایت سنئے۔ رجال کشی میں ص ۹۷ پر ہے۔

عن زیاد بن ابی الحلال قال قلت لابی  
عبد الله عليه السلام ان ذرارة دعی  
عنا فی الاستطاعة شیئا فقبلنا منه و  
صدتناه وقد اجبت ان عرضہ علی فقال  
ما تہ فقلت زعمنا انہ سأل عن قول الله  
عز وجل والله على الناس حج البيت  
من استطاع اليه سبيلا فقلت  
ان ملك زاد اور احلة فقال كل من ملك  
زاد اور احلة فهو مستطيع للحج وان لم  
يعج فقلت نعم فقال ليس فكذا سألني و  
لا فكذا قلت كذب على والله كذب على والله  
كذب على والله لعن الله ذرارة لعن الله ذرارة  
انما قال لی من كان له زاد وراحلة  
فهو مستطيع للحج قلت قد وجب  
عليه قال مستطيع هو قال لراحتی فوفد له

زیاد بن حلال کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق سے  
علیہ السلام سے کہا کہ زرارہ نے آپ سے استطاعت  
کے بارے میں ایک روایت نقل کی ہے اسکو قبول کیا  
اور اس کی تصدیق کی اور اب میں جانتا ہوں کہ وہ  
حدیث آپ کو سنناؤں امام نے کہا سنناؤں میں نے  
کہا زرارہ کا بیان یہ کہ انہوں نے آپ سے اللہ عزوجل  
کے قول ولله على الناس حج البيت كما سئل بوجہ  
آپ نے فرمایا شخص زاد اور سواری کا مالک ہو حج  
کی استطاعت لکھتا ہے چاہے حج نہ کرے تو آپ نے کہا  
ہاں امام نے فرمایا زرارہ نے مجھ سے اس طرح پوچھا کہ اس  
طرح میں نے جواب دیا وہ میری اوپر جھوٹ جھوٹا ہے  
اللہ کی قسم وہ میری اوپر جھوٹ جھوٹا ہے خدا لعنت  
کرے زرارہ پر اس نے مجھ سے یہ کہا تھا کہ جو شخص زاد اور  
اور سواری کا مالک ہے وہ مستطيع ہے میں نے کہا اس پر حج  
واجب ہو تو مستطيع ہی اس نے کہا نہیں یہاں تک کہ اسے



اجازت دی جلے میں نے کہا کیا میں زرارہ کو اسکی خبر دوں امام نے فرمایا ہاں چنانچہ میں کوٹہ گیا اور زرارہ سے ظاہر امام صادق کا مقولہ اس سے بیان کیا مگر لخت کا مضمون نہ بیان کیا تو زرارہ نے کہا وہ مجھے استطاعت کا فتویٰ دے چکے اور ان کو خبر نہیں اور تمہا سے ان امام کو لوگوں کی بات سمجھنے کی تمیز نہیں ہے۔

قلت فاخبر زرارۃ بذلك قال نعم قال  
زیاد فقد مت الکوفة فلقیت زرارۃ فاخبرته  
بما قال ابرعہ اللہ علیہ السلام وسکت  
عن لعنہ قال اما انہ قد اعطانی الاستطاعۃ  
من حیثہ یعلمو وصاحبکوا هذا الیس  
لہ بصیرا بکل الاموال

(ف) یہ وہی زرارہ صاحب ہیں جن پر امام جعفر صادق نے لعنت کی اور دوسری روایت میں ہے کہ انھوں نے بھی امام جعفر صادق پر لعنت بھیجی امام نے یہ بھی فرمایا کہ وہ میرے اوپر افراتفرات ہے زرارہ کوئی معمولی شخص نہیں ہیں مذہب شیعہ کے کرن اعظم اور راوی معتد ہیں۔ خاص کتاب کافی کی ایک ثلث احادیث انھیں کی روایت سے ہیں۔

یہ بھی علماء شیعہ کو افراتفرات ہے کہ اصحاب ائمہ سے نہ اصول دین کو یقین کیا تھ حاصل کیا تھا نہ فروع دین کو ائمہ ان سے تقیہ کرتے رہے اور اپنا اصلی مذہب ان سے چھپایا کہ اس مضمون کی روایات بھی کتب شیعہ میں بہت ہیں نمونے کے طور پر دو ایک روایتیں سن لیجئے۔  
علامہ شیخ مرتضیٰ فرائد الاصول مطبوعہ ایران کے ص ۱۵۰ میں لکھتے ہیں

پھر جو یہ بیان کیا ہے کہ اصحاب ائمہ نے اصول وفروع دین کو یقین کے ساتھ حاصل کیا یہ دعویٰ ناقابل تسلیم ہے اور اس کا ناقابل تسلیم ہونا ظاہر ہے اور کم سے کم اس کی شہادت یہ ہے جو چیز آنکھ سے دیکھی گئی اور نقل سے معلوم ہوئی کہ ائمہ صلوات اللہ علیہم کے اصحاب اصول وفروع میں باہم مختلف تھے اور اسی وجہ سے بہت سے اصحاب ائمہ نے ائمہ سے شکایت کی کہ آپ کے اصحاب میں اس

ثوران ما ذکرہ من تمکن اصحاب  
الائمة من اخذ الاصول والفروع  
بطریق الیقین دعویٰ ممنوعہ  
واضحۃ للمنع و اقل ما یشہد علیہا ما  
علم بالعبث والافتراف من اختلاف  
اصحابہ و صلوات اللہ علیہم فی  
الاصول والفروع ولذا اشکی غیث  
واحد من اصحاب الائمة الیہ



اختلاف اصحابہ، فاجاب بضمرة ما فہم  
قد القوا الاختلاف بضمرة ما فہم  
کما فی روایت حریز و زرارة و ابی ایوب  
الجزادی و اخری اجاوبہم بان ذلك  
من جهة الكذا بين كما فی روایت  
الفيض بن المختار

قدر اختلاف کیوں ہے تو ائمہ نے کبھی یہ جواب دیا کہ  
یہ اختلاف ہم نے خود والا ہے ان لوگوں کی جان بچانے  
کے لئے چنانچہ حریر و زرارة و ابی ایوب حبشہ زاری  
روایت میں یہی منقول ہے اور کبھی یہ جواب دیا کہ یہ  
اختلاف جھوٹ بولنے والوں کے سبب پیدا ہو گیا ہے۔  
جیسے کہ فیض بن مختار کی روایت میں منقول ہے۔

مولوی دلدار علی صاحب اسس الاصول مطبوعہ لکھنؤ کے صفحہ ۱۲۴ میں لکھتے ہیں۔

لا نسلم انهم كانوا مكلفين بتحصيل لقطع  
واليقين كما يظهر من جملة اصحاب الائمة  
بل انهم كانوا مودعين باخذ الاحكام  
من الثقة ومن غيرهما ايضا مع قضا قرينة  
تفيد الظن كما عرفت مرارا بالجماء فمختلفة  
كيف ولو لم يكن الا مكد ذلك لزوم ان يكون  
اصحاب الج جمع الصادق الذين اخذ  
يونس كتبهم وسمع احاديثهم مشايخا  
هالकिन مستوجبين التاوهكذا حال جميع اصحاب  
الائمة فانهم كانوا مختلفين في كثير من  
المسائل الجزئية والفروعية كما يظهر ايضا  
من كتاب الحدة وغيره وقد عرفت

ہم اس بات کو نہیں مانتے کہ اصحاب ائمہ پر یقین کا  
حاصل کرنا ضروری تھا چنانچہ اصحاب ائمہ کی روش سے  
یہ بات ظاہر ہے بلکہ ان کو حکم تھا کہ احکام دین کو ثقہ  
غیر ثقہ سب سے لے لیں بشرطیکہ قرینہ سے  
گمان غالب حاصل ہو جائے جیسا کہ تم کو مختلف  
طریقوں سے معلوم ہو چکا ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو  
لازم آئے گا کہ امام باقر صادق کے اصحاب جن سے  
یونس نے کتابیں لیں اور ان کی احادیث سنیں  
ہلاک ہونے والے اور دوزخی ہوں اور یہی حال  
تمام اصحاب ائمہ کا ہے کیوں کہ وہ لوگ مسائل  
جزئیہ اور فروعیہ میں مختلف تھے جیسا کہ کتاب  
الحدة وغیرہ سے ظاہر ہے اور تم اسکو معلوم کر چکے ہو۔

اب ایک روایت اس مضمون کی دیکھ لیجئے کہ ائمہ اپنے مخلص شیعوں سے بھی تفریق کرتے تھے۔  
حتیٰ کہ ابو بصیر جیسے سلم الکمل سے بھی کتاب استبصار کے باب العلوة میں ہے۔

عن ابی بصیر قال قلت لابی عبد اللہ  
متی صلی کعتی الفجر قال فی بعد طلوع الفجر  
ابو بصیر سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق سے  
پوچھا کہ سنت فجر کس وقت پڑھوں تو انھوں نے کہا کہ



قلت لہذا ان اباجعفر علیہ السلام امی بعد طلوع فجر کے میں نے کہا کہ امام باقر علیہ السلام نے ان اصلیمہا قبل طلوع الفجر فقالت تو مجھے حکم دیا تھا کہ قبل طلوع فجر کے پڑھ لیا کرو تو امام یا اباجعفر ان الشیعۃ اتوا الج صادق نے کہا کہ اے ابو محمد شیعہ میرے والد کے اس ہدایت مسترشدین فافتاحہم ببر الحق واتونی حاصل کرنے کو آتے تھے لہذا میرے والد نے ان کو صحیح مشکا کا فافتیہہو بالتقیۃ مسئلہ بتا دیا اور مسکے پاس شک کرتے ہوئے آئے لہذا میں نے ان کو تقیہ سے فتویٰ دیا۔

اف، ابوبصیر کی حرکت دیکھنے کے قابل ہے جب امام باقر علیہ السلام اس کو مسئلہ تباہی کے تھے تو اب اس کو امام جعفر صادق سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے غالباً ان کا امتحان لینا منظور تھا۔ کیوں جناب حاکمی صاحب انہیں حالات پر اور انہیں روایات کی بنیاد پر آپ اپنے کو متبع اللہ کہتے ہیں۔

## سنا بیواں مسالہ

حضرات شیعہ اولاد رسول میں گنتی کے چند اشخاص کے انے کا دعویٰ کرتے ہیں باقی سیکڑوں ہزاروں اشخاص کو برا کہنا ان سے عداوت رکھنا ان پر تبرا بھیجا ضروری جانتے ہیں اور ہر کہتے ہیں کہ ہم محب آل رسول ہیں شواہد اس مضمون کی کتب شیعہ میں بہت ہیں کتاب احتجاج مطبوعہ ایران میں بڑے فخر کے ساتھ لکھا ہے کہ اولاد رسول میں سے جو لوگ مسئلہ امامت میں ہمارے مخالف ہیں ہم ان کا کچھ بھی خیال نہیں کرتے ان سے عداوت رکھتے ہیں ان پر تبرا بھیجتے ہیں۔ اصل عبارت کتاب احتجاج کی منظرہ کیران میں منقول ہے جس کا جی چاہے دیکھ لے۔

## اٹھا بیواں مسالہ

جھوٹ بولنا جو تمام مذاہب میں بدترین گناہ ہے تمام دنیا کے عقلمانی اس کو سخت ترین عیب مانا ہے مذہب جینے اس کو اعلیٰ ترین عبادت قرار دیا ہے دین کے دس حصہ تباہی ہیں انہیں دس حصے جھوٹ بولنے میں ہیں جو جھوٹ بولے اس کو بے دین و بے ایمان کہتے ہیں جھوٹ بولنا خدا کا دین تباہ لیا ہے انبیاء و ائمہ کا دین کھا گیا۔ اصول کافی مطبوعہ لکھنؤ کے ائمہ میں ہے



عن ابن ابی عمر العجمی قال قال  
الوعدہ اللہ علیہ السلام یا ابا عمر ان  
لہ سعة اعشار الدین فی التقیة ولالدین  
لمن لا تقیة لہ والتقیة فی کل  
شیء الا فی النبیة والمسمع علی  
الحقین ۔

ایضاً اصول کافی ص ۸۴ میں ہے ۔

قال ابو جعفر علیہ السلام التقیة  
من دینی و دین الہائی ولا ایمان  
لمن لا تقیة لہ

اگر جاری صاحب فرمائیں کہ ان احادیث میں تو تقیہ کی فضیلت بیان ہوئی ہے نہ جھوٹ  
بولنے کی تو میں عرض کروں گا کہ تقیہ کے معنی جھوٹ بولنے ہی کے ہیں علماء شیعہ نے بہت کچھ ہاتھ  
پیرائے لیکن تقیہ کے معنی امام معصوم کے قول سے ثابت ہیں اس میں کوئی تاویل چل نہیں سکتی۔  
اصول کافی ص ۸۴ میں ہے ۔

عن ابی بصیر قال قال ابو عبد  
اللہ علیہ السلام التقیة من دین اللہ  
قلت من دین اللہ قال اے واللہ من دین  
اللہ ولقد قال یوسف ایتھا العبد  
انکولسارقون واللہ ما کافوا سرقوا  
شیئاً ولقد قال ابراہیم الی سقیم  
واللہ ما کانت سقیماً

ابو بصیر کہتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ  
السلام نے فرمایا تقیہ اللہ کے دین میں  
سے ہے ۔ میں نے (تعجب سے) کہا اللہ  
کے دین میں سے ہے ۔ امام نے فرمایا ہاں  
خدا کی قسم اللہ کے دین میں سے ہے اور  
تحقیق یوسف (پیغمبر) نے کہا تھا کہ اے قافلہ  
والو تم چور ہو حالانکہ اللہ کی قسم انھوں نے  
کچھ نہ چسرایا تھا اور ابراہیم (پیغمبر) نے کہا تھا کہ میں بیمار ہوں حالانکہ وہ اللہ کی قسم بیمار نہ تھے ۔

اس حدیث میں تقیہ کی فضیلت بھی معلوم ہوئی کہ وہ خدا کا دین اور پیغمبروں کا شیوہ ہے اور



یہ بھی معلوم ہوا کہ تقیہ نام جھوٹ بولنے کا ہے کیونکہ ایک شخص نے چوری نہیں کی تھی اس کو امام نے چور کہا۔ امام اس کو تقیہ کہتے ہیں اور ایک شخص بیمار تھا اس نے اپنے کو بیمار کہا امام اس کو تقیہ کہتے ہیں اور اسی کو جھوٹ بھی کہتے ہیں۔

(ف) تقیہ کی پہلی حدیث میں نبیذہ پینے اور موزوں پر مسح کرنے میں تقیہ کرنے کی نعت ہے یہ عجیب لطیف ہے خدا جلنے ان دونوں کاموں میں کیا بات ہے، تقیہ کر کے خدا کے ساتھ شرک کرنا اور دنیا بھر کے گناہوں کا ارتکاب جائز ہو مگر یہ دونوں کام جائز نہ ہوں عقل حیران ہے مگر استبصار کے مصنف کہتے ہیں کہ ایک دوسری روایت میں ان دونوں کاموں میں بھی تقیہ کر سکی اجازت ہے اور ہمارا عمل اسی کے مطابق ہے اور اسی حدیث کا مطلب انھوں نے یہ بیان کیا ہے کہ ان دونوں کاموں میں تقیہ اس وقت جائز ہے جب جان یا مال کا خوف شدید ہو معمولی تکلیف کے لئے جائز نہیں۔

اور تیسری بات یہ ہے کہ امام نے یہ مراد لیا ہو گا کہ میں ان کاموں میں کسی سے تقیہ نہیں کرتا عبارت استبصار کی حسب ذیل ہے۔  
والتالث ان یكون اراد لا تقی فیہ احد اذا العویلغ الخوف علی النفس والمال وان لحقه ادنی مشقة احتمله واما يجوز التقیة فی ذلك عند الخوف الشديد علی النفس والمال۔

جب تک کہ جان یا مال کا خوف نہ ہو معمولی تکلیف کی برواشت کر لیتا ہو۔ اور ان کاموں میں تقیہ اسی وقت جائز ہے جبکہ خوف شدید جان یا مال کا ہو۔

استبصار کی اس عبارت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شیعہ جو کہتے ہیں کہ تقیہ ہمارے یہاں خوف جان یا مال کے وقت کیا جاتا ہے بالکل غلط ہے۔ خوف جان یا مال کی قید صرف مذکورہ بالا کاموں میں ہے ان کے سوا اور امور میں بغیر خوف جان و مال کے بھی تقیہ جائز ہے۔

لہ حضرت یوسف علیہ السلام پر افتراء ہے انھوں نے ہرگز قافلہ والوں کو چھپ نہیں کہا تھا۔ قرآن شریف میں ہے واذن مؤذن ایقنا العینان کولساقون یعنی ایک اعلان دینے والے نے یہ اعلان دیا کہ لے قافلہ والو تم چور ہو اور اس اعلان دینے والے نے بھی اپنے خیال کے مطابق سچا اعلان دیا تھا۔ رہا حضرت ابراہیمؑ کا واقعہ انھوں نے بینک اپنے کو بیمار کہا تھا اور درحقیقت ان کو اس وقت رنج و غم کی بیماری تھی ۱۲



(ف) بعض شیعہ فقیہ کی بحث میں گھبرا کر یہ بھی کہہ بیٹھتے ہیں کہ تقیہ اہلسنت کے یہاں بھی ہے حالانکہ یہ محض فریب اور دھوکا دینے کی بات ہے۔ اہلسنت کے یہاں ہرگز تقیہ نہیں ہے امور ذیل کے سمجھنے کے بعد یہ بات بالکل صاف ہو جاتی ہے اول اہلسنت کے یہاں فقیہ کما کوئی ثواب کا کام نہیں کوئی ضروری کام نہیں نہ اس میں کوئی فضیلت ہے جیسے کہ شیعہوں کے یہاں ہے۔ دوم اہلسنت کے یہاں خوف شدید کے وقت میں بحالت اضطراب و اکراہ تقیہ کی اجازت ہے بالکل اس طرح جیسے کہ بحالت اضطراب سور کا گوشت کھالینا قرآن شریف میں جائز کیا گیا ہے اس اجازت کی بنا پر کون کہہ سکتا ہے کہ سور کا گوشت مسلمانوں کے یہاں جائز ہے۔ سوم۔ اہلسنت کے یہاں بحالت اضطراب میں بھی تقیہ جائز ہے واجب نہیں اگر کوئی شخص تقیہ نہ کرے جان ویدے تو ثواب پائے گا چارم اہلسنت کے یہاں انبیاء علیہم السلام بلکہ جمیع پیشوا ان دین کیلئے تقیہ جائز نہیں صرف ان لوگوں کے لئے جائز ہے جن کے تقیہ کرنے سے دین و مذہب پر کوئی اثر نہ پڑے ان کھلے کھلے فرقوں کے بعد یہ کہنا کہ اہلسنت کے یہاں بھی تقیہ ہے سوا بچائی کے اور کس چیز کی دلیل ہو سکتا ہے ؟

## آئینہ سوال

مذہب شیعہ میں اپنا دین چھپانے کی بڑی تاکید ہے اور دین کے ظاہر کرنے کی سخت ممانعت ہے۔ اصول کافی صفحہ ۴۴ میں ہے۔

عن سلیمان بن خالد قال قال ابو عبد اللہ علیہ السلام یا سلیمان انکرم علی دین من کتمہ اعزہ اللہ ومن اذاعہ اذلہ اللہ۔  
 سلیمان بن خالد سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تحقیق تم لوگ ایسے دین پر ہو کہ جو اس کو چھپائے گا اللہ اس کو عزت دے گا اور جو اس کو ظاہر کرے گا اللہ اس کو ذلیل کرے گا۔

فی الحقیقت شیعوں کا مذہب چھپانے ہی کے قابل ہے انہوں نے بڑی عقلمندی کی کہ زمانہ سلف میں اپنا مذہب ظاہر نہ کیا ورنہ اس کا باقی رہنا دشوار تھا۔ اشیعوں کی کتابیں چھپ گئیں اس لئے بہت سی باتیں ان کے مذہب کی معلوم ہو گئیں لیکن علمائے شیعہ اب بھی اپنے عوام سے اپنے مذہب کے اسرار پوشیدہ رکھتے ہیں۔



## تیسواں مسئلہ

شیعوں کے مذہب شریف میں زنا کو ایک عجیب تدبیر سے جائز کیا گیا ہے اول تو متعہ ہی کیا کم تھا اور متعہ میں بھی طرح طرح کی حدیں مثلاً متعہ دوری وغیرہ لیکن براہ راست زنا کو بھی جائز کر لیا گیا عورت و مرد تنہا راضی ہو جائیں کوئی گواہ بھی نہ ہو حضرات شیعہ کے مذہب میں یہ بھی نکاح ہے۔  
فروع کافی جلد دوم ۱۹۷۱ء میں ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت عمر کے پاس آئی اور اس نے کہا میں نے زنا کی ہے مجھے پاک کر دیجئے حضرت عمر نے اس کے سنگسار کرنے کا حکم دیا اسکی اطلاع امیر المومنین صلوات اللہ علیہ کو کی گئی۔ تو انھوں نے اس عورت کو پوچھا کہ تو نے کس طرح زنا کی تھی اس عورت نے کہا میں جگلیں گئی تھی۔ وہاں مجھ کو سخت پیاس معلوم ہوئی ایک اعرابی کو میں نے پانی اٹھا اس نے مجھے پانی پلانے سے انکار کیا مگر اس شرط پر کہ میں اس کو اپنے اوپر قابو دوں جب مجھ کو پیاس نے بہت مجبور کیا اور مجھے اپنی جان کا اندیشہ ہوا تو میں راضی ہو گئی اس نے مجھے پانی پلا دیا اور میں نے اس کو اپنے اوپر قابو

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال جاءت امرأة الى عمر فقالت انی زینت فظہر فی فاسرہا ان ترجعوا فاخبر بذلك امیر المومنین صلوات اللہ فقال کیف زینت فقالت صرقت بالبادیۃ فاصابنی عطش شتد ید فاستقیت اعرابیاً فانی ان لیستقینی الا ان امكنہ من نفسی فلما لجمہد فی فی العطش وخفت علی نفسی سقانی فامکنہ من نفسی فقال امیر المومنین علیہ السلام هذا تزویج و سرہ الکعبۃ

دیا۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ تو قسم رب کعبہ کی نکاح ہے۔

دیکھئے اس روایت کے مطابق زنا کا وجود دنیا سے اٹھ گیا۔ بازاروں میں جس زنا کار کا کتاب ہوتا ہے اس میں عورت و مرد باہم راضی ہو رہے جاتے ہیں۔ یہاں اگر پانی پلا دیا گیا تو وہاں اس سے بڑھ کر روپیہ دیا جاتا ہے گواہ کی صفیہ نکاح کی نہ شرط ہاں ہے نہ وہاں۔ سناپش



منظور ہے کہ سیم تنوں کا دھسنا سال ہو  
مذہب وہ چاہیے کہ زنا بھی حلال ہو

## اکتیسواں مسئلہ

مذہب شیعی میں نہ صرف حلال بلکہ اتنی بڑی عبادت ہے کہ نماز روزہ کی بھی اس کے سامنے کچھ  
ہستی نہیں۔ تفسیر منہج الصادقین میں ہے کہ شعی مرد و عورت جو حرکات کرتے ہیں ہر حرکت پر ان کو  
ثواب ملتا ہے۔ غسل کرتے ہیں تو غسل کے ہر قطر سے فرشتے پیدا ہوتے ہیں اور یہ بے تعدا فرشتے  
قیامت تک تسبیح و تہلیل میں مشغول رہیں گے اور ان کی تمام عبادات کا ثواب متعہ کرنے والوں کو  
ملے گا۔ ایک مرتبہ متعہ کرنے سے امام حسین کا ورہہ دو مرتبہ کر نیسے امام حسن کا تین مرتبہ میں حضرت علی کا  
چار مرتبہ میں رسول خدا کا مرتبہ ملتا ہے جو متعہ نہ کرے گا وہ قیامت کے دن نکٹا اٹھے گا۔

حضرات شیعہ نے متعہ میں ایک لطیف صورت اور پیدا کی ہے اور اس کا نام متعہ دوریہ  
رکھا ہے جس کے ذکر سے بھی شرم معلوم ہوتی ہے۔ بادل نا خواستہ بقدر ضرورت ذکر کیا جاتا ہے  
صورت اس کی یہ ہے کہ دس بیس آدمی ملکر کسی ایک عورت سے متعہ کریں اور یکے بعد دیگرے سب  
اس سے ہم بستر ہوں۔ نفوذ بالشرمنہ۔ اب چند روز سے شیعہ اس متعہ کا انکار کرنے لگے ہیں  
مگر اپنی کتابوں کو کیا کریں گے۔ قاضی نورافشاں شوستری سے کچھ ذہن پڑا تو اپنی کتاب مسابک النوادر  
میں یہ قید لگا دی کہ ہمارے یہاں متعہ دوریہ اس عورت سے جائز ہے جس کا حیض بند ہو چکا  
ہو۔ عبارت ان کی یہ ہے۔

داما تا سعا فلان ما نسبہ الی اصحابنا  
من انھم جوزوا فی یتمہ الرجال للعقدون  
لیلۃ واحدۃ من امراۃ سواء  
کانت من ذوات الاقراء ام لا  
فہما خان فی بعض قیودہ و  
ذلک لان الاصحاب قد خصوا  
مصنف نواقض الروافض نے یہ جو ہمارے اصحاب  
امامیہ کی طرف کیا ہے وہ اس بات کو جائز کہتے ہیں کہ  
متعہ دو ایک رات میں ایک عورت سے متعہ  
کریں خواہ اس عورت کو حیض آتا ہو یا نہیں اس میں  
ازراہ خیانت بعض قیدی جھوڑوی ہیں کیونکہ ہمارے  
اصحاب امامیہ نے متعہ دو کو اس عورت کے



ذلك بالاكسنة لاجماليه والاكسنة  
وسغيرها من ذوات الاقراء  
ساتھ خاص کیا ہے جس کو حیض نہ آتا ہو نہ آتا ہو۔  
ساتھ چاہے کہے حیض آتا ہو یا نہ آتا ہو۔

قاضی نور الدین شوسری نے یہ جو تاویل کی ہے اگر مان بھی لی جائے تو بھی جس قدر بے حیائی  
اس فعل میں ظاہر ہے جس مذہب میں ایسے بے حیائی کے افعال جائز ہوں اس مذہب کے عمدہ  
ہونے میں کیا شک ہے۔

النجسم دور جبارید کے نمبر چہارم میں ستہ کی بحث لکھی جا چکی ہے جس میں ثابت کر دیا  
گیا ہے کہ متو مذہب اسلام میں کبھی حلال نہ تھا قرآن شریف کی متعدد آیتیں کی بھی اور مدنی بھی  
حرمیت مستحکم کی تعلیم دیتی ہیں اس ضمنوں کو دیکھ کر بعض انصاف پسند شیعوں نے بھی اقرار کر لیا کہ  
بے شک متو مذہب اسلام میں کبھی حلال نہ تھا چنانچہ حکیم سید شبیر حسن صاحب مولوی فاضل کا اقرار انجم  
میں چھپ چکا ہے۔

## تیسواں سوال

تیرا بازی کے متعلق ہے اس کے لئے کسی خاص کتاب کے حوالے کی ضرورت نہیں مذہب  
شیعہ کا رکن اعظم یہی ہے کہ صحابہ کرام کو گالیاں دی جائیں۔ اسی گالی دینے کی بدولت ذلت ہوتی ہے  
خون ریزی ہوتی ہے۔ دفعہ ۲۱۱ تعریات ہند کے ماتحت سزائیں ملتی ہیں مگر پھر بھی باز نہیں  
آتے۔

## تیسواں سوال

غیر مسلم عورتوں کو نگاہ دیکھنا مذہب شیعہ میں جائز ہے۔ فروع کافی جلد دوم ص ۱۷۱ میں ہے۔  
امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص  
مسلمان نہ ہو اس کی شر نگاہ کا دیکھنا ایسا  
ہے جیسے گدھے کی شر نگاہ کو دیکھنا۔  
عن ابی عبد اللہ علیہ السلام  
قال النظر الى عورة من ليس بمسلم  
مثل نظر الى عورة الجمار



## پتیسواں مسئلہ

مذہب شیعوں میں ستر عورت صرف بدن کا رنگ ہے خود ائمہ معصومین اپنے عضو مخصوص پر چونا لگا کر لوگوں کے سامنے ننگے ہو جاتے تھے۔ فروع کافی جلد دوم ص ۱۸۱ میں ہے۔

ان ابا جعفر علیہ السلام کان یقول  
من کان یومن باللہ والیوم الآخر  
فلا یدخل الحمام الا بئزرت ال  
فدخل ذات یوم الحمام فتور فلما  
ان اطاعت النورۃ علی بنہ القی  
المیزر فقال لہ مولیٰ لہ بالی انت  
واحی انت لتوصینا بالمیزر وقد  
القیۃ عن نفسک فقال ما علمت  
ان النورۃ قد اطاعت العورۃ۔

امام باقر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص اللہ  
پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ حمام میں  
بغیر پانچ جامہ کے نہ داخل ہو پھر امام محدود ایک دن حمام  
میں گئے اور چونا لگایا جب جو نالگ گیا تو پانچ جامہ  
آثار کر پھینک دیا، ان کے ایک غلام نے ان سے  
کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قداموں آپ ہلکوا پانچ جامہ  
پہننے کی تاکید کرتے ہیں مگر خود آپ نے آثار ڈالا  
تو امام نے فرمایا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ چونہ نے  
ستر کو چھپ لیا۔

## پتیسواں مسئلہ

عورتوں کے ساتھ خلاف وضع فطرت حرکت کا جواز مذہب شیعوں میں متفق علیہ ہے، کافی  
استبصار، تہذیب، سب میں اس کی روایات موجود ہیں۔ بلکہ بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ امام سے  
پوچھا گیا کہ آپ بھی اپنی بی بی کے ساتھ ایسا کرتے ہیں۔ امام نے اس کے جواب میں انکار کیا جو  
لطف یہ ہے کہ اس مسئلہ کا جواز قرآن شریف سے ثابت کیا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا  
نساکم حرث لکم فاقوا حرثکم انی شئتو (ترجمہ) یہ کیا جا رہا ہے کہ عورتیں تمہاری  
کھیتی میں پس اپنی کھیتی میں جہاں سے چاہو آؤ۔ حالانکہ یہ ترجمہ غلط ہے یوں ہونا چاہیے کہ جس طرح  
چاہو آؤ، کھیتی کا مضمون خود اس کو بتلایا ہے کیونکہ کھیتی کا مقام صرف ایک ہی ہے۔ بعض علمائے شیعوں  
نے اہل سنت کی کتابوں سے بھی اس فعل بیع کا جواز ثابت کر سکی گوشتش کی مگر وہ کامیاب نہ ہوئے۔



## چھٹی سوال مسئلہ

بے وضو اور بلا غسل سجدہ تلاوت اور نماز جنازہ شیعوں کے یہاں درست ہے ان کی کتب فقہ میں اس کی تصریح ہے لہذا طول دینے کی حاجت نہیں، طہارت کے مسائل مذہب شیعہ میں بہت نفس نفیس ہیں۔ پیشاب کی بڑی قدر ہے مگر اب اس وقت طول دینے کو دل نہیں چاہتا۔ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ دیکھا جائے گا۔

## سینٹی سوال مسئلہ

مذہب شیعہ میں دغا و فریب ایسی عمدہ چیز ہے کہ ائمہ اکثر اپنے مخالفوں کی نماز جنازہ میں شرکت کرتے اور بجائے دعا کے نماز میں بددعا دیتے تھے اور اپنے متبعین کو بھی یہی تعلیم دیتے تھے کہ تم بھی ایسا کرو۔ لوگ سمجھتے تھے کہ امام نماز جنازہ پڑھ رہے ہیں اور وہاں معاملہ برعکس ہے۔ فروع کافی جلد اول ص ۹۹ میں ہے۔

امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ ایک شخص منافقوں میں سے مر گیا امام حسین صلوٰۃ اللہ علیہ اس کے جنازہ کے ہمراہ چلے راستہ میں غلام ان کا ان کو ملا اس سے امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ تو کہاں جاتا ہے اس نے کہا میں اس منافق کے جنازہ کو بھاگتا ہوں نہیں چاہتا کہ اس پر نماز پڑھوں حسین علیہ السلام نے اس سے فرمایا دیکھو میرے دل اپنے جانب کھڑا ہوا اور جو کچھ مجھے کہتے ہوئے سنا دوں تو بھی کہنا پھر جب اس منافق کے ولی نے عکبر بھی تو حسین علیہ السلام نے بھی تکبیر کو کہہ دیا مگر کہ

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام ان رجلاً من المنافقین صاف فخرج الحسين بن علی صلوٰۃ اللہ علیہ یمشی فلقبہ مولیٰ لہ فقال لہ الحسين علیہ السلام این تذهب یا منافق قال فقال لہ لایہ افر من جنازۃ ہذا المنافق ان صلی علیہا فقال لہ الحسين علیہ السلام انظر ان تقوم علی یمینی فہما سمعتنی اقول قتل مثله فلما ان کبر علیہ لہ قال الحسين علیہ السلام



اللہ اکبر اللہ العزیز فلا ناعبدک  
 الف لہما مودعة غیری مختلفہ  
 اللہوا خذک عبدک فی عبادک  
 دیلا دکت وواصلہ حرما دکت اذقہ  
 اشد عذابک فانہ کاف یتولی  
 اعدائک و یعاد ی اولیاءک و  
 یبغض اهل بیت نبیک  
 اہل بیت سے بغض رکھتا تھا۔

یا اقدر اپنے قلم نے بندے پر لعنت کسزار  
 لغتیں جو سلاخ ساتھ ہوں مختلف نہ ہوں  
 یا اقدر اپنے اس بندے کو دوسرے بندوں میں  
 اور شہروں میں رسوا کر اور اپنی آگ کی گرمی سے  
 ایک ٹوٹا ل اور سخت عذاب اس پر کر کیونکہ وہ  
 تیرے دشمنوں سے دوستی رکھتا تھا اور تیرے  
 دوستوں سے دشمنی رکھتا تھا اور تیرے نبی کے

(ف) دیکھئے یہ امام معصوم ہیں جو اس طرح لوگوں کو فریب دے رہے ہیں۔ اگر اس منافق کی  
 ناز خوارہ جائز نہ تھی تو امام کو علاحدہ رہنا چاہیے تھا خواہ مخواہ ناز خوارہ میں شریک ہو کر بددعا کس قدر  
 مذموم خصلت ہے علام بے چارہ جارہا تھا اس کو زبردستی امام نے شریک کر کے اپنے ساتھ  
 فریب دہی کا رنگ بنایا کتب شیعہ میں اس قسم کے افعال اور ائمہ سے بھی منقول ہیں۔  
 استغفر اللہ عنہ۔

## ارتیسواں سوال

مذہب شیعوں ائمہ کی زیارت کی بھی ناز پڑی جاتی ہے اور اس میں ان کی قبروں کی طرف  
 منہ کیا جاتا ہے۔ قیادہ ہونے کی شرط نہیں۔ یہ مسئلہ بھی ان کی کتب حدیث و فقہ میں مذکور ہے۔  
 اور غالباً شیعوں کو عیب بھی نہیں سمجھتے کیونکہ کعبہ مکہ سے ان کو چنداں تعلق نہیں۔ دین  
 اسلام کی تمام چیزوں سے ان کی بے تعلقی ظاہر ہے۔ صرف زبان سے تعلق کا اظہار بعض اس لئے  
 کرتے ہیں کہ نادانوں کو ان کو اسلامی فرقوں میں شمار کریں اور مسلمانوں کے یہ کائنات کا موقع ملے۔

## انتالیسواں سوال

مذہب شیعہ میں نجاست میں پڑی ہوئی روٹی کی اس درجہ قدر ہے کہ اس کو ائمہ معصومین کی غذا



بتایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ جو شخص اس روٹی کو کھائے گا وہ جنتی ہو جائے گا۔ من لا یحضرہ الفقیہ، باب المکان للحدث میں ہے۔

دخل البوصیر الباقرا الخلاء فوجد لقمته  
نبذ فی القدر فاخذها وغسلها و  
دفعها الی مملوک معه وقال یکون  
معک لا کلهما اذ اخرجت فلما  
خرج قال اللهم اوکف این اللقمة  
قال اکلتها یا ابن رسول الله فقال  
انما استقرت فی جوف احد الا  
وجبت له الجنة فاذهب فانت  
حرفانی اکک ان استخدم من  
اهل الجنة۔

امام باقر علیہ السلام ایک روز باغ خانہ گئے تو انھوں نے  
ایک لقمہ نجات میں گرا ہوا پایا پس اس کو اٹھالیا اور  
دھویا اور ایک غلام کو جو ان کے ہمراہ تھا دیا اور  
فرمایا کہ اس کو اپنے پاس رکھ کر جب میں نکلوں گا تو اس  
کو کھاؤں گا۔ چنانچہ جب نکلے تو اس غلام سے  
پوچھا کہ وہ لقمہ کہاں سے غلام نے کہا کہ فرزند  
رسول اللہ میں نے اس کو کھالیا۔ امام نے فرمایا  
وہ لقمہ جس کے پیٹ میں جائے گا اس کے لئے  
جنت واجب ہو جائے گی تو جاؤ آزاد ہے  
کیونکہ میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ کسی جنتی کی  
خدمت کروں۔

## چالیسواں مسئلہ

شیعوں نے جو حدیثیں ائمہ کی طرف منسوب کر کے روایت کی ہیں ان میں اس قدر اختلاف ہے  
کہ کوئی مسئلہ ایسا نہیں جس میں اماموں کے مختلف اقوال نہ ہوں اس اختلاف نے مجتہدین شیعہ  
کو سخت پریشان کر رکھا ہے۔ بیچارے اکثر تو یہ کرتے ہیں کہ مختلف حدیثوں میں ایک کو امام کا اصلی مذہب  
کہہ دیتے ہیں اور دوسری حدیثوں کو تقیہ کہہ کر اڑا دیتے ہیں مگر کہیں یہ بات بھی نہیں بنتی اس وقت سخت  
حیران ہوتے ہیں۔ مولوی دلدار علی صاحب نے اس اصول میں مجبور ہو کر یہ بھی لکھ دیا کہ اگر ہمارے  
اختلاف کو دیکھو تو حقیقی فاضل کے اختلاف سے بدرجہا زائد ہے۔ مولوی دلدار علی نے یہاں تک اقرار  
کر لیا کہ ہمارے ائمہ کا اختلاف عقدہ لایمیل ہے اور ہر جگہ اس بات کا معلوم کر لینا کہ یہ اختلاف کیوں ہے  
انسانی طاقت سے باہر ہے۔ بہت سے شیعہ اس اختلاف کو دیکھ کر مذہب شیعہ سے پھر گئے۔



اس اصول میں ہے۔

الاحادیث المأثورة عن الأئمة  
فختلفت جدا لا يكاد يوجد حديث  
الأولى مقابلته ما ينافيه ولا يتفق  
خبر الا وبإدعاء ما يضاد حتى صار  
ذلك سبباً لرجوع بعض الناقصين  
عن اعتقاد الحق كما صرح به شيخنا  
الطائفة في أوائل التهذيب و  
الاستبصار، ومناشئ هذه الاختلافات  
كثيرة جداً من التقية والوضع السلم  
والنسخ والتخصيص والتعقيد وغير  
هذه المذكورات من الأمور الكثيرة  
كما وقع التصريح على أكثرها في الأخبار  
المأثورة عنهم امتياً فامناشئ بعضها  
عن بعض في باب كل حديثين مختلفين  
بحيث يحل العلم واليقين يتعين  
للمنشأ عسير جداً وفوق الطائفة  
كما لا يخفى۔

جو حدیثیں ائمہ سے منقول ہیں ان میں بہت اختلاف  
ہے کوئی حدیث ایسی نہیں مل سکتی جس کے مقابلہ میں  
دوسری حدیث نہ ہو اور کوئی خبر ایسی نہیں ہے  
جس کے مقابلہ میں دوسری ضد موجود نہ ہو یہاں  
تک کہ اس اختلاف کے سبب بعض ناقص لوگ  
اعتقاد حق (یعنی مذہب شیعہ) سے پھر گئے جیسا کہ  
شیخ الطائفة نے تہذیب استبصار کے شروع  
میں اسکی تصریح کی ہے اور اس اختلاف کے  
اسباب بہت ہیں مثلاً تقیہ اور جعلی حدیثوں کا  
بنایا جانا اور سننے والے سے اشتباہ کا ہو جانا اور  
منسوخ ہو جانا یا خاص اور مقید کا ہو جانا۔ اور  
علاوہ ان مذکورہ باتوں کے بہت سی باتیں ہیں  
چنانچہ اکثر باتوں کی تصریح ان روایات میں ہے  
جو ائمہ سے منقول ہیں اور ہر دو مختلف حدیثوں  
میں یہ پتہ لگانا کہ کس سبب سے اختلاف ہوا  
اس طور پر کہ تعین سبب کا علم یقین ہو جائے  
نہایت دشوار بلکہ طاقت انسانی سے بالاتر ہے  
جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔

غالب حاضری صاحب ہ اپنی احادیث کے اس عظیم و شدید اختلافات کو دیکھئے اور اسی پر غور کیجئے کہ  
ان مختلف حدیثوں میں آپ کے اسلاف نے جس کو چاہا امامہ اہل مذہب کہہ دیا جس کو چاہا تقیہ وغیرہ کہہ  
اڑا دیا کیونکہ بقول مولوی ولد ار علی صاحب کے ہر جگہ سبب اختلاف کا معلوم کرنا طاقت انسانی سے  
بالا تر ہے کیا باوجود اس کے بھی آپ اپنے کو سیر و ائمہ کہہ سکتے ہیں شرم، شرم، شرم۔



جن مسائل کا ذکر تنبیہ احوالین کے دیا ہے وہ میں تھا ان کا بیان ختم ہو چکا اور کتب شیعہ کا حوالہ بقدر ضرورت دیا جا چکا اب چند امور جن کا وعدہ اسی تکملہ پر معمول تھا بدیہ ناظرین کے جاتے ہیں۔

## حضرت عثمان پر قرآن شریف جملانے کا اہتمام

یہ ایک پُرانا فرسودہ طعن ہے جس کا معقول جواب اہلسنت کی طرف سے بار بار دیا گیا اور اس جواب کا کوئی روح حضرت شیعہ کی طرف سے نہیں ہو سکا مگر مقبضائے حیا حضرات شیعہ اس جواب سے آنکھ بند کر کے پھر جہاں موقع پاتے ہیں اس طعن کو ذکر کر دیتے ہیں۔ جاری صاحب نے بھی جاہلوں اور بیوقوفوں کو دھوکا دینے کے لئے اس طعن کو بیان کیا ہے اور چھ سات کتابوں کے نام بھی لکھ دیے ہیں کہ ان میں یہ طعن مذکور ہے اور لکھا ہے کہ ان کتابوں کی عبارتیں رسالہ موعظہ حسنہ میں نقل کر چکا ہوں۔ جاری صاحب تفسیر النقصان دیکھیں تو ان کو معلوم ہوگا کہ اس زمانہ میں اکثر لوگوں نے اپنے اپنے مصحف میں اپنی یادداشت کے لئے تفسیری الفاظ اور منسوخ التلاوة آیتیں قرآن شریف کی آیتوں کے ساتھ ملا کر لکھ لی تھیں اس وقت تو ان لوگوں کو کسی قسم کے اشتباہ کا اندیشہ نہ تھا لیکن اگر وہ مصاحف رہ جاتے تو آئندہ نسلوں کو بہت اشتباہ ہوتا یہ پتہ نہ چلتا کہ لفظ قرآنی کون ہے اور تفسیری لفظ کون ہے منسوخ التلاوة وہ کون کون آیات ہیں اور غیر منسوخ کون کون لہذا حضرت عثمان نے مشورۂ جمہور صحابہ ان مصاحف کو معدوم کر دیا اور ان کے معدوم کرنے کی سب سے بہتر صورت یہی تھی کہ ان کو جلا دیا جائے۔ سنن ابی داؤد میں حضرت علی مرتضیٰ سے مروی ہے کہ۔

لا تقولوا فی عثمان الا خیرا فانہ  
ما فعل فی المصاحف الا حسن

حضرت عثمان کے حق میں سوا اکلہ خیر کے کچھ  
نہ کو کہیں کہ انھوں نے مصاحف کے بارے

۱۔ رسالہ موعظہ حسنہ میں جو عبارتیں نقل کی ہیں ان میں ایک عبارت تحفہ ندریہ کی ہے وہ ”ہذا“ ان مصاحف محدثہ  
را کہ مردم بضم تفسیر ان را محو فرستادہ بودند یہاں مصاحف مایہ اختلاف و جدال مسلمانان بود از مردم گرفتہ و بہ تفحص  
بسیار کیے از انسانہ و مردم گذشتہ و ہمہ بار بسوخت“ اس عبارت کو دیکھ کر خواب حافظ کا شریاد آگیا ہے جو دلاوری و دزدی  
کو بکف چراغ وارہ اس عبارت کے صاف ظاہر ہو گیا کہ حضرت عثمان نے قرآن نہیں جلا دیا بلکہ مخلوط محرف چیز جلائی جائے ۱۱



ملائنا

میں جو کچھ کیا وہ ہم سب کے مشورے سے کیا۔  
پھر یہ بھی دیکھنے کی بات ہے کہ جب تفسیری الفاظ بھی قرآن کے ساتھ مخلوط تھے تو آیا اس مجبور  
کو قرآن کا جاسکنا ہے۔ ہرگز نہیں۔

اگر حاضری صاحب کسی روایت سے یہ ثابت کر دیں کہ حضرت عثمان نے جن مصاحف کو جلایا  
تھا ان میں خالص قرآن تھا اور منسوخ السلاوة آیتیں اس میں نہ تھیں تو جو انعام وہ اپنے منہ  
سے مانگیں اللہ کو دیا جائے گا۔

جناب حاضری صاحب کو خبر نہیں کہ احراق قرآن کے طعن کا ایسا نفیس جواب ابنت نے  
دیا ہے کہ علمائے شیعہ کو مجبور ہو کر اس کی تعریف کرنی پڑی۔ علامہ ابن مسعودی نے شرح صحیح البخاری  
میں مطاعن حضرت عثمان کا ذکر کر کے لکھتے ہیں۔

وقد اجاب الناصرون لعثمان عن  
هذا الرخاء باجوبة مستحسنة  
حضرت عثمان کے طرفداروں نے ان اعتراضات  
کے عمدہ عمدہ جوابات دیے ہیں جو بڑی بڑی  
کتابوں میں مذکور ہیں۔

حضرت عثمان نے ان مصاحف کو معدوم کر کے مسلمانوں پر بڑا احسان کیا اور نہ آج  
قرآن شریف کی حالت بھی توریت انجیل کی سی ہوتی مگر جن کو قرآن شریف سے تعلق نہیں وہ اس  
احسان کی کیا قدر کر سکتے ہیں۔

## مصحف فاطمہ و کتاب علی وغیرہ

جناب حاضری صاحب نے اپنے رسالہ کے آخر میں ایک دھوکا دیا ہے کہ مصحف علی  
و مصحف فاطمہ کو ایک چیز ظاہر کیا ہے اور پھر یہ بھی لکھا کہ مصحف علی کوئی اور چیز نہیں اسی قرآن کا نام  
ہے۔

حاضری صاحب کو معلوم رہے کہ نادانوں کو جس طرف چاہے دھوکا دیکر ثواب حاصل  
کر لیجئے مگر جن لوگوں نے آپ کی کتابیں دیکھی ہیں وہ آپ کی جرات آزیں کہتے ہیں  
حضرت مصحف علی اور چیز ہے اور کتاب علی اور چیز ہے چونکہ ان امور کو نہایت تفصیل



کے ساتھ انجم میں لکھ چکا ہوں اس لئے یہاں مختصر لکھتا ہوں۔ حضرات شیعہ نے قرآن سے مخوف کرنے کے لئے دنیا مسائل کے کئی ایک فرضی اخذ بنائے اور ان کے ان کی روایتیں نقل کیں جن کے نام حسب ذیل ہیں۔

مصنف فاطمہ جسکی بابت امام صادق کا قول ہے کہ تمھارے قرآن سے تنگنا ہے اور والد اس میں تمھارے قرآن کا ایک حصہ نہیں اصول کافی ص ۱۴۱، دوسرے جعفر جسکی بابت امام جعفر صادق کا ارشاد ہے کہ وہ ایک جڑے کا تھیلہ ہے جس میں تمام انبیاء اور اوصیاء اور علمائے بنی اسرائیل کے علم بھرے ہوئے ہیں، اصول کافی ص ۱۴۱، دوسرے کتاب علی جسکی بابت زرارہ صاحب کا بیان ہے کہ مجھے امام جعفر صادق نے وہ کتاب دکھائی اونٹ کی ران کی برابر موٹی تھی اور اس میں تمام مسلمانوں کے خفیہ مسائل لکھے ہوئے تھے (فروع کافی جلد سوم ص ۵۲) چوتھے مصحف علی جس کی بابت تم نبیہ الحارثیہ میں کتب تسبیح کی عبارتیں نقل کر چکے ہیں۔ وہ ہمارے قرآن سے بالکل مختلف تھا کئی بیشی تغیر و تبدل غرض ہر لحاظ سے اس میں اور ہمارے قرآن میں بڑا فرق تھا۔ حارثی صاحب کا کتاب القوائین الاصل سے یہ نقل کرنا کہ صرف احادیث قدسیہ کا اختلاف تھا قابل اعتبار نہیں کیونکہ قوانین الاصول میں صدوق کا قول ہے اور صدوق منجملہ ان چار اشخاص کے ہی جو تحریف قرآن کے منکر ہیں اور اس کے لئے اپنی روایات کے خلاف باتیں بناتے ہیں جیسا کہ تم نبیہ الحارثیہ میں لکھا جا چکا۔

هَذَا اَخْرَجَهُ كَلَامُ بَا لَ اَخْتَفَا نَا الْاِمَامُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَعَالٰی